

دروجستہ

JALLI

TAJALLI
DEOBAND U. P. INDIA

تاجیلی

سامراج

دو کار مراتبے یک

ترہا ہے۔ اس کی دو

پی سامراج اپنے پا

فضل پر یہ بیت

تعادن

کافرض ہے کہ دو

یہ ماند مکون کی

بیرون ہے ایک

ایک

طبقاتی نظر

ہے پیدا ہونے والی

ماہر حوشیانی رہ بیش دین پیدا

یک قوت سے جاد

ظام کی رشتہ

بیت ۲۵ پر

یاں یا سارے

ٹھپر ایک ملے

وجود دزور میں

ہے ایک ای

بیت ۲۵ پر

کائنات

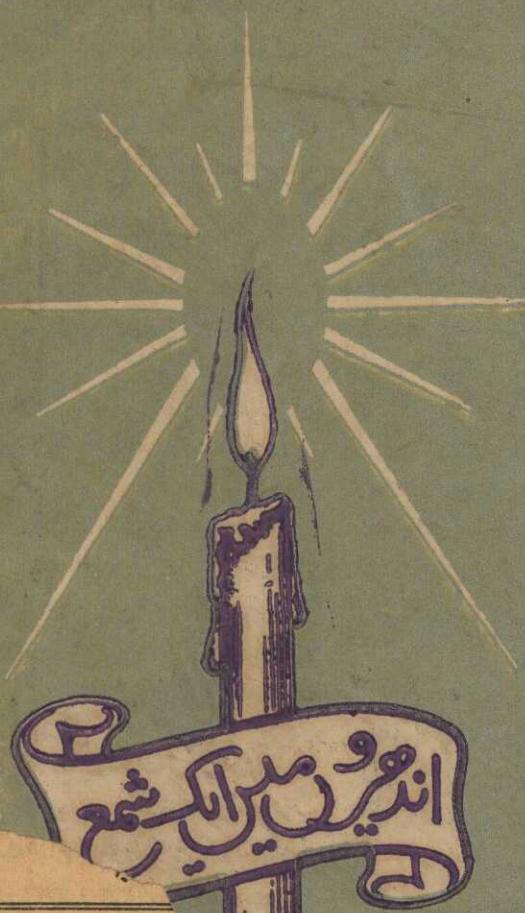
سالانہ بیت

10/-

س بھی اسی بیت

۔

ن



بیہ - ۲۲۸۰ مینا بازار۔

لئی لو فی - کراچی (پاکستان)

شہت:- من در جہ بالا پتہ پرمنی آرڈر
جو منی آرڈر کرتے وقت

ہے



کیوں زم کے خود خال نہیں کرنے والی کتابیں

منظوم اور درج برج. غائب کے اس شرک جنگی جاگتی تغیر کس قسم کے انقلاب کی ضرورت ہے۔ ایک طلا:
بیت ۲۵ پر۔

اقتصادی سامراج

سامراج دینی اس دور کا ماراج ہے لیکن ما
بھی مختلف بیان ہوں ہوں کر سائنس آہا ہے۔ اس کی تاریخ ا
ٹھکل ہے اقتصادی سامراج۔ پس سامراج کی تاریخ ایسا ہے
طرح جیسا لامبی ہے۔ اس کتاب میں مفصل پڑھئے جو کہ مذکور ہے۔

اقتصادی تعاون

ایسیں اور ہاتھ توڑنے کا فرض ہے کہ وہ مکمل
پس ماہدہ مکون کی مدد کریں لیکن یہ پس ماہدہ مکون کی آزاد
اور خود مختاری کو تقدیم نہ کریں بلکہ اپنے مکمل ہے ایک انتہا
مولوں افراد بحث۔ بیت ۲۵ ہے۔

موجودہ سماج میں طبقاتی نظام

طبقاتی نظام اور اس سے بیرون ہونے والی تاریخ
کے خلاف فلسفی اور سیاستی ایک تحریک ہے جواد کریں
ہیں۔ اس کی تاریخ مدتانہ نظام کی مرحلت سے فائد
علی انداز میں بہت کی گئی ہے۔ بیت ۲۵ ہے۔

غیر جوانشداری ایجاد پر ایک سیاسی نظریہ

غیر جوانشداری کے سلسلہ پر ایک ملی درستی اور

محبت گیر یادی یادی یادی کے مودودی،

داتی فیضہ حاصل ہے۔

مکمل رہے جوون کی حکایات غنچکان
ہے لکھتے ہے جوون کی حکایات غنچکان
ہر جون اس باختہ ہائے کلم ہوتے ہے
مترجم ملیس عابدی اور مفسر سیدی نظریان گوپاں تھے
یقتن پانچ روپے۔

کفشنستنی

محفسیدی کا مجموعہ کلام۔ بقول نیاز مجیدی
یہ جو موہبہ حاضر کے ارادہ اور بیس بردا اپنا اضافہ
ہے اور محفسیدی کی لالہ لالہ نسبت کی پیشیں گوئی کا فہارن
یقتن دو روپے۔

چہوڑیت ہی کیوں؟

ایک مشتوک جو اس بواں کا مل جواب دیتا
ہے کہ سیاسی نظام کی جیشیت سے کیوں زم کے
مقابلے میں ہبھوریت ہی کیوں اختیار کیا جانا چاہیے
زم محترق خان۔ بیت ایک روپیہ۔

خط قسم

کیوں نہ چین کے غلام آبادے چینی خون
کے فرازی کہاں تصوریوں کی رہانی۔ ایک صدر
تیکیجہ جو موہبہ کے خود خال پوری تفصیل
بیٹھ گردیتا ہے۔ بیت ۵۰ ہے۔

نی دنیا کی جھلکیاں

صحت و ایجاد کی تہذیب کا اک

منہجہ مدد اور ایجاد کا

کیوں زم اور کسان

زرمی سائل پر ایذا اتنا اندر سے سمجھ جهد۔
کسانوں سے تعلق کیوں نہیں کے حقیقی ارادے کیا ہیں؟
کیوں زم جاگیرواروں کا دفن ہے یا خود کسانوں کا؟ اور
ہندوستان کی زرمی ترقی کا منع راستہ کون سا ہے؟ ان
تمام اہم سائل کا یہ مصالح تحریک، مصنعت رام سروپ۔
یقتن دو روپے۔

آزادی کی تی ویں

آزادی کے تصور نے ایک نہیں تصور بخوبی کے
یہے جو تاریخی مرحلے طی کیے ہیں اور ان میں جوئی رنگ
آئینہ یاں ہوئی ہیں، ان سب کا حلولات اور زیبیان۔
ترجمہ گوپاں تھ۔ ۱۱۲ صفحات۔ بیت ۵۰ ہے۔

کیوں زم کی پہلی کتاب

دو سال اور ان کے جو ایسہ کیوں زم کے حقیقت
جو سال ہام طور پر بچھ جاتے ہیں، اس کتاب میں ایسے
ٹھووس اور واضح جواب عام قوم اندیشی دیے گئے
ترجمہ ملیں ہائیکلے، اصلاحات یقین ایک روپیہ۔

سو و سط روں کی حقیقت

سرمکت و ملک ہائے نسل کی ایک نہیں حقیقت
میں لوگ ٹھوپھنلے پر پہنچے کا لٹکا کرہے
کتب دو حصوں میں
اپنے چھٹی سے بہت

ہر انگریزی نہیں کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے۔

سالانہ قیمت دش روپیے۔ فی پرچہ ایک روپیہ

غیر مالک سے سالانہ قیمت ایک پاؤ بند پیکل پوٹل آرڈر پوٹل آرڈر پر کچھ نہ لکھنے بالکل سادہ رکھنے



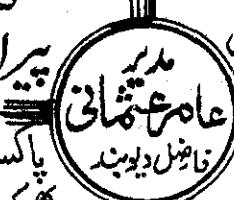
ضد وی

فہرست مضمومین ماہ دسمبر ۱۹۶۶ء

۳۲	عامر عثمانی	آغاز سخن حقائق تجھیں جھپٹا یا جاری
۳۳	گوپاں مشل	ترقی پسند ناصر تجھی کی ڈاک
۳۵	عامر عثمانی	کیا ہم مسلمان ہیں
۳۶	شمس نوید عثمانی	چند اہم ترین فتوے
۳۹	ادارہ	شسجر سے میخارنے تک آج اور کل
۵۱	ملائیں العرب کی	تنا سخن یا تاسخ
۶۳	جمیل جہاری	لکبندی صدارا
۶۷	حافظ امام الدین	بریلی کا نیا دین
۸۰	سیفی الاعظمی	روایات
۷۷	شمس نوید عثمانی	تاج الدین الشقر
۷۹	شمس نوید عثمانی	عہدہ

پاکستان کا پتہ:- مکتبہ عثمانیہ - ۲۸۰ مینا بازار۔

پیر آہی خشن کالونی - کراچی (پاکستان)



پاکستانی حضرات:- مندرجہ بالا پتہ پیر آہی آرڈر پریس - دیوبند سے چھپو اگر اپنے در تحریکی ڈاکخانہ سے ملتی ہے

اگر اوپر والے دائرے میں سُرخ نشان ہے تو سمجھو تجھے کہ اس پرچہ پر آپ کی خریداری ختم ہے یا تو منی آرڈر سے سالانہ قیمت ھجیں یادی پی کی احجازت دیں۔ آئندہ خریداری جاری نہ رکھنی ہو تب بھی اطلاع دیں جامشی کی صورت میں اگلا پرچہ وی پی سے ھجبا جائے گا جسے دصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہو گا دو ہی پی دش روپے ستر ہیں کا ہو گا) منی آرڈر بھیکر آپ دی پی سچ سنتھ جائیں۔

طبقاتی نظام

سچیا ہونے والی نظر اس مدت سے جہاں کہ یہ قلم کی غرفت میں قائم ہے ہے۔

یک سیاسی نظام

لکھر ایک ملود رہتا ہے

ترسیل زد اور خط و کتابت کا پتہ

تحریکی - دیوبند ضمیح سہارنپور (پاکستان)

عامر عثمانی پریس پیشہ نیشنل پرنٹنگ پریس - دیوبند سے چھپو اگر اپنے در تحریکی دیوبند سے شائع کیا

ہے۔ میں بھی ایک لیت

۔

بن

اعاظہ سخن

اس کی نویعت وہ نہیں تھی جو آج ہے۔ پہلے ہمیں اس سے اختلاف اس لئے تھا کہ ابناۓ وطن سے جو امیدیں اس نے بازدھی تھیں، انہیں ہم حضور خوش فہمی تصور کرتے تھے اور اس خوش فہمی کی بنیاد پر نیازمندی، اعتماد اور تقليد جامد کی جو پالیسی اس نے سیاست کے میدان میں اختیار کی تھی اس کے تسلیخ کی طرف سے ہمیں سراسر یادی تھی۔ چنانچہ آج احاطہ اور مالہ تحریک کے بعد ساری دنیا نے دیکھ لیا کہ ہماری رائے غلط نہیں تھی اور ابناۓ وطن کی ذمہ دالت برداشت — اور افتاد طبع کو صحیح بغیر جو روشن اپنا تھی اس نے ملت مسلمہ کا بیڑا اغز کر کے رکھ دیا۔ اسی انجام کے پیشگی احساس و ادراک کے پیش نظر ہیں جمعیت علماء سے اختلاف تھا۔ لیکن اختلاف کے باوجود ہمیں اس میں درايجھی شک نہیں تھا کہ ملت کے پہنچنے اور ممتاز افسر اور کی ساختہ پر داختہ یہ جماعت ایک عظیم المرتبہ جماعت ہے جس کے معزز افراد فکر فہم کی غلطی تو اکر کر ہیں مگر اخلاص اور صمیر کا سودا نہیں کر سکتے ملت فروشنی نہیں کر سکتے۔ لیکن نہیں سکتے یہیں یقین تھا کہ حضرت مولانا حفظ الرحمٰنؓ اور حضرت مولانا مدفنؓ جیسے جلیل القرآن، حضرات مخلص ہیں، دین و ملت کے فدائی ہیں، نیک نیت ہیں۔ انہوں نے ابناۓ وطن کی تصرف نفس اور منصف مزا جی پر بھروسہ کرتے ہوئے جو سیاسی راہیں پسند کی ہیں وہ حقیقت نفس الامری کے اعتبار سے چاہئے تھی ہی لاحصل بذا جام اور ماں اس کن ہوں لیکن

اس بات کی مقولیت سے کوئی صاحبِ عقل انکار نہیں کر سکتا کہ آپ کا اتحاد و انتراک خیر و برکت کا منبع ہے، فلاخ و کامرانی کی ضمانت ہے۔ ترقی کا منگ بنیاد ہے اور آپ کا نزع خسران و نامرادی کا پیش خیہ، حرام و ملاکت کی تمہید اور برپا دی مقصدان کا ضمیمه۔

لیکن جب صبور حال یہ ہو کہ اپنے ہی عین خیرہ سراور بے حکام سا تھی یہ تہی کہ یہیں کہ ذاتی مفادات کی غاطروہ اتحاد و تعاون کی راہ میں کاشتے تھے ایں گے۔ غلطیں ڈالیں گے۔ دریا ریں اٹھائیں گے اور جھوٹ، افتراء، لج، بخشی، طھانی اور مکروہ فریب کی ہر حکم تکن سادہ لوح افزاد کو اتحاد کی راہ سے ہٹانے میں استعمال کریں گے تو آپ خود فصل کھو کر کیا ابھی حالت میں یہ ضروری نہیں ہو جاتا کہ انکی نایاں کو شتوں کو ناکام بنا یا جلائے، ان کے فریب کا پردہ چاک کیا جائے، ان کے چہروں سے نقاہیں نوج کر ان کی صلیت اور حیثیت ماننے لائی جائے تاکہ جو سادہ لوح اور حکم لوگ ان کے بہر و پے دھوکا کھا سکتے ہیں وہ دھوکا ہمان سے نج چاہیں اور انہی عقیدتؤں کے مارے ہووں کو پتا چل جائے کہ برشد و بہادیت اور قیادت و سیادت کے لئے ہر قریب بیویات کے بھی ہوں، خود عنصیری اور بخاد پرستی کے کیسے نہیں اثر در پھنکاریں مار رہے ہیں۔

جمعیت علماء ہند سے اختلاف ہمیں پہلے بھی تھا، لیکن

کارنامہ لیکن کارنامے کی قسم اس کارنامے سے مختلف نہیں جو انگریز نے ہندوستان پر قبضہ جا کر انعام دیا تھا — کارنامے تو ہٹلر و اشالن کے بھی بہت شہروں میں مگر سوال ہے عدل و دیانت کا۔ ایمان کا۔ حق اور خدا ترسی کا۔ مقبوضہ جمیعت علماء میں جتنے بھی افراد ہیں انہیں سے ہر سر کو بد دیانت اور فتنہ پرداز ہم نہیں کہہ سکتے۔

ان میں بہترے ارباب زید و تقویٰ بھی ہیں۔ دلش پوش بھی ہیں۔ نیاک نیت بھی ہیں۔ لیکن من یہ جو اور استہ مقبوضہ جمیعت نے اختیار کیا ہے وہ نہ تو بھلی عظیم جمیعت علماء کی غلطیت و نسلوت سے جوڑھا تھا ہے وہ مکر و فریب مفاد پرستی اور کامیابی کی اُن غلطیتوں سے پاک ہے جن کی آلو ڈگی کسی بھی نیک نام اور عظیم الف درگروہ کو طالع آنماں اور ابن الوتون کے خواں میں تبدیل کر دیتی ہے۔

ہم مقبوضہ جمیعت علماء سے چلا اخلاف رکھتے ہیں، اور اخلاف کے ساتھ ساتھ یہ کہنے میں بھی ہمیں کوئی بآک نہیں کہا بوجوش اس جماعت نے اجتماعی مسائل کی راہ میں اختیار کر رکھی ہے اس کے پیکھے نقطہ نظر و صریح ہے، مفاد پرستی ہے، حریت جاہ ہے، جھوپڑت اور مغلول ہے۔ اس کا حق و صداقت کے خلائق مفاد سے کوئی تعلق نہیں جمیعت علماء کے بھاری بھر کنم نام، اس کی سابقہ غلطیت، اس کی نارنج، اس کی تقدیس اور نیک نامی کے چہرے پر جو تحریک ایک مقبوضہ جمیعت علماء کے مٹھی بھر گروہ نے ملی ہے کیا کوئی ملتے گا۔

اخبار الجمیعت کے فاضل مدرس — ڈیوٹی کے طور پر — وقتاً فوتاً جمیعت علماء کی تاریخی علمتوں کے گن گاتے رہتے ہیں۔ وہ کہیں بھی کیا۔ ملازم تو ملازم ہی ہوتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ پدر مسلمان بود کا وظیفہ اخلاق اولاد کے جو اثر کافی نہیں البدل تو نہیں ہو سکتا۔ سوال یہ نہیں کہ جمیعت علماء کتنی پرانی اور بھاری بھر کم جماعت ہے یہ سوال یہ ہے کہ اب اُس گروہ کا کردار کیا ہے جو اپنے آپ کو

ان کی نیت نہیں ہے۔ خلوص بے داع ہے۔ مفاد پرستی اور خود غرضی تی کوئی چھینٹ ان کے دامن پر نہیں۔ یہ فرمبی نہیں ہیں فریب گروہ ہیں۔ یہ ایک ایسے سیاسی جمہور ہیں جن سے اجتہاد میں خطاؤ بھی نہیں ہے مگر حسن نیت کا ثواب انہیں پھر بھی مل کر رہے گا۔

مگر آج ہمیں جو اخلاف جمیعت علماء سے ہے وہ دوسری نوع کا ہے۔ جمیعت علماء کا ایک بازو ٹوہر ہے جس کی نمائش دی گی حضرت مولانا حفتی قیمت الرحمن حجاج کرتے ہیں۔ اس سے اخلاف کا سوال اس لئے پیدا ہیں ہوتا کہ حضرت مفتی صاحب نے ایک مخلاص اور مقدمہ پرست اشان کی وجہ پر ایسی سیاسی راہ میں اُس موڑ کو قبول کر دیا ہے جس کی افادیت موجودہ حالات میں کسی بحث کیحتاج نہیں وہ مولانا حفظ الرحمن کے دامنے بازو ہے ہم اور مدت دراز تک پورے خلوص کے ساتھ اسی جادہ پرست پر چلتے رہے ہیں جس پر اپنی جمیعت علماء پل رہی تھی۔ تک آج جب انہوں نے خسوس کر دیا کہ اس راہ پر انکھیں بند کر کے چلتے رہنا اب ہرگز مغد نہیں ہو سکتا اور ابنا وطن کے جس عدل و دیانت پر بھروسہ جمیعت علماء کی پرانی پاسی کی بنیاد تھی وہ عدل و دیانت تراابت ہو چکے ہیں تو ایک ایماندار اخلاق مند اور حق پسند آدمی کی طرح انہوں نے خواتین کو سلیم کر دیا اور ایک ایسا موڑ طریقہ جس کی طرف تحریے سے حاصل شدہ متاثر واضح اشارہ کر رہے تھے۔ ایسی صورت میں ان سے اخلاف کی کوئی وجہ نہیں۔

اپنے اخلاف ہے تو اُس دوسرے بازو سے جس کی نمائش دی گی حضرت مولانا حسین احمد مدینیؒ کے فرزند ارجمند مولوی اسلامیان کر رہے ہیں۔ یہ بازو فقط لکڑی کا بازو ہے جسے عین جرایی کے ذریعے قسم میں چوڑ دیا گیا ہے۔ اسی لئے ہم اسے مقبوضہ جمیعت علماء کا نام دیتے ہیں۔ جمیعت کے دفتر، املاک اور پریس پر قبضہ کر دیتا ہے تو بجا طور پر ایک

حضرات سے فتویٰ لیکر پوچھ لے تو بتا یا جائے کہ علماء کے سر کاری آرگن میں "پھول جیسا چہرہ" دیکھ کر عوام انس کا نثار اس کے سوا کیا ہو گا کہ حج کے علماء وہ مخلوق ہیں جو چند لمحے کی خاطر سر پر باز اور حرام کاری کر سکتے ہیں۔ جو ان کاری کے سوا اس سے کیا کہا جائے گا کہ جن تصویریوں کا چھاپنا وہ خود حرام کہتے اور سمجھتے ہیں اُنھی کی اشاعت اپنے اخبار میں دھرتے سے کی جا رہی ہے۔

فقط تصویریوں تک بات نہیں۔ سود کے اشتہارات بھی اسی انجمنیت میں چھتے ہیں اور ابھی اکتوبر ہی کے ہفتے میں قلم ایکٹروں اور ایکٹریسوں کی آنکھیں بھajan کر انعام حیثیتے والا اشتہار بھی اس میں ایک سے زائد بار چھپا ہے۔

سوال یہ ہے کہ اس حرام کاری کا آخر عذر کیا ہے؟ مقبوضہ جمیعتہ علماء کے بعض بے شرط کلام منہج یور کو فرماتے ہیں کہ حباب اشتہاریوں کے بغیر اخبار زندہ نہیں رہ سکتا۔ اشتہار چاہئے وہ سود کے ہوں، قمار کے ہوں، تصویر وائے ہوں ہر حال میں چھاپنے ہی ہوں گے ورنہ اخبار دیوالیہ ہو جائیں گا۔

ہم بعض کرتے ہیں کہ یہ عذر لگناہ بدتر از لگناہ ہے۔ اول تو یہ عذر ہے ہی سرے سے غلط۔ آخر دعوت "بھی تو یہ اخبار ہے جزویادہ نہیں تو اخبار انجمنیت سے میں گناہ چھتہ ہی ہے اور اسی تنازع سے اس کے مصروف بھی زیادہ ہیں مگر اس میں بھی پھول جیسے چڑے نہیں آتے ز سود اور فلی مقابلوں کے اعلانیتے چھتے ہیں۔ اسی طرح "تجھی" بھی ایک پر چھپے ہے جو سترہ سالیوں سے پھول جیسے چڑوں اور فلی مقابلوں کے بغیری نہ صرف جو رہا ہے بلکہ شان سے جو رہا ہے۔ بغیر حرام کاری کے اخبار کو زندہ نہ رکھ سکتے کا عذر در حصل آن بے جیا اور کم ہمت لوگوں کا ساغر ہے جو حلال کی کمائی کرتے ہیں۔

پھر جملہ مان نہیں لیا کہ اخبار کو زندہ رکھنے کے لئے وہ سود سور و پی قطعاً ضروری ہی ہے تھے جو صریح حرام پر مشتمل اشتہارات چھاپ کر وصول ہوئے۔ مگر اس سے

جمعیتہ علماء کا ہوں سوول مالک کہتا ہے۔ اس گروہ کی بیکاری اور احتجاجات میں پیسوں پر پدر مسلمان بود کا پردہ ڈالنا ایسا ہی ہے جیسے ہم آج کے مسلمان اپنی بکرداریوں کی پرداز پوشی کے لئے قصہ لے بیٹھیں کہ ہمارے دادا ایسے تھے اور پرداز ایسے تھے۔

مقبوضہ جمیعتہ علماء اگر اپنے کام سے کام رکھتی، خاموشی سے نکوٹہ و صدقات کھاتی، چند سے اُڑاتی، پر درٹ اور لا انس چال کرتی تو ہمیں اس سے کچھ سروکار نہ ہوتا۔ اس کے پیروی مریدی و اسے چکر سے بھی ہمیں کوئی لڑائی نہیں تھی۔ مگر جب اس کے اخبار نے ایک طرف تو علماء کو ذلیل ور سوا کرنے کی ہم چلا رکھی ہے دوسری طرف مسلم مجلس مشاہدہ کے خلاف ذلیل قسم کے پر و مگر ڈسے کو روزمرہ کا معاملہ بنایا ہے۔ تیسرا طرف فرعونیت کی مدح سرائی میں پیش پیش ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس کی ناتائیت اور اسلام دشمن عوکات پر اپنے مسلمان بھائیوں کو توجہ نہ دلاتیں۔

علماء کو ذلیل ور سوا کرنے کی ہم کا اللہ ام ہم نے یو ہی نہیں لگادیا۔ آئتے آپ شہوت دیکھئے۔
۱۸ ارجمند شہزادے کے انجمنیت میں صفحہ علی پر ایک تصویر دار اشتہار ہے جس کی بالائی سرخی ہے۔

"پھول جیسا چھڑہ"
اب یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ "پھول جیسا چہرہ" کسی "دیوی" ہی کا ہے سکتا ہے۔ اور اخبار اٹھا کر دیکھ ہی جو یعنی یہ چہرہ ایک فیشن ایبل دیوی ہی کا ہے۔ تصویریوں کی اشاعت آ جکل اخبارات ور سائل میں عام چیز ہے لیکن سوال یہ ہے کہ مولوی اسد اور مولوی محمد میاں جیسے علماء جو اخبار انجمنیت پر قابض و تصرف ہیں کیا ان کے نزدیک بھی تصویریں۔ تھوڑا صاعور توں کی تصویریں چھاپنا جائز ہے۔؟

اگر نہیں۔ اور یقیناً نہیں (جس کا جی چاہے ان

تعجب اور رخ سے انگلی متر لیں، پکڑے پھاڑ لیں،
سر پھوٹ لیں۔"

پھر آگے اسی چیز کو دفتریتِ اسلامی کی دھمکی ان
بھیزا اور حکام خدادار مولیٰ کو پس پشت ڈالنا قرار دے کر
ایسے شدید دروغ کا انہاڑ کرتے ہیں جیسے عورت اور مرد کی بجا
مناز پڑھ لیا آخري درجے کی بے دینی، شیطنت اور اسلام
دشمنی ہے۔ ناقابل برداشت ہے۔ قیامتِ مغربی ہے۔
نفسِ مشتعل سے یہاں بحث نہیں، توجہ صرف اس
امر پر دلائی ہے کہ الجمیعت کے مشغلوں نے مضمون ایک اور رسالے
سمعِ حوالِ نقل کیا ہے جس کا مطلب یہی ہے کہ مردوں کی
خلوطِ منازوں کے بارے میں خدادارہ الجمیعت بھی وہی
محسوسات و خیالات رکھتا ہے جن کا اس مضمون میں مذکور ہے
ہے اور اسی لئے اس نے اپنے اخبار میں اسے نقل کیا۔
لیکن اب اسی صفحے پر وہ دوسرا مضمون دیکھتے ہیں کا
عنوان ہے:-

"مصر میں خواتین کی آزادی"

اس مضمون میں تصریکے ایک وفات یا فتنه فرزند
ایمین قاسم کی مرح و ثنا کی لکھی ہے۔ انھیں جواب اور وشن
ضمیر جمیع القاب سے نواز گیا ہے۔ ان سے مشن کو خراجِ تحسین
ادا کیا گیا ہے۔

اور ان کا مشن کیا تھا؟ مردوں کی مساوات کا
وہی نفر جس نے یورپ، امریکہ اور دیگر مغربی ممالک کو
شہروانیت، حرم اکاری اور بے چیانی کا جو سبقتِ رہنمائی کر رکھ
دیا۔ جس نے قرآنی تصریحات کا مفہوم چڑایا اور جس نے
اسلامی قدیروں پر سیاہی پھر دی۔

جن لوگوں نے امین قاسم کے مشن کو گراہ کن قرار دیا
انھیں اس مضمون میں الہانت ایگز طور پر دفیا تو سی اور ترقی
دشمن کہا گیا ہے اور امین قاسم کی تحریک کے بعض اجزاء
اسی مضمون میں یوں بیان ہوتے ہیں:-

"انھوں نے (ایمین قاسم نے) خورتوں کے نہ
صرف تردوں کے برابر حقوق کا مطالیب کیا، بلکہ

عوام الناس پر یہ تو ثابت ہو گیا کہ مقبوضہ جمیعت علماء کے معزز
علماء سود سو روپے کی خاطر میں چورا ہے پر ایمان فتویٰ و شی
کر سکتے ہیں۔ حرم اکاری کو اپنا سکتے ہیں معاشرے کی لندگی پر ہلانے
میں تعاوون دے سکتے ہیں۔ ثقہ ہے ان علماء پر جو اپنے بائیے
میں خلق خدا کو ایسا لگھیا تصور دیں اور اپنی بذرگداری سے تما
علماء کو رسو اکریں۔

یہ بھی اہل عقل غور فرمائیں کہ جو نامِ نہاد علماء سود سو کی
خاطر بلا تکلف حرم اکاری کر سکتے ہیں وہ ایسے نیلام گھروں
میں اپنا دین واہیان کیوں نہ پھیل جھے جہاں ہزاروں وللاکھوں
ملنے کی امید پر سلتی ہو۔

حکومت سے زیادہ مالدار گاہک کون ہیگا۔ پل
میں پو بارے کر دے۔ بس یہی تو بات ہے کہ جس دن مقبوضہ
جمیعت کے چاندستاروں کو پتا چلا کہ اقتدار کی دلیلِ مسلم مجلس
مشاورت سے خوش نہیں ہے اسی دن یہ چاندستارے کسی
سرکش گھوڑے کی طرح دل تباہ جھاڑ کر مجلس مشاورت سے نکل
گئے اور اس دن سے آج تک مرا بر مجلس مشاورت کی تردید و
مزیدت میں ایڈری چوٹی کا زور لگاتے ہوئے ہیں۔

گستاخی معاف — ہمارا خیال تو یہ ہے کہ الجمیعت کے
مدیر عثمان فارقیط کو چھوڑ کر اب ادارہ الجمیعت میں سارے ای
عملیہ چھوپوں و مغلق قسم کے کارکنوں کا رہا گیا ہے جن میں بعد نہیں کہ
کچھ افراد فیم یا جنگل بھی استعمال کرتے ہوں۔ یہ کو رامنگر
نہیں بلکہ بطور نمونہ ثبوت بھی ملاحظہ ہے۔
۲۔ نمبر ۸۳ء کا الجمیعت (سنٹرے ایڈریشن) دیکھنے صفحہ
پر ایک مضمون میں گامس کا عنوان ہے:-

"کون وہ بہر بن سے جب ختمِ مکانے لگیں"

اس میں ایک ایسی مسجد کا ذکر ہے جس میں مضمون نگار نے مردوں
اور خورتوں کو شانہ بشانہ مناز پڑھتے دیکھ لیا ہے۔ یہ نظارہ
ان کے مذہبی احساسات کے لئے اس تدریزِ خیز ثابت ہوا
کرو گئے ہیں۔

"اُس خبر کو طپھ کر مہر سکتا ہے کہ آپ اچھل پڑیں

خودا ہم تو نے اپنے ملکی صدور میں ظاہر کیا۔ اپنے صدر کو ”رعمسیس کے فرزندو“ کہہ کر خطاب کرنا خودا بھی کی ایجاد ہے مگر اسی کی خدا بیوں سے رعمسیس (فرعون) کا جسمیہ اٹھا کر وسط قاهرہ میں نصیب کرنا خودا بھی کے دست مبارک کا کار نامہ ہے۔ الہمبل کے مذوروں اور محبوبوں کی بیسا دوں میں مصری میثاق کے ساتھ انجیل اور قرآن کے دو دنسخے دفن کرنا خودا بھی کی طبع رسالہ شاہ عبدالحکیم فرعون سے ان کے قلبی تعلق کا مزید ظاہرہ ان ہنطیوں سے ہوتا ہے جن پر فرعون کے جسمیہ چھاپے گئے۔ ان سکون سے ہوتا ہے جن پر عورت فرعونی کا خاص نشان ثابت کیا گی۔ ان پار کوں۔ ستر کوں اور سینماوں سے ہوتا ہے جن کے نام فرعون کے نام کا یہ پیر رکھتے گئے۔

ایسی صورت میں اگر ہم جناب ناصر کو فرعون وقت کہیں تو یہ فقط ایک امر واقعہ کا سادہ سا اظہار ہو گا نہ کہ طعن و طنز۔ قتوے کی زبان میں جناب ناصر چاہئے سلمان ہی ہوں اس سے ہمیں بحث نہیں۔ ذہن نشین بیس کہ انا ہے کہ جسلمان جمال ناصر اور اخوان المسلمين کی شکمش میں حقائق سے آنکھیں بند کر کے خدا کے خوف سے بے نیاز ہو کر انہوں بہروں کی طبع جمال ناصر کی حمایت اور اخوان اسلام کی مخالفت کریں گے ایک فرعونی ہی کہا جائے گا اور نتر آن وحدت کی روشنی میں یہی توقع کی جائے گی کہ قیامت میں یہ لوگ اپنے مددح جمال ناصر ہمی کے ساتھ اٹھاتے جائیں گے۔ اللہ کی بناء ہزار بار پتا۔

اس تہذیب کے بعد ۲۲ اکتوبر ۶۶ء کا الجمیعتہ اٹھا کر دیکھتے۔ پہلے ہی صفحہ کی شاہ سرخی ملے گی:-

”عرب القلوب کے ہیر و صدر جمال عبد الناصر کا ”ہند کے عظیم دوست“ کی حیثیت سے شاندار استقبال۔“

جمال عبد الناصر ہند کے لئے عظیم دوست ہیں پس تو اس مشترکہ بیان کی روشنی میں خود کیجئے جو ان کی والپی سے

یہ بھی کہا کجھ عورتوں کو شادی کرنے اور طلاق دینے کی کھلی چھٹی ہوئی چاہئے اور انہیں یہ بھی ہنڑا چاہئے کہ وہ پروردہ نہ کریں، بر قعہ نہ اور ہیں۔“ اندازہ فرمائیجئے۔ قرآن و حدیث صرف مرد کی طلاق کا حتیٰ دین، نکاح کو اکثر حالتوں میں اولیاء کی اجازت سے مشروط کریں اور پروردے کو صریح لفظوں کے ذریعہ لازم قرار دیں لیکن جو ایں قائم کھل کر ان کے خلاف تحریک چلا رہا ہے اسے جاہد روش صمیر ترقی پسند اور بطل جلیل کے نام سے کون متعارف کرے رہا ہے۔ وہی علماء کا اخراج جو اپنے ای صفحے پر سردوzen کو ایک ساتھ نماز پر ہتھ دیکھ کر پچھاڑیں کھا رہا تھا۔

اب بتائیے کیا افیم کھانے والوں کے سوا بھی کتنی اداڑیں ہو سکتا ہے جو اپنے اخبار کے ایک ہی صفحہ پر ایسے دو متناقض و مبارز مضموم میں چھاپ کر ہمچوں بر تاؤ دے۔ دیسے اگر حقیقت حال پر چھیتے تو اصل خیالات اب ادارہ الجمیعتہ کے وہی ہیں جن کا اظہار ای مصر و ای مضمون میں ہوا ہے۔ جاہل اور دین سے بے تعلق افراد اس ادارے میں ہوس آتے ہیں۔ لیکن دوسرا ”دقیانو سی“ مضمون اس لئے چھاپا گیا اس میں ایک جملہ مفتی عقیل الرحمن کو ہدف طعن بناتے کا ہاند مل رہا تھا۔

واقعہ یہ ہے کہ اگر عثمان فارقی طبا اس ادارے سے قطع تعلق کر لیں تو الجمیعتہ اب اس قابل ہمیں رہ کر شرافت نجابت اور اخلاصی بالائز کی سے تعلق رکھنے والے افسر اد اسے را تھا لگانا تاکہ تو ادا رکھیں۔

آئیے ذرا اس کی فرعون نوازیاں بھی دیکھئے۔ مصر کے صدر جمال عبد الناصر کو جیب ہم فرعون وقت کہتے ہیں تو کوئی طنز یا افتراء نہیں کرتے۔ یہ تو ہیک وہی لقب ہے جو مصروف نے خود اپنے لئے پسند فرمایا ہے۔ محنون ابناء الفرز (عنه کافرہ نجدان کی زبان پر آیا) ہمہ فراعن کی تہذیب میں اپنی ترقی کا خاکہ اختذل کرنے کا عزم بالجسم

لیکن جرأتِ ریدانہ بلکہ ڈھٹاتی کامال دیکھئے کہ جن ناصر حب
کی ناقبولیت کو دانے اور چھلنے کے نئے حکومت کو درجنو
گرفتاریاں کرنے پڑیں انھی تسلیتے بارے میں یہ دونوں خانہ ساز
میصر برے ٹھٹتے کے ساتھ لکھتے ہیں کہ:-

”آج تمام ہندوستان اپنے محظوظ ہمان عرب چھپر ہے
مصر کے صدر جمال عبد الناصر کا دی خیر صفت م
کر رہا ہے مسلمانوں ہندوستانے عرب کے اعظم یہ مدحہ
اور شہین عرب استعارت پڑ طاقتلوں کے طاقتوں شہین
اور اسلامی علوم و فنون کے ایک سر پرست کی رہ
میں آنکھیں پچھار ہے ہیں اور خوش آمدید ہے ہے
ہیں۔“

وہ آپ نے سنایا ہوا کہ ایک ساریں چونج اور پر کئے گھڑا
تھا۔ کسی نے پوچھا کہ آسمان کی طرف کیا دیکھ رہے ہو۔ وہ بولا۔
دیکھ نہیں رہا ہوں بلکہ یہ آسمان میری ہی چونج پر مرا ہوا
ہے۔ میں نے چونج چی کی اور آسمان گرا۔

چھ ایسا ہی معاملہ ان دونوں مولاناوں کا ہے۔ یہ مجھے
ہیں کہ پورا ہندوستان ہم دوہی کے کابویں سماگتی ہے۔
کی ساری ملت مسلمہ ہم دوہی کے کابویں سماگتی ہے۔

محوروں ہوت سخن سازی اور نقطی بازیگری تو اخباری
ہنساؤں میں چلتے جائز مان لیجئے۔ لیکن سفید جبوٹ، کوری
لغاظی، سوئی صدی غلط گوئی اور سڑی ہبھی خشام بھی
جن لوگوں کی آنکھوں میں جیسا کی رمق پیدا نہ کر سکے ان کیلئے
مثال اُس پیشہ ور بیسوائے سو اس کی لاتی جاتے جو کیکر ہوں
ہیں جیکی ہو کہ عفت و عصمت، جیا اور پاک رمنی بھی کوئی چیز ہے
کیسا کھلا کذب ہے، کہ تمام ہندوستان نے عبد الناصر کا خیر قدم
ایک محظوظ ہمان کی حیثیت سے کیا۔ کتنی کوری کیوں اس ہے
کہ تمام مسلمانوں ہندوستان اصر کو وہ چھوٹجھتے ہیں جو ان دو
فرعوں نے زدہ مولاناوں نے سمجھو کھا ہے۔

سچ یہ ہے کہ جن مسلمانوں کو ذاتی طور پر مصر کے احوال و
کائنات کا سب سے بڑا امداد بر اور اسلام کا سب سے بڑا محسن
بھی قرار دیتے تو ان کا کوئی پچھے نہیں بھکار سکتا تھا۔

وقت چھپا ہے۔ مگر یہ سایی معاملہ ہے اس لئے تم
اس پر بحث نہیں کرتے۔ ہوں گے وہ ہندو عظیم دو
لیکن سوال اسلام کی دوستی اور شفی کا ہے۔ ہندو اور اسلام
ایک ہی چیز کے دو نام تو نہیں ہیں!

علاوہ اس کے یہ بھی سوال ایک حقیقت پسند قاری
کے دماغ میں ضرور تھا ہے کا کہ عبد الناصر کو عرب انقلاب
کا ہمیرہ کہنا کیا حقائق سے بھی کوئی تعلق رکھتا ہے یا فقط
در باری زبان ہے؟ شاعری ہے؟ لفاظی ہے؟

پر انگری کا کوئی بچہ تو شایدہ مان لے کہ عرب
اوہ مصر ایک ہی شے کے دوناً میں لیکن پڑھا کھا کوئی بھی
آدمی یہ تصویب نہیں کر سکتا کہ الگ جمال ناصر نے مصر میں کوئی
انقلابی کارنامہ انجام دیا بھی ہو تو اسے ”عرب انقلاب“
کا نام دینا لفاظ کا تحقیق استعمال ہو گا۔ یہ بات بجا ہے
تو وہ بحث طلب ہے، کہ جمال ناصر کے ہاتھوں جو انقلاب
مصر میں آیا ہے وہ کس حد تک ایک مسلمان کے لئے قابل
غیرہ ہے اور اس حد تک لا تی ماتم۔ لیکن انقلاب کی ذمیت،
تراث، عوایق اور نفع و نقصان کے نیزائیے کو کیا نظر
انداز کر کے بھی یہ دعویٰ سوائے خوشاب پیشہ اور بصیرت
سے محروم لوگوں کے کوئی نہیں کر سکتا کہ جماعت ناصر حب
صرف مصر کے نہیں کسی ”عرب انقلاب“ کے ہمیروں ہیں۔

اخبار کے اسی صفحہ پر دو صاحبان نے اور بھی
کل افشا تباہ کی ہیں۔ ایک صاحب کوئی اخلاق حسین
قاسمی ہیں جن کے ساتھ مولانا اور کوئی نسل کے صہیم لکھے ہوئے
ہیں اور دوسرا ہے ہیں۔ ملے۔۔۔ صاحب جو مولانا ہوئے
کے علاوہ کائکریں پاری میں ایک اعزازی عہدہ
بھی رکھتے ہیں۔

ترعرع میں بیانخ آرائی پر تو خیر کمی بھی ہو گک
نہیں لگی۔ یہ دونوں صاحب عبد الناصر کو
کائنات کا سب سے بڑا امداد بر اور اسلام کا سب سے بڑا محسن
بھی قرار دیتے تو ان کا کوئی پچھے نہیں بھکار سکتا تھا۔

نمونے آپ دیکھی چلے کہ اپنے سرگاری آرگن میں ناپاک استھارت نغمضا میں، جھوٹی خبریں اور گراہ کن جائزے چھاپ چھاپ کر ان لوگوں نے علماء کا نام بدنام کر دیا۔ تھا ایک وہی معمون جس کا ذکر ابھی تم کرتے ہیں (مصر میں خواہیں تی آزادی) اسی المناک حقیقت کا واضح ثبوت ہے کہ مقیوضہ جمیعت علماء کے ذمہداروں میں نہ احساس ذمہداری باقی ہے نہ دینی بصیرت نہ علم نہ حیمت وغیرت۔ مولوی آسمیاں پیر بنے پھر تھے ہم اور مولانا محمد میاں صاحب جمیعت کے مرکزی دفتر میں تربیۃ الفتا کی دھونی رہائے بیٹھے ہیں۔ کیا انہوں نے یہ حدیث نہیں سنی کہ کلکمہ رائی و کلکمہ مستوں۔ اگر سنی ہے تو وہ بتائیں کہ کیا آخرت میں وہ اس باز پرس سے پچ جاتیں گے کہ جس اخبار پر انہیں کامل تصرف اور اقتدار حاصل تھا اس میں سودا ہوتے اور فلی مقابلوں کے اشتہارات حصتھریے، مغرب زد ۵۰ متجددین کی تعریفیں حصتی رہیں، ملی اتحاد کو ڈاشنا میٹ کرنے والے تھے رہتے رہتے مگر وہ ملک دیدم دم نہ کشیدم کام مصداق بنتے بیٹھ رہے۔ نکر تو کیا کرتے ٹھہراوا دیتے رہے۔ ہفت بڑھاتے رہے۔

فرعون نوازی کا ایک بدترین نمونہ اور ملا حظ فرمائی۔ ۱۲ نومبر کے الجمیعہ (ستہے ایڈیشن) میں کسی پاکستانی پرچے "تعمیر" سے ایک مشمنون نقل کیا گیا ہے۔ "اخوان لبریڈن کو نہ راستے موت اور بعد مژہ" اگر پوری تحقیق و تفتیش اور غور و فکر کے بعد کسی تعلیم یافت آدمی کی راستے یہ بنتے کہ اخوان مسلمان کے معاملے میں صدر ناصر کارویہ آئیں جہاز رکھتا ہے اور صریح انصاف دشمنی کا الزام ان پر لکھا ہے ملک بہنس تو ہم اس شخص کو اس بات کا حقدار سمجھتے ہیں کہ وہ اپنا نقطہ نظر دلائیں و شواہد کے ساتھ علی انداز میں پیش کرتے۔ لیکن حقوق سے بے خبر، فهم و تدبیر سے محروم، قلم پاک نے کے سلیقے سے بے بہرہ اور یک مرکنہ ناتراش لوگ جب عالم اسلام کے ایک عظیم ایسی پر بازاری لوٹدوں کی طرح ٹھٹھوں کرنے لگیں تو ان کی مثال اُس فاطر العقل دیپانی کی سی ہو جاتی۔

مغرب زدہ طبقہ سوائے خاندانی مسلمان ہونے کے اسلام سے کوئی ذہنی تعلق نہیں رکھتا وہ جیسی چاہے رائے رکھے، لیکن باقی تمام مسلمان کسی قیمت پر اس شخص کے مدح خواں نہیں پہنچ سکتے جس کی فرعیت عالم اشکار اپنے حکی ہے۔

گروہٹ کی انتہا ہے کہ اخوان مسلمان کی تنظیمات پر غمزدہ ہونے والے مسلمانوں کے لئے ان دونوں نام ہناد مولاناوں نے ٹھیک وہی انداز طنز و تھیر منتعال کیا ہے جو امریکہ، امریسل اور روس کے پہدوں نہاری اور ملحدین کرتے ہیں۔

مزید جو گل افغانیاں اس بیان میں کی گئی ہیں ان پر گفتگو ہم اس لئے نہیں کرتے کہ گفتگو ہوا کرتی ہے سنجیدہ لوگوں سے اور علم منطق کی روشنی میں۔ اب اگر کچھ لوگ خشاید انداز کی مرح مسراںی ہی کو وظیرو بنائیں اور خلافت سے حشم پوشی کر کے شاعروں جیسی مبالغہ آمیز قصیدہ طرازی پر ہی اُتراں تو ان سے گفتگو کرنا بھیں کے آگے میں بدلنے کے مراد فہرگا۔

ہاں ہرزہ سرائی کا ایک اور نمونہ اس دعوے کی شکل میں ضرور دیکھیجئے کہ:-

"جمیعتہ علماء ہند و ستانی مسلمانوں کی واحد نہ بھی شامائدہ جماعت ہے جو بین الاقوامی سیاسی گروپ بندی سے بہتہ الگ رہی ہے۔ اس جگہ پر ہندوستانی مسلمانوں کے مذہبی اور تہذیبی حقوق کی حفاظت کی ذمہداری ہے۔"

بھائی۔ ان باتوں کو سواتے ہدیاں کے اور کیا نام دیجئے گا۔ واحد شامائدگی کا خواب دیکھتے دیکھتے یہ لوگ ختن الشری بہن پیچ گئے ملک میں لاکھ دولاکھ آدمی، بھی اکھیں لھانس ڈالنے والے مشکل ہی سے بچے ہوں گے۔ مسلمانوں کی اکثریت کا حال یہ ہے کہ جمیعتہ علماء کا نام آتے ہی تھوڑو کرتی ہے۔ مگر جنت الحقارہ کی بلندیوں سے راگ بھی تک میغفل حضرات یہی گھائے جا رہے ہیں کہ ہم واحد شامائی ہے۔

رہی مسلمانوں کے مذہبی اور ہندوی حقوق کی حفاظت تو

"لیدروں کو سازش کی غیر جانبدارانہ تحقیق، عدالت مایہ میں مقدمہ کی باقاعدہ کارروائی اور خود جرموں کے اعتراف جرم کے بعد سزا نے موٹ کا فیصلہ سنایا گیا۔"

تو بتائیے ایمان والفہاد کی مسلمہ اقدار پر کیا کچھ نذر رجاء ہے تھی۔

ستمبر لاٹھیعہ کے تھی میں ہم بہت کچھ میں کرچکے ہیں۔ پھر ہی ان ذرا تفصیل سے اُسین الواقعی ادارے کا بیان نقل کرتے ہیں جس کا مشہور نام ایمنسٹی انٹرنسنشن ہے جس نے دنیا کے مختلف ممالک میں ہونے والی بے انعامی کور و کنک کی جزو چہد کرنے کے سلسلے میں کافی شہرت حاصل کی ہے اور جس کی غیر جانبداری پر آج تک کوئی الزام نہیں آسکا ہے۔

اس کا بیان حدب ذلیل ہے:-

"۲۰ نومبر ۱۹۷۳ء کو ایک قانون شائع کیا گیا جس کی رو سے متحده عرب جمیوریہ کی حکومت نے صدر کو یہ اختیار دیا کہ جن اشخاص پر سیاسی جراحت کا الزام لگایا ہو اُنہیں وہ مقدمہ چلاسے بغیر قید میں رکھ سکتے ہیں نیز یہ کہ ایسے سیاسی ملزموں پر مقدمہ چلانے کیلئے ایک خاص طریقوں قائم کیا جائے گا جس کے اکاذن خاص اسی کام کے لئے صادر کی طرف سے نامہ رکھے جائیں گے۔ عملًا اس طریقوں نے ایک خوبی عدالت کی شکل اختیار کر لی ہے اور اس پر صریح پابندی عائد کر دی گئی ہے کہ اس کے فیصلوں کے نفاذ کے لئے صدر کی تو شیخ ضروری ہوگی۔

جنوری میں اس طریقوں کی کارروائیوں کے دوران ایک مقدمہ میں اور پھر فروری میں دو مزید مقدمات میں ملزموں نے یہ شکایت کی کہ ان سے اقرار جرم کرنے کے لئے ان کو سخت عذاب دیا گیا ہے تازہ کارروائی کے دوران

ہے جو اس طبو کے نام کی طبیک پتھر بھی نہ کر سکتا ہو، لیکن اس طبو کی منطق پر مہوات کی پوچھار شروع کردے۔

"یہ تعمیر سے نقل کردہ مضمون زبان، اسلوب، مادہ اور درجہ بستی پر لحاظ سے ایک ایسا مضمون ہے جسے کسی شوریدہ سرطفل مکتک سوکی بھی پڑھے لکھے آدمی سے منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ ضلالت اور سیاہ فہمی کی وجہا ہے کہ اس مضمون میں اخوان کے شہزادوں کو "آجھانی" کہا گیا ہے لیکن اخبار الجمیعتہ کے مرتبین کی مشرافت اور بصیرت کو داد دیجئے کہ وہ اس مضمون کو بھی بڑے شوق سے نقل کر رہے ہیں۔ اُنھیں ذرا تمیز نہیں کر سکتے کہ بھیوں نکتے اور انسان کے کلام کرنے میں کچھ فرق ہوتا ہے۔ اُنھیں ذرا بہر احساس نہیں کہ کل خاتم الکر کے آگے جو ایدہ ہی بھی کرنی ہے۔

بدختو۔ شہزادے مصر کا ماتم نہیں کر سکتے تو شیطنا کی طرح اذیت پسند اور بے حیا تو مت بنو۔ اتنے شفقی تو مرت بنو کہ تھاری شقاوت پر ہٹکلے و چنگیز کی رو جیں بھی کامن پ جائیں۔

جن آئے دن کے کم طرف "فسادوں" میں آن گفت مسلمانوں کو جان و مال کا نقصان پہنچا ہے ان کے فوراً بعد اکثریت کے کتنے ہی جہا پر شہری یعنی تکلفی کے ساتھ یہ کہاںی لے کر بیٹھ جاتے ہیں کہ اصلی تصور مسلمانوں ہی کا تھا۔ فلاں جگہ مورتی کے جلوس پر تھر ھٹکلے گئے۔ فلاں جگہ کامیڈی ذبح کرنے کی کوشش کی گئی۔ فلاں جگہ مسلم بیگ زندہ باد کے نعرے لگاتے گئے۔

اب اگر کوئی مسخرہ مسلمانوں کی مظلومیت مظلوم اور تباہی کو شرارت ثابت کرنے کے لئے اُنھی کہانیوں کو بطور دلیل و شہادت استعمال کرنے لگے تو بتائیں یہ عاری و صداقت اور دیانت و معقولیت پر کیا میتی گی؟

طبیک اسی طرح جب کوئی اجنبی واقعی یہ ہر زدہ سرائی کرتا چلا جائے کہ اخوان مسلموں کے:-

جہر بانی کا اعتراف کرنا چاہئے کہ مسٹر آرچر کی
درخواست پر جب زمانے میں عورت کیا جا رہا تھا
اس زمانے میں ان کو قاہرہ میں پھیرنے کی اجازت
شے دی گئی۔

ملزموں کے قصور و اور یا نے قصور ہونے
کے بارے میں کوئی انہار دستہ نہیں بغیر اینٹی
انٹرنیشنل گھرے افسوس کے ساتھ رائے رکھتی
ہے کہ ان مقدمات کی کارروائی جس طرح ہوئی
ہے وہ تعذیب کی شکایات کو تقویت ہی
پہنچا سکتی ہے اور مصری الصاف کے متعلق
جاہید اری کا شہر پیدا گرتی ہے۔ اینٹی
انٹرنیشنل مصری حکومت سے اپیل کرتی ہے
کہ وہ ملزموں کے بنیادی انسانی حقوق کا احرازا
کرے اور منصافت طریقے سے مقدمہ ملا کر اپنی
بین الاقوامی شہرت میں اضافہ کرے۔

اس بیان سے وہ گدھے تو کیا سبق حامل کر یہ گے
جنہیں فهم و بصیرت اور علم و میانت چھوکر نہیں گئے۔ جنہیں
یہ بھی نہیں معلوم کہ دیکھیں گے تو کیا تقویت دی ہوئی خود جی
عدالت کو دنیا کے تمام اور یہ قانون داں اور معنکر بن
قانون کا مذاق اور الصاف کا مستخر قرار دے چکے ہیں۔
ہاں عقل و میانت رکھنے والے اصحاب اس بیان سے
یقیناً کچھ اخذ کر سکتے ہیں۔ اتنا تو کہ یہی سکتے ہیں کہ اگر اخوان
مسلمون کے ذمے تھوڑی ہوئی سازش کی تھی حقیقی بنیاد
و رخصتی تو صدر رناصر کو اس سازش کو پایہ ثبوت تک
پہنچانے کے لئے اپنے بہاں کے کسی سوں کو روٹ کے عوض
خود ساختہ فوجی عدالت کا دراہمہ استیج کرنے کی ضرورت
نہ پڑتی اور یہ ڈرامہ بھی اس درجہ بھوٹانہ ہوتا کہ ایک
نیک نام بین الاقوامی ادارہ الصاف کے لئے اسے برائے
بیت بھی سراہنما مکن نہ ہوتا۔

مقبوضہ جمیعتہ علماء کے فرعون (وازارکیں ارشاد
فسر ماں کے اپنے ملکے ۱۸ اسالہ دور آزادی میں کیا

بھی شکایت میں قطب بھی کی جو سب سے بڑے
ملزموں ہیں۔ ٹرمیون کے صادر نے خود آن کو
خاموش کر دیا اور اس شکایت کے حق میں
کوئی شہادت سننے سے بھی یہ کہہ کر انکار کر دیا
کہ مرب کوہ جھوٹے ہیں۔

دائیں ایٹرنیشنل نے اسے ایک اور تحریری
بیان میں کہا ہے کہ ہمارے علم تی حداں تک متعدد
ملزموں ایسی حالت میں پیش ہوئے کہ وہ جسمانی
یا ذہنی حیثیت سے مقدمہ کی کارروائی میں
حشرہ لینے کے قابل نہ تھے۔

سید قطب اور اخوان مسلمون کے دمیرے
افراد کو اپنی مدافعت کے لئے اپنے حسب
نشاد کلام کی خدمات حاصل کرنے کا موقع میں
نہ تھا۔ فروری میں دو سوداںی وکلا و چند
ملزموں کی پیروی کے لئے ہواںی جہاز پر قابو
پہنچے۔ نومبر ۱۹۴۶ء میں عرب و کلام کی ساتھیں
یہ ریزولوشن پاس کر ہی تھی، مصری بار ایسی
ایش اس کی تائید کر چکی تھی اور خود مصری قانون
میں اس کو تسلیم کر لیا تھا تھا کہ قاہرہ کی عدالت
میں سوداںی و کلام میں ہونے کا حق رکھتے ہیں۔
اس کے باوجود ان سوداںی وکیلوں کو کوئی وجہ
بناتے بغیر قاہرہ سے نکال ریا گیا اور انہیں اپنے
موٹکوں سے ملنے تک نہ دیا گیا۔

جس وقت پہلی مرتبہ تعذیب کی شکایت
ٹرمیون کے سامنے پیش کی گئی اس کے بعد فوراً
ہی پریس اور پبلک کو عدالت کا دراہمہ استیج کرنے کی ضرورت
سے روک دیا گیا اور پھر سرکاری کنٹرول کے
تحت ایک چیلنی سے چھن چھن کر ہی ٹرمیون کی
کارروائی کی خبریں باہر آتی رہیں۔ مسٹر آرچر
دائیں ایٹرنیشنل کے نمائندے، بھی مقدمہ
کی کارروائی نہ سکے۔ البتہ ہمیں اس

کوئی ایک بھی مقدمہ ان کی نظر سے ایسا گز رہا ہے جو ہیں عدل کی معروف قدر و اور خدا تعالیٰ کا اتنا صریح مذاق تو کیا اس سے آدھا ہائی مذاق بھی اڑایا گیا ہو۔ وہ بتائیں کیا وہ اپنی حکومت کو حق بجانب پھرائیں گے اگر خدا خواستہ وہ مولوی اسدیا مولانا خالد الدین کو ایسے ہی سراج الممالک سے گذار کرچاونی پر حجڑھادے جن کا بلکہ کاسانقتہ اینسسٹی ٹرنیشن کے منقولہ بالا بیان میں ملتا ہے؟

دوسروں کے لئے وہی سند کرو جو اپنے لئے کرتے ہو۔

— اسلام کی اس زمین ہدایت کو خود دیراجمیتہ اکثر دہراتے رہتے ہیں — کیا ادارہ الجمیعہ ہوش و حواس اور غیرت سے بالکل ہی دست بردار ہو چکا ہے کہ محض اقتدار و وقت کی خیہہ برداری اور چالپوی کے چکر میں ایمان و اسلام توکی نفس انسانیت ہی کے تفاضلوں کی پاسداری بھی ہیں کیں تھا۔

فرعونیت کے گنجانے والوں کا ایک جذباتی اپریوج "اسرائیل" کا مسئلہ ہے — یہ لوگ صدر ناصر کو اسرائیل کا قوی اور صاحب عزم و شمن بتا کر سادہ لوح مسلمانوں کی جذباتی ہمدردیاں حاصل کرتے ہیں۔ صدر ناصر کی عقیدت دلوں میں اُتارتے ہیں۔ زمین و آسمان کے قلبے ملاتے ہیں۔

لیکن حقائق کیا ہیں — اس کی انخیں ہوا بھی نہیں لگی۔ ہم طوالت میں جانتے بغیر صرف چند مستاوی حقائق اپکے سامنے رکھتے ہیں جن سے آپ اندازہ کر سکیں گے کہ اسرائیل کے مقابل جا بنا ناصر کے عزم وہیت اور اقتداء و عمل کا جزا فیکر کیا ہے۔

حکومت مصر کا یہ اعلان پوری دنیا شن چکا ہے:-

"فلسطین کے شہر کا واحد حل یہ ہے کہ عرب ممالک کی سو شلسٹ اور القلاب پسند عوامیں متوجہ ہو جائیں۔"

ادارہ الجمیعہ کے مخفیل اور کان تو اس اعلان کے مطابق و معافی کا ادارہ کی شاید ترکیں دیا رہا جب اس سے مشتمل ہیں) تیکن سچدار اور معاملہ فہم لوگ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ اس اعلان کا صریح مطلب ہے خوشنما الفاظ

اب یہ توضیح تو بے کار ہی ہو گی کہ کتنی کے کتنے عرب ممالک اُن خاص محسنوں میں سو شلسٹ اور القلاب پسند ہیں جن کے لئے صدر ناصر کی حکومت یہ احتلال جیں استعمال کرتی ہے۔ حاصل اعلان کا سادہ لفظوں میں یہ ہے کہ وہ اسرائیل و شامی حس کا نام لیکر دنیا کے اسلام کو جذباتی جھاہنہ دیا جاتا ہے کہ سے کم دیا مصروف میں تو ایک موہوم چیز بن کر رہ گئی ہے جس کے وجود پر حکومت کے الفاظ تو گواہی دے سکتے ہیں معافی اور عمل نہیں۔

اور سنیتے فلسطین کی تنظیم آزادی کے ایک اجل اس میں جناب صدر ناصر نے دوران تقریر میں فرمایا:-

"میں صراحت سے ہوں گا کہ ہمارے پاس اتنی قلت نہیں ہے کہ ہم اپنا دفاع بھی کر سکیں کیا کہ ہم صدر کرنے کی پوزیشن میں ہوں۔ دریائے اُردن کا اُرخ موڑنے کے مسئلہ کو بھی سر دست ملتوی کر دیتا چاہتے۔"

مصری حکومت کے ایک ذمہ دار افسر عبد الحکیم عامر نے دورہ فرانس کے دوران پیرس میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ:-

"جمهوریہ عرب اسرائیل سے جنگ کی نہ خواہش رکھتی ہے اور نہ ارادہ۔"

مصر کے ایک فوجی افسر بریگیڈ یہ محمد فوزی اپنی کتاب "صہیونیت اور اسرائیل" میں صفحہ ۱۷۲ پر لکھتے ہیں کہ "بعض لوگ مسئلہ فلسطین کا حل جنگ قرار دیتے ہیں یہ بالکل غیر معقول بات ہے۔ یہ حل اقوام متحده کی ان قراردادوں کے منافی ہے جن پر تمام عرب ممالک

ہیں وہ بھی محتاج میان نہیں۔ ترکی کے بال مقابلہ تھیا تک مکاریوس کو عطا کئے گئے اور حال ہی میں نقوسیا سے ہیاں تک اعلان ہوا ہے کہ اگر ترکی نے قبرص پر حملہ کیا تو اس کی جوابی کارروائی سے نہ مصر کے راکٹ مدد کے لئے پہنچیں۔

ان چیزوں کے تذکرے سے ہمارا مقصود یہ فیصلہ دینا نہیں کہ مصر کی سیاسی پالیسیا درست ہیں یا نادرست۔ مصر اپنی پالیسیوں کا مالک اور ذمہدار ہے وہ جو چاہے کرے۔ ہم تو فقط یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جو "علماء" دل و دماغ کی ساری کھڑکیاں بن دکر کے جمال ناصر کے گن گلتے ہیں انھیں واقعات و حقائق سے کوئی واسطہ نہیں۔ اخیر حالات کا علم ہی نہیں۔ انھیں فی الحقیقت استی کوئی خواہش بھی نہیں کہ واقعات کی چھان بین کرس اور جو کچھ ان کے مختہ سے نکلے وہ دیانت و امانت کا آئینہ دار ہو۔ اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ کر ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ ان نامہ نہاد "علماء" میں کثرت ان کم ہم حضرات کی ہے جن میں میں ان القوای سیاسیات کو سمجھنا اور عالمی کوائف کا مطالعہ کرنے کی الیمت ہی نہیں چھاپیکر وہ مفہومات و نتائج کا اور اک کرسٹیں۔ ان کا کامیاب سر تو اتنا چھوٹا۔ اور نظرت اتنا نگہ ہے کہ اخوان مسلمون کی عالم آشکار امظا میت پر تھیہ لگانے کے لئے انھیں اس اتنا جان لینا کافی ہے کہ اس میں اور جماعت اسلامی میں عنوی مشارکت یافتی جاتی ہے۔ اس مسلم و احساس کے بعد کسی تحقیق و تفتیش کی ضرورت ہی ان مخدوں کو نہیں رہ جاتی۔

دل خون روتا ہے جب اخلاق حسین قاسمی اپنی کلمتی میں مولانا نسیت کا پر لگا کر اخوان مسلمون کو اور اس کی مظلومیت پر غلیمن ہونے والوں کو استھان لیند اور اسرائیل نوائزوں اور عالمہ مسلمان کے ساتھ منافقان روش رکھنے والے اپنے ہر سکن لولہ کی دلائی کرنے والے مقدسین" کا تاک دیتے ہیں۔ یہ ایسی شقاوت قلبی اور جبارت شیطانی ہے جس کی زمین

دستخط کر چکے ہیں۔ نیز یہ حل پر امن بقاتے باہم کے اصول کے بھی خلاف ہے جس کا مصدر ملبدار ہے۔" یہ کتاب ملٹری ٹریننگ کالج قاہرہ کے کوئی میں شال ہے۔ فرایا جاتے کہ ان چند ہی شواہد کو دیکھ کر ایک حقیقت پس اور معاملہ فہم اس کے سو اکیارے کے قائم کرے چاہے مصر کے حکمران طبقیں اسرائیل دشمنی فقط ایک سیاسی استینڈ ایک روایت ایک نظر سے کی جیتی ہے۔ اقدام عمل سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ غالباً اسی لئے غزہ کے علاقے پر مصر نے میں القوای ایم جنسی فورس کا قسطنطیل کر لیا۔ یہ علاقہ عرب رضا کاروں کے لئے اسرائیل میں ہس کر گوریا جانگ لڑنے کے کام آنے والا تھا۔ اب رضا کاروں کے عمل دخل کے لئے تو بین القوای پولیس نے گناہش ہی نہیں رہنے والی ابتہ اسرائیل اپنے اقتصادی منصوبوں کے توک پلاک اس علاقے میں آزادی کے ساتھ درست کر رہا ہے۔

خلیج عقبہ کا معاملہ بھی کم و بہیں بھی رہا۔ اس پر بین القوای کنٹرول کی مصر نے تہیہ دل سے قیلیم کر لیا جس کے تیجے میں اسرائیل کی وہ ناکہ بندی تھی افسانہ بن گئی جس نے اسرائیل کی اقتصادیات کو شدید متأثر کیا تھا۔ اب تو ایلات کے مقام پر اسرائیل کی عالی شان بنتہ رگاہ ہر شخص کو نظر اسکی ہے اور یہ بھی نظر اسکت ہے کہ اسرائیلی چہاز بڑے اطمینان اور آزادی کے ساتھ افریقی جمالک کو آ جا سے ہے۔

جبش کے ہمیں مسلمانی نے امریکی کا نگریں میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا۔

"میں آئندہ میں سال میں اُن تمام جہشی مسلمانوں کے عیسائی بنادوں گا جو میری مملکت میں رہتے ہیں۔" مگر اس میں مسلمانی سے مصری حکومت کی کوئی طلبی نہیں بلکہ گہری دوستی ہے۔ البتہ طلبی ہے تو اس سعودی عرب سے جو عالم اسلام کا قلب ہے، اور جس کی شمولیت کے بغیر کسی قیلیم کو "متعدد عرب جمہوریہ" کہنا ایسا ہی ہے جیسے جن اورین و ستان کو حذف کر کے ایشیا کا نقشہ بنانا۔ قبرص کے ترکوں کا قتل عام یا ایسی شقاوت قلبی اور جبارت شیطانی ہے جس کی زمین

اولاً تو ہی صریح جھوٹ کہ تم صاحب اور پاچھا اساتذہ شاہد کے درجے میں ہوں۔ یہ لوگ جسے میں نہیں کہے اور ”اس واقعے“ سے مراد ظاہر ہے وہی اور قدر پر ملکا ہے جو جسے میں پیش آیا۔ تم صاحب دیوبند میں ضرور موجود تھے اور انہوں نے لمحہ منڈ طلبہ کا ہجوم بھی دیکھا ہے لیکن جس واقعے کی انکو اثری کی جا رہی ہے اس کی وجہ وقوع پر وہ ایک پل کو بھی نہیں گئے۔ پھر کیسے وہ شاہد“ قرار دیتے جا رہے ہیں۔

ثانیاً آن دن حضرات میں جن کا نام یہ وفادے رہا ہے، تین حضرات تو میرے علم میں ہیں جنہوں نے ہرگز کوئی بیان اس وقید کو نہیں دیا۔ علی الابر تو توفیق احمد اور مطیع الرحمن۔ حد تھے کہ علی الابر تو راقم الحروف کے چھوٹے بھائی ہیں جو اراکتوبر کو سفر میں کئے تھے اور ۲۰۰ کو لوٹے ہیں۔ ۱۷ میں وہ دیوبند تھے، ہی نہیں۔ جب جیل ہبڑی وغیرہ اس وفادے سے ملنے ہمان خانے میں گئے تو یہ یعنیوں حضرات ان کے ساتھ ہمان خانے میں گئے ضرور تھے اور بطور تعارف ان کے نام جیل صاحب تھے و فد کو بتا دیتے تھے۔ لیکن انہوں نے نہ کوئی بیان دیا۔ لفظ میں حصہ لیا۔ حضن تاشائی تھی۔ یہ اب یہ وفادگرا بانی تفتیش کی وسعت و جامعیت دکھلتے کے لئے ان کے نام بھی ان لوگوں میں شامل کر لیتا ہے جن کے بیانات حاصل کئے گئے تو اسے سفید جھوٹ اور مغالطرہ ہی کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔

ایک اور مکاری اور فریب میں یہ کہ اخبار بیباک کو جو روپرٹ اس وقار نے بھی ہے اس میں اس نے ”عمر غوثی“ کا نام بھی ایسے لوگوں کے ساتھ ٹھانک دیا جن سے لفظ اس کے ”بیانات حاصل کئے گئے“ — حالانکہ کسی قسم کا بیان دینا تو درکثار عاجز کرتا ان خوش جالوں میں سے کسی کا تھوڑا اٹک دکھنے کی توفیق نہ ہو سکی۔ بلکہ بیان حاصل کرنے کے لئے جو خط بھی تھیجا گیا اس کا جواب خط ہی کی صورت میں ارسال کر دیا گیا۔ اسے آپ پھلے شمارے

میں ہیں الفاظ نہیں ملتے۔ بازار سیاست میں چلنے والی گالیوں کو منہج چاڑ کر دہرا دینے سے کوئی من مکھیت الزام حقیقت تو نہیں بن سکتا۔ آفائے نامدار نے جو منہج میں آپا کہدا یا اور کا ساریسوں نے اسے باذہ باندھ کر دہرا دیا۔ پر تا ان تیرہ باطنوں ہی کی ہو سکتی ہے چاہئے چھرے ان کے لئے ہی سفید ہوں۔

جھوٹ کا انبار

پھلے پر یہ میں خط اور جواب خط“ کے عنوان سے ہم مقبوضہ جمیعہ علماء کے تحقیقی و فرقے سکریٹری و نرجس باب اسحاق سنبھلی کا خط اور اس کا جواب نقل کر رکھتے ہیں۔ اب سنتیہ کہ اس وف دیکی روپرٹ منتظر کرتے ہوئے جمیعہ علماء اتر پردیش کی مجلسیں عاملہ نے جو تجاویز منتظر کی ہیں وہ ۹ نومبر کے الجمیعہ میں مشاعر ہوئی ہیں۔

تجادیز کا یہ اضافوی متن ٹھیک و لیا رہی ہے جیسی توقع تھی۔ سانسیت زہر کے علاوہ کمالے کا۔ وہی پہلے سے سوچی بھی دروغ باقی۔ لیکن دروغ باقی کا ایک ایسا نمونہ بھی اس کے آغاز ہی میں موجود ہے جس نے ٹبرے بڑے دروغ باخون کو بھیچے چھوڑ دیا ہے۔

فریا جاتا ہے ہے۔

”وفدنے سلسیل چار روز قیام کر کے حضرت جنم حباب دار العلوم دیوبند اور پاچھا حضرت اساتذہ دار العلوم جو اس واقعے کے شاہد ہے تھیز محمد حنفیت صاحب ایڈ ویکٹ و اکٹر عطا الرحمن صاحب، علی الابر غوثی صاحب، توفیق الحصان، قریشی، مطیع الرحمن صاحب، جیل ہبڑی صاحب، اعلانی احمد صاحب جو پیوری، جو آدم حسین صاحبستوی، منیر احمد صاحب سیدنا پوری، محمد سعد صاحب سنبھلی وغیرہ حامیان مجلس مشاورت ان کے علاوہ مجرم طلبہ متعدد شہری مسلمانوں اور چار غیر مسلم برادران وطن کے بیانات حاصل کئے۔“

سازگار تھی۔"

اس تفہیع کے ذیل میں ثابت یہ کیا گیا ہے کہ دیوبند میں مجلس مشاورت کا جلسہ در اصل جمیعت علماء سے سیاسی انتظام کی نیت سے کیا گیا تھا۔

دلیل یہ ہے کہ جب دیوبند میں مجلس مشاورت کی کوئی تنظیم موجود نہیں تھی وہاں جلسہ کیا ہے۔ "الگر نوجوان طلبہ کو مشاورت کا پیغام پہلے سنانا ضروری تھا تو علی گذہ کو کیوں نہ منتخب کیا گیا جہاں مسلمان طلبہ دارالعلوم دیوبند سے کہیں بادہ تعداد میں رہتے ہیں۔"

استدلال کی اس فرالی تکنک پر اس کے سوا کہا کہا جائے کہ جھوٹ کی مزاولت نے ان حضرات کی عقول پر سیاہی پھریدی ہے۔ دیوبند میں پہلے سکی تنظیم کے نہ ہونے کا لازمی تقاضا یہ تو نہیں کہ اگر عامر عثمانی اور حیدر عزیز حضرات اس تنظیم کا آغاز کرنے والوں تو وہ راستے عامہ ہوا رکھنے کے لئے کوئی جلسہ ہی نہ کریں۔ جلسہ کیا ہی اس لئے گیا تھا کہ مجلس مشاورت جلسی نئی تنظیم کا پورا تعارف عوام کے سامنے آجائے اور پھر عوام خود اس سے مسلک پر نے پر مائل ہوں۔ یہ نکتہ نکالتا کہ پہلے تنظیم نہ ہونے کی صورت میں جلد کا انعقاد اتفاقی ہی نیت سے ہو سکتا ہے ایسا نامعقول نکتہ ہے جس میں نکتہ سخون کی اپنی بد باطنی جھلکتی ہے۔

پھر آپ سے آپ یہ بھی فرض کر لیا گیا کہ دیوبند میں جلسہ کرنے کا واحد مقصد نوجوان طلبہ کو پیغام سنانا ہو سکتا ہے۔ یہ مفروضہ بے بنیاد ہے۔ دیوبند میں فقط پست رہ سو طلبہ ہی نہیں بلتے چہ اس ہزار شہری بھی بستے ہیں۔ اصل مقصود اتفاقی شہریوں کو مجلس مشاورت سے متعارف کرانا تھا۔ طلبہ اصل مقصود ہوتے تو جلیس کی جگہ مدرسے سے اتنی دور کیوں طے پاتی۔ یہ نقطہ سراسر فاسد ہے کہ جلسہ پہلے علی گذہ کیوں نہ کیا گیا۔ یوں فاسد ہے کہ عامر عثمانی رہت اور دیوبند میں ہے۔ وہ اگر دفتری تھے جوں کرتا ہے کہ جمیعت علماء کی کانگریس گردی کے فتنے سے

میں پڑھ ہی چکے ہیں۔ بتائیے کیا فریب دہی کے سوابحی سے چکھے کہیں گے کہ بیان دینے سے انکار کا جو خط بھیجا گیا تھا اسی کو "بیان" فرض کر کے عاجز کا نام بعض ان لوگوں کے ساتھ لکھ دیا گیا جو واقعۃ بیان دے کر آئے تھے۔

ان شائعہ شدہ تجاویز کے اختتام پر لکھا گیا ہے کہ "وفد کی جس مدلل مفضل رپورٹ پر ان شی کی بنادیتے وہ رپورٹ شائعہ نہیں کی جا رہی ہے بلکہ اس کی مکمل نقل، ہتم صادر اور اسکی مجلس شوریٰ کو بھی جائے گی۔"

آئیے اس رپورٹ پر ایک نگاہ نقد دالیں۔ قدرت نے یہ ہمارے یاس بھجوادی ہے تاکہ اس کا جامہ فریب چاک کیا جاسکے۔

انکو اُرمی رپورٹ کا جائزہ

یہ چھوٹے ۲۲ صفحات پر طبع کی گئی ہے۔ اس کے بھی آغاز ہی میں وفسٹہ عاجز کا نام ان لوگوں کے دو شعبہ دش کھا ہے جن کے "تحریری بیانات لئے گئے۔"

اپنے عقول انصاف فرائیں کہ اس فقرے سے کوئی بھی آدمی کیا اس کے سوا بھی کوئی خیال قائم کر سکتا ہے کہ عامر عثمانی نے بھی اور وہن کی طرح اس وفی کے حضور پھر پر اپنا تحریری بیان دیا ہوگا۔؟ — پوری رپورٹ میں کہیں اس کا اشارہ بھی نہیں ہے کہ عامر عثمانی کی وفاد نے خط لکھا اور اس خط کے جواب میں اس نے حاضر ہیوئے اور بیان دینے سے صفات انکار کر دیا۔ اس دلیل کا تذکرہ کئے بغیر عامر عثمانی کو ان لوگوں کے خاتمے میں رکھ دیتا ہے جن کے "تحریری بیانات لئے گئے۔" اس کے سوا کیا معنے رکھتا ہے کہ دنیا کو صریح دھوکا دیا جا رہا ہے۔

آگے چلتے۔ رپورٹ میں ۱۳ تحقیقات قائم کی گئی ہیں۔ ہر تحقیق پر فی الحال ہم محصر اکلام کریں گے۔

"دیوبند کی موجودہ فضایاں تھی اور کیا تحقیق علی مجلس مشاورت کے لئے وہاں فضا

کو شش پہشہ خالق جماعت کی جانب سے ہو گی۔
— یہ ہو سکتا ہے کہ جوانی مقابلہ میں دوسرا فریضی بھی
شریک ہو جائے۔

واقعیت ہے کہ طلباء کی طرز سے ان کے نقاب پوش
کمانڈروں کی پہاڑ پر جو حملہ جلتے ہو اس کے جواب میں ہم بھی
دفعہ کستہ تو قصور ہمارا پھر بھی کچھ نہ پوتا لیکن لطف یہ ہے کہ
ہم غریبوں نے تودفانع تک نہ کیا جس کا اعتراف اس پورٹ
میں بھی صفحہ عد پر باس الفاظ کیا گیا ہے کہ:-

”بھی یہ طلبہ جلدی کام میں داخل ہیں ہونے پائے تھے
کہ تنظیم جلد ہمایاں مشاورت اور تمام جلس وائے
جو صرف ۰۲۔۲۵ تک غائب ہو چکتے تھے۔“

پھر اسی صفحہ پر یہ اعتراف بھی موجود ہے کہ طلباء نے:-
”غصہ و اشتعال میں تختہ ٹھاکھنڈیاں توڑیں،“

بندروں وال توڑے کچھ سامان کو بھی نقصان پہنچا اور
جلانے کی کوشش کی مگر زیادہ یا کوئی خاص نقصان
نہیں پہنچ سکا۔ اس موقع پر پیس اگئی اور اس نے
اگ کو بھایا۔

اب اپنے عقل فیصلہ فرمائیں کہ الگ و فدکی بندیاں سرماں
کے مطابق جلسے کی جگہ کا تعین ہم نے ایک عمدہ کین گاہ کی خیت
سے کیا ہوتا تو کیا واقعہ یوں ہی پیش آنا چاہیتے تھا کہ طلباء جب
حملہ اور ہوں تو ہم بھاگ چکے ہوں اور ہمارا سارا ساز و سامان
وہ بے اطمینان تباہ کرتے چلے جائیں ۹
وقد نے پورے کمر سے واقعیت کی ترتیب بدلتی ہے۔ واقع
یوں ہیں تھا کہ طلباء نے جھنڈیاں اور بندروں وال بعد میں توڑے
ہوں، بلکہ واقعہ یوں تھا کہ یہ حرکت پہلے کی گئی اور اسی کے
نتیجے میں جلسہ ابتداء اور درہم برہم ہوا۔ لاٹھیوں سے سلح ہو کر
طلباء کا حملہ تو بعد میں اس وقت ہوا جب جلسہ دوبارہ شروع
ہو چکا تھا۔

تاہم ترتیب بدلتے سے بھی یہ جھوٹ سچ نہیں بن سکا
کہ ہم نے کسی مفرضہ ”کینگاہ“ کا تصویر تک کیا تھا۔
اور سنیئے۔ اسی شرچ میں لکھا گیا ہے کہ:-

اپنے بھائیوں کو بھانے کے لئے دیوبند میں جلسہ ضروری ہے
تو وہ اس کا انتظار کیوں کرے گا کہ پہلے علی گڑھ میں جلسہ ہو
تباہم جلسہ کریں۔

اس تھیں میں اپل و فرنے اپنی پر ای عادت کیمطابق
جماعت اسلامی کو بھی رکیدا ہے۔ اس پر ہیاں اس لئے ہم
کچھ نہیں کہتے کہ بات بھی ہو جائے گی ورنہ مقبوضہ جمیعت علماء
کے منڈیا قصر جلال اپنی کاروباری قوم پروری اور منافقانہ
وطن دوستی کی نمائش کے لئے جس نوزع کا وہی علم کلام جماعت
اسلامی کے خلاف استعمال کرتے ہیں اس کی دھمکیاں کھینڑا
ہمیں خوب آتی ہیں اور موقع بہ موقع ہم ان کے علم و فہم کا
جغرافیہ تجھی میں بتاتے بھی رہتے ہیں۔

تفصیل ۲

”جلسہ گاہ بار بار کیوں بدلتی گئی۔“

اس تفصیل کے ذیل میں ثابت یہ کیا گیا ہے کہ بار بار جگہ
بدلنا درہم اس مقصود سے تھا کہ ایسی جگہ جلسہ ہو جائے
طلباء کو گھیر کر مار جائے۔ روپرٹ کے الفاظ میں جلسہ گاہ
کی تبدیلی حقیقت ”کہنیں گاہ کی تلاش“ کے جذبے سے تھی۔

اب اس خیانت نفس کا کیا ملاح ہے کہ ارباب وفد
ایسی ہی طرح دسروں کو بھی مکار اور خبیث النفس باور کرانا
چاہتے ہیں۔ ذرا سوچئے جو لوگ ہر اروں روپے کے خرچ
سے دور دراز کے حضرات کو بلا رہے ہوں کیا وہ اپنے جلسے
کی رونق بڑھانے والے طلباء کو میں جلسے میں گھیر کر باشنا
پیشئے اور جلسے کو تباہ کرنے کا تصویر تک کر سکتے ہیں؟

یہاں آپ ماہنامہ معاشراف (عظم گڑھ) کے
دریچہ جناب شاہ معین الدین کے چند الفاظ ملاحظہ فرمائیں
وہ فو بک شذریات میں لکھتے ہیں:-

”اما تو پر شخص تسلیم کرے گا کہ کوئی جماعت یا پارٹی
جو اپنے پیام دسروں تک پہنچانا چاہتی ہو وہ خود
اپنا جلسہ درہم برہم نہیں کر سکتی بلکہ ایسی صورت حال
کو بھانے کی کوشش کرے گی۔ جلسہ کو ناکام بنانے کی
لہ طلباء کی توڑ پھوڑ اور روٹ مار سے کیا کچھ مالی نقصانات ہوئے اسکی تفصیل آگے کسی جگہ لا حظہ کیجئے گا۔“

تفصیل ۷

”طلیہ ایک بار جلسہ گاہ سے چلے آئے کے بعد پھر جلسہ گاہ میں کیوں گئے اور وہاں کیا کیا۔“

اس کے ذیل میں یہ باور کرنے کی توشیش لی گئی ہے کہ طلبہ کا دوبارہ مسلح ہو کر جانا اور جلسہ کو تاخت فتاراج کرنا درصل اس نے تھا کہ ان کے ساتھی ہو ہمان کر دیئے گئے تھے۔

اس مبالغہ آمینز توجیہ پر کچھ عرض کرنے کے عوام نہ رپورٹ ہی کے الفاظ اقل کرتے ہیں جن سے صرح ہوتا ہے کہ طلبہ نے جھیوٹ بولا۔ الفاظ یہ ہیں :-

”متعدد طلبہ کو ہو ہمان دیکھ کر اور ایک طبق علم کو مردہ سمجھ کر طلبہ نے مسجد اور العلوم کے لاودا پسکر سے اعلان کیا کہ ہمارے طالب علم بھائیوں کو جلسہ میں بڑی طرح زد و لوب کیا گیا ہے۔ دو لاشیں جلسہ گاہ میں پڑی ہیں جن کو کوئی اٹھانے والا بھی نہیں ہے۔“

خط کشیدہ الفاظ پر نظر رکھئے۔ وہ صراحت کرتا ہے کہ طلبہ نے فقط ایک طالب علم کو مردہ سمجھا اور یہ بھی صراحت کرتا ہے کہ لا اوڑا اسیکر پر اعلان انہوں نے دو لاشوں کا کیا۔ اس طرح وہ خود سیلم کرتا ہے کہ طلبہ نے پیاس فی حد تھیوٹ بول کر اشتغال انگریزی کی الگریم حساب کم جانتے ہیں تو کسی راضی داں سے پوچھ دیجئیے کہ ایک اور دو میں پیاس فی صدی کی نسبت ہے یا نہیں۔ اب اگر اس جھوٹ کے باوجود طلباء کی معصومیت اور ظلیمیت کا وہ نقشہ مکھنخنا بجا بیو سنتا ہے جو اس رپورٹ میں کھینچا گیا ہے تو اس کے سوا ہم کیا کہیں کہ جھوٹ بولنے پولے مقبوضہ جمیعت کے مقدسین کا مزاج ہی یہ بن گیا ہے کہ فقط پیاس قیصری میں ایک وکیل صاحب بھی تھے۔ کیا وکیل ایسے ہی جھوٹ اپنی کوئی عیب نہیں معلوم ہوتا۔

اس تنصح کے ذیل میں یہ بھی ارشاد ہوتا ہے کہ:-

”مولا نامفتی عقین الرحمن بہت بدرواس ہو کر

مجلس مشاورت کے جلسہ نہ کوہہ میں جرب عادت شہر کے بہت کم لوگوں نے شرکت کی۔ تقریباً سوا سو ڈریٹرہ سو شہری شرکت ہے اور طلبہ کے متعلن البہت چار سو تک کی شرکت کے لئے شہادت ملتوی ہے۔“

اب غور تھے۔ وہ خود ہی وضاحت کر چکا ہے کہ رہنمایان مشاورت اور تمام جلسے والے مل ملا کر صرف ۲۵۔۳۰ تھے۔ نیز پہلی تصریح میں وہ ہم پر سیاسی اتفاق اکی نیت کا لائز بھی اسی بیان پر لگا چکا ہے کہ دیوبند میں مجلس مشاورت کی تنظیم تھی ہی نہیں۔ علاوہ اس کے پہلی ہی تصریح میں وہ یہ بھی دعویٰ کر رہا ہے کہ دیوبند میں تمام تر جمیعت علماء ہی کا اثر ہے۔ وہاں کے عموم جماعت اسلامی یہاں لیگ یا مجلس مشاورت کے قطعاً حامی نہیں۔

ان اتنی تصریحات اور اعتراضات کے بعد بھی اگر وہ یہ کہتا ہے کہ مجلس مشاورت نے طلباء کو باقاعدہ مارنے پڑنے کی اسکیم بنائی، پھر اس پر عمل کیا اور طلباء خوب پیٹے تو اس کا واحد مطلب یہ ہو گا کہ زیادہ سے زیادہ ۲۵ مجلس مشاورت والوں نے چار سو طلباء کو مارنے پڑنے میں کامیابی حاصل کی اور ایسے ڈریٹرہ سو شہریوں کی موجودگی میں حاصل کی جو فدکے دعوے کے مطابق مجلس مشاورت کے نہیں بلکہ جمیعت علماء کے حامی و ناصر تھے۔ حدیہ ہے کہ مقابلۃ اتنی تم تعداد میں ہونے کے باوجود مجلس مشاورت والوں کے چوڑیں بھی نہیں ایں جیسا کہ وہ نے اپنی رپورٹ میں بہادر ایسا کہا ہے۔ اور کمال یہ ہے کہ یہ ۲۵ افراد رپورٹ کی تصریح کے مطابق اس قدر بزرگ بھی تھے کہ جب طلباء مسلح ہو کر اسے تو یہ بھاگ چکے تھے۔

واہرے افسانہ طرازو۔ جیرت یہ ہے کہ اس فد میں ایک وکیل صاحب بھی تھے۔ کیا وکیل ایسے ہی ہوتے ہیں جنہیں جھوٹ بولنے کا ڈھنگ بھی نہ اتا ہوا

لہ یہ رجح جھوٹ ہے۔ جمع ہزاروں کا تھا۔ تاہم اسی جھوٹ کو ہم رجح فرض کرتے ہوئے تجزیہ کرتے ہیں۔

میں تھیں ملے اسے فوراً بے درج قتل کر دو۔
ظاہر ہے تہماں فتراتی فقرے کا تو یہی مطلب ہے
— مگر کامکوئی بھی صاحب علم اور الفہاف استاد ہی یہ
کہہ سکتا ہے کہ تہماں فقرے کو نقل کر کے جو تعلیم قرآن کی
طرف مسوب کی گئی ہے وہ سراسر جمل یا مشارت پر مبنی
نہیں ہے!

قرآن میں لائقہ نوالصلوٰۃ آیا ہے رحمانی کے
قرب دست جاؤ، اب اگر کوئی ستم طریف ایک مضمون لکھے
کہ رحمانی آغاز اسلام میں فرض خلی پھر یہ فرض نہیں رہی بلکہ
خدانے اس کی مانع فرمادی۔ اور بریکٹ میں حوالہ
قرآن کا دیرے تو بتاتے آپ کیا ہیں گے!

منکرین حدیث کتب حدیث سے ایسے فقرے
چھانٹ کر لائے ہیں جو بظاہر ان کے مگر ان نظریات
کی تائیں کرتے نظر آتے ہیں۔ لیکن یہی فقرے اگر اپنے
سیاق و سبق کے فریم میں رکھ کر دیکھے جائیں تو ان کا
مطلوب وہ نہیں نکلتا چونکا لا عار ہے۔

اسے اصطلاح شرعی میں شرنداقہ کہتے ہیں جو
ید ترین عمل کفر ہے۔ قرآن میں یہودیوں کے اسی فعل شیع
کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا۔ یعنی فوت الکلم عن
قُوَّا اَمْبِعَاهُ (الساع) آجے سورہ نامہ میں دو جگہ
یہی مضمون دھرا یا گیا

ہم اہل وحدت کو شرعاً زنداق بُر نہیں کہہ سکتے مگر سماں زندق
ضرور کہیں گے کیونکہ انکو اپنی روپورٹ میں جگہ جگہ
اپنے مفید مطلب مقدمات و نتائج کے آگے بریکٹ میں
جمیل ہدای اظہر صابری اور محمد حنیف وکیل وغیرہ کے
حوالے دیتے ہیں حالانکہ ان لوگوں کے بیانات ہمارے علم
میں ہیں اور یہ بیانات مکمل طور پر ان مقدمات و نتائج
کی تردید کرتے ہیں جن کی تائیں میں اخفیں محمل وہم طور پر
استعمال کیا گیا ہے۔ دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کو چاہئے کہ
اگر یہ روپورٹ اپنی صحریح جانب داریوں اور غلط بیانوں
کے باوجود لائق اعتماد بھی جملے تو محو لہ حضرات تھے اصل

جلسہ گاہ سے بھائے تھے شہزادیں یہیں کہ اس
اشرام میں مفتی صاحب گرے اور ایک دیوار سے
ان کا سر ٹکرایا جس سے ان کے ہزار روپورٹ
لگی ہوگی۔ طلبہ نہ ان کی یہ حالت دیکھ کر فوراً
ہی ان کو اپنی حفاظت میں لے لیا (تفصیل مفتی
صاحب طلبہ ہی نے مجھ کو مارا اور طلبہ ہی نے
میری حفاظت کی)۔

لاخط فرماتے ہے مفتی صاحب کا ایک قول بطور
استاذ نقل کیا جاتا ہے مگر اسی قول کا ایک فقرہ مستند
ٹھیک ہے اور وہ سر اخیر مستند ہے۔ یہ وکالت کی نتیجناک ہے
طلبہ ہی نے مفتی صاحب کی حفاظت کی اس کا ثبوت
تو منقول قول کے دوسرے فقرے سے مل گیا۔ مگر ہر لفڑو
جو وحدت کی ہٹڑی ہوئی اس دوستان کی تردید کر رہا تھا کہ
مفتی صاحب کے چوتھا تھا کہ جانے سے آئی ہے مردود
قتار پایا ہے۔ اسے کہتے ہیں تسلی ڈھنائی۔ ہر بیو شدن
سوچ لے کہ اگر مفتی صاحب کا قول بریکٹ میں استاذ
کے لئے نقل کیا گیا تھا تو اس کے تما ا جزا مستند قرار
پانے چاہیں۔ نہ یہ کہ چو جزو دسکے اختراع کر دہ افضل نتیجی
تائید کرے وہ تو قابل اعتماد ٹھیک رایا جاتے اور جس جز سے
تردید پوری ہے اسے نظر انداز کر دیا جائے۔

بکواس ہے کہ مفتی صاحب گرے اور دیوار سے انکا
سر ٹکرایا۔ ان کے سر اور سرکی ہوشیں بالاریب و شک ان
لاٹھیوں سے آئی ہیں جنہیں چلا تو طلبہ ہے تھے مگر چلوانے
والا کوئی اور تھا نہ

یہ ستم طریقی اس روپورٹ میں جگہ جگہ کی گئی ہے کہ اپنے
مسلمانی ایک بات کی اور بطور استاذ بریکٹ میں جمل ہر ہی
اور اظہر صابری اور ہم لوگی مسلم صاحب وغیرہ کے نام
لکھ دیتے ہیں۔ یہ ٹھیک وہی حکمت ہے جو ابھی ایک غیر مسلم
مضبوط نگار تھے کی تھی کہ قرآن سے فاقہلو اہم
حیثیت تھے احمد نقل کر دیا اور دنیا کو بتایا کہ قرآن
مسلمانوں کو تعلیم دیتا ہے کہ کوئی تھی کافر جیاں جس حالت

لہ اکٹھی روپورٹ اگلے صفحات میں ملاحظہ فرمائیے۔

بیانات و فری سے ضرور طلب کرنے جائیں۔

بلکہ مولانا بھی قرار پائے۔

شکایت ہرگز نہیں یہ تو فقط حکایت ہے اور حکایت کا تقدیمیں یہ دکھانے ہے کہ وفد کی خوش پروپری، جانب داری اور ذہنی عدم توازن کا کیا عامل ہے۔ ویسے وفد سے اگر کوئی عدل و دیانت کی توقع رکھتا ہے تو اسے ہماری طرف سے یہ تاریخی صورت پیدا کیجئے۔

چیل کے گھوٹلے میں ماں کہاں!

اب آئیے نفس تحقیج کا جائزہ لیں۔

اس سچ کے ذیل میں انھیں نے یہ بتایا ہے کہ طلبہ تو بہترے زخمی ہوئے مگر شہریوں میں کسی کے جوٹ نہیں ہی۔ نہذ اثابت ہوا کہ طلبہ نے کوئی منصوبہ نہیں بنایا تھا۔ شہریوں کے جوٹ نہ آنے کی دلیل یہ دیکھی ہے کہ پچھا صاحانے بعض شہریوں کے جوٹ نہ کا ذکر کیا ہے لیکن باوجود ہمارے بار بار تقاضے کے نہ ان کو لایا گیا نہ ہم کو ہی ان کے پاس چاہیا۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ اس کا جواب ہم پھلے بھلی کے صفحہ ۱۲ کالم ع ۷ میں دے چکے ہیں۔ اس جواب کے علاوہ ہرید جواب یہ ہے کہ جیل یا اظہر صاحبان اگر آپ کو بیان کر کے وفد کی انصاف کرنے میں مدد دیں گے مگر یہ اس وقت دیوبند موجود ہوتا تو یہ بھی آپ تک ہرگز نہ پہنچتے۔ یہ بیچارے اس تصور میں رہتے کہ ہم سچے واقعات بیان کر کے وفد کی انصاف کرنے میں مدد دیں گے مگر یہ بات انھیں ان کی فراست نے بروقت نہیں بتائی گئی۔ اس سے بھولے بن ہیں غلطی ہوئی ہے۔ جس وفد سے تم انصاف کی توقع رکھتے ہو وہ مجرمین کا ایجنت ہے اور اسے جو پچھلے دیتا ہے وہ پہلے بھی طے پا جاتا ہے۔

اگر اتم المحدف سمجھا کر واقعۃ تقیش کی جا بہی رہے تو کم سے کم پندرہ ایسے لوگوں کو لاستا تھا جنکے یو میں کلی ہیں لیکن تقیش کا حصہ دھونک رچا جا جا رہا ہے ہو تو میں کی بلا کو عرض پڑی تھی کہ جو روایں کی مانش لکھتا۔

تفہیم ۵

”طلبہ ظالم تھے یا مظلوم اور کیا انھوں نے جلسہ پر

منصوبہ پر بہت حملہ کیا تھا۔“

اس تفہیم پر کچھ سننے سے قبل ان ارباب وفد کی ذہنی جانب داری کا ایک منہج پوتا نہیں ملاحظہ کر سکتے۔ ایسیں دو جگہ عزم ارشاد عثمانی کا ذکرہ آیا ہے جو خیر سے دینہ کی جمعیۃ علماء کے ناظم ہیں۔ انھیں ”عزیزم“ ہم نے طڑا نہیں کہا بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ان سے ہمیں دلی متعلق ہے۔

ان سے تم محبت کرتے ہیں اور ان کے والد محترم ہمارے شفیق بزرگوں میں ہیں۔ ان کی تعریف اگر کوئی تکرے تو اس سے ہمارا دل خوش ہوتا ہے۔ مگر سوال ہمارے دل کا

تیزی فریڈی ذہنی جانب داری کا ہے۔ اس نے دونوں جنگ انجین مولانا ارشاد عثمانی“ لکھا ہے۔ عالم حالات میں یہ لوگ اپنی عادت کے مطابق جسے جو چاہیے لکھتے رہیں ہیں کوئی سروکار نہیں۔ لیکن ایک الیک روپرٹ میں جو غیر

جانب داری کی کامرفع ہوئی چاہیئے اگر اس نوہنال کو بھی ”مولانا“ لکھا جاتا ہے جس کا تو عمر ہوتا اسی روپرٹ کے مفہوم بعد مسلط ہے میں تسلیم کیا گیا ہے اور جس کے پائے میں معلوم ہے کہ عربی کی تو کیا فارسی کی شد بھی اس نے جسیں

نہیں کی تو اس کا مطلب اس کے سوا کیا سمجھا جاتے گا کہ چونکہ ارشاد میان جمعیۃ علماء دیوبند کے ناظم ہیں، اس نے مبالغہ آمیز تنظیم و تکریم بھی ان کی جائز۔ اور عاصم عثمانی پونکہ ارباب وفد کی آنکھوں میں خار بند کھلکھلتا ہے اس لئے اس کی واجبی تکریم بھی ناجائز۔ ہم نہیں کہتے

کہ ہم ”مولانا“ لکھنا چاہیئے تھا۔ مگر فاصل دیوبند میونے کی چیز سے ”مولوی“ تو ہر حال لکھنا تھا۔ ہماری ہی طرح ہلال عثمانی بھی فاصل دیوبند میں اور نیز استاد العلوم کے مدرس بھی ہیں مگر مولوی اہل و فد کی نگاہ میں نہ وہ ٹھیکرے نہ رائم المحدف۔ ہاں ارشاد میان نہ صرف مولوی

لیکن یہ بات قاضی صاحب ہی کو بتانی ہو گئی کہا تی
کورٹ کے ناظم کی روشنی میں "استغاثہ بازی" کس چیز پر اکا
نام ہے اور مستغاثت کے کہتے ہیں۔ یہیں جو معنی "مستغاثت"
کے معلوم ہیں ان کی وجہ سے تو ہم اپنا مستغاثت ہونا تسلیم نہیں
کرتے۔ ہم نے کوئی استغاثہ کہیں کیا۔ نہ سوچتے خدا کی
عدالت کے ہمیں کسی ایسی عدالت کا علم ہے جہاں ہمارا مقدمہ
دربیش ہو چکر منصب خارج ہونے کا کیا سوال۔ وہی خدا کی عدالت
تو وہاں کسی بھی ولقوع کی حقیقت کا مشتبہ ہونا خارج از بحث ہے
وہاں قریب کچھ آتینہ ہے۔

اچھا چلیئے ہم فرض ہی کئے لیتے ہیں کہ ہم مستغاثت ہیں۔
لیکن قاضی صاحب اور اہل و فہرستی کا پچھلا شمارہ اٹھا کر
دیکھ سکتے ہیں کہ اس میں ہم نے "زخمی کیوں ہوتے" کا جواب
دیدیا ہے۔ (صفحہ ۶۷)

مریز جواب سینئیتے۔ ایک طالب علم صاحب شامیانے
کی رسمی چاقو سے کاٹ رہتے تھے۔ اب جو کسی نے ایک دم
ڈانٹ دی کہ یہ کیا کرو رہے ہو تو اضطرار آن کے چاقو والے
ہاتھ نے ایسی جندش کی کہ چاقو خود ان کے کسی حصہ جسم میں جاگا
بس برا میں نام ساز خم۔ فرمائی ہے تکریٹ کی کوششی نظر سکو
روکر قریب ہے۔

ایک طالب علم نے لمبا اور بھاری تختہ نالی سے اٹھا کر
بندروں پر چلا یا۔ بندروں والے ظاہر ہے سرستے اور پچھے بندھ
جاتے ہیں اور وہ فقط معمولی سی سُتلی کے ہوتے ہیں۔ انہیں
توڑنے کے لئے جب کوئی شخص پورے جوش و خروش سے اتنا
بھاری تختہ ہوا میں چلا کے گا تو کوئی سایہ از قیاس ہے کہ
یہ تختہ تیلی سی سُتلی کو توڑتا ہوا سامنے والے شخص کے سر پر
جا لگے۔ نہ صرف بعد از قیاس نہیں بلکہ اغلب اور قدیم
یہی ہے کہ اتنے بڑے اور بھاری تختے کی جھوٹک سامنے والے
کوئی نہ رہے۔

اس طبع پرستگ باری کی گئی۔ طلبہ اس طبع کے قریب بھی چھے
ہندو اپنے چھپے والے طلبہ کے چھینکے ہوتے چھر اور ایشیں الگ چھپے طلبہ
ہی کو نشانہ بناؤ گئی ہوں تو اس میں کیا استعمال ہے۔

ہم سے ہر سے کی بات ہے کہ زیرِ حکم میں جواب قاضی عدیل جاتا
ایڈیو کیٹ کا یہ فرمودہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ:-

"دکٹر فریدی صاحب، عالمی علمی صاحب افغان
عثمانی صاحب کا بغیر کسی تحقیق کے طبلہ کو منصوبہ میں
حلہ آور تبلما بر لازم کرتا ہے کہ وہ ثابت کریں بلکہ
یک طرفہ طور پر یہ زخمی کیوں ہوتے۔ ہمیں کورٹ
کی ناظم کے مطابق مستغاثت پر یہ فرض ہائے ہو تاہے
کہ وہ تبلما کے ملزم کو اگرچہ آئی ہے تو کو طرح
آئی اگر مستغاثت اس کا جواب نہیں دے سکتا ہے
تو مقدمہ خارج کر دیا جائے جائیکہ اس سے اصل
واقعہ کی حقیقت پر شبہ ہوتا ہے۔"

قاضی صاحب کا ہم بہت احترام کرتے ہیں۔ اتنی حدت
میں لگذا راش ہے کہ طبلہ کا یک طرفہ طور پر زخمی ہونا شخص لیک
من طہریت مفروضہ ہے لہذا اس کی وجہ نظر اپنے کام طلبہ
ہم سے کیونکر کیا جا سکتا ہے۔ دوسرا لگذا راش یہ ہے کہ آپ
نے ہمیں کورٹ کی ناظم کا حوالہ قطعاً بے عمل دیا ہے جس کا
مشابہ اس اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی قانونی قابلیت
کا رعب ہم غریبوں پر پڑ جائے۔

چلے ہم مرعوب ہو گئے۔ مگر ان وفد والوں کی
لیاقت تو دیکھنے کے انہوں نے آپ کا شے پارہ اس طرح نقل
کیا ہے کہ پتہ ہی نہیں جلتا کون مستغاثت اور کون ملزم ہے۔
بس ایک ہیل سی عبارت سامنے آجائی ہے جس کا کوئی مصدقہ
معین نہیں ہوتا۔

آگے اہل و فہرست کے مصداق رامعین کرنے کی
کوشش بدین الفاظ کی ہے کہ:-

"یہ نہنا کہ طبلہ اپنے سا تھیوں ہی کے ہاتھوں خی
ہوئے محض ایک غیر مدد ارادہ از استغاثہ باز کے
الفاظ تو ہر سکتے ہیں کوئی ذمہ دار اس کو سوچنے بھی
گوارا ہیں کر سکتا۔"

اب پتہ چلا کہ وفد کی نگاہ میں مستغاثت ہم گناہگا
ہیں۔

کامستقل ناسور بن جایا کرتی ہیں۔

فرض تجھے۔ ان کی کمر پر کوئی پانچ جو تے رسید کر دے تو کیا وہ کسی ڈاکٹر سے روپورٹ حاصل کر سکیں تھے کہ ان کے جو تے مارے گئے ہیں۔ یہ لفڑی ہیں ہے۔
منظار العلوم کے شیخ الحی بیت حضرت مولانا تکریما ناظر سے جا کر دریافت کیجئے کہ مولانا منتظر نعمانی سے انہوں نے کیا کچھ نہیں ہے اور کس طرح صاف اعلان کیا ہے کہ جو طلبہ ان واقعات میں شامل رہے ہیں ان سے میں ہر طرح کا تعلق منقطع کرنا ہوں۔

تقویم علی

”کیا ہفتی حسب پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔“

اس کے ذمہ میں بھی قانون دلی کا رب ڈالنے کی ضمحلہ کی خیریت پوشش کی گئی ہے۔ فرمایا جاتا ہے:-
”ضابطہ فوجداری کی دفعتے^۳ میں ہلے دھارداً
آلہ یا ضرب ہلک کے بعد پر قاتلانہ حملہ ماں
جاتا ہے۔“

گواہ اس لطف بدن طلبہ کا ہفتی صاحب کو گھیر لینا قاتلانہ حملے قتلے الزام کے لئے کافی ہیں بلکہ یا تو وہ چاقو خیز رئے ہوئے ہوتے یا پھر لاٹھیوں سے ہلک ہنسنیں پہنچانے میں کامیاب ہو جاتے تب کہیں جا کر قاتلانہ حملے کا الزام لگ سکتا۔

عاجز کہتا ہے کہ مقبوضہ جمعیتہ علماء کے نزدیک تو قاتلانہ حملے کا الزام اس وقت بھی نہ لگتا کہ جب اتنا سنتہ ہفتی صاحب مار ہی ڈالے جاتے۔ وہ کہہتی کہ یا تو انھیں مجلس مشاورت والوں نے مارا ہے یا پھر انہوں نے خود ہی طرہ کر طلبہ کی لاٹھیوں برسر رکھ دیا ہے۔ طلبہ غریب نے تو لاٹھیاں نہیں ماریں مگر مقتولی صاحب تھے خود ہی اپنا سر لاٹھیوں پر مار کر جلتا چور کر لیا۔
یا رباردہ رایا جاتا ہے کہ ہفتی صاحب زخمی ہیں ہوئے۔ یہ لفڑی بازی گری کی شاندار مشاہد ہے۔ یہ ہم بھی

اور بھرت آن کی صورت تھی تو ہیں، داڑھیوں تیت رقص اور ایک عدہ قسم کے جلسے کو نہ ہونے دیتے کی خاطر بڑا بازی۔ یہ چیزیں تو ایسی تھیں کہ کچھ شہریوں نے جھلا کر کچھ پھر یا ماہر رسید ہی کر دیتے تو اس میں کیا بات خلاف قیاس ہو گئی؟

تقویم علی

”کیا بیرونی ہماؤں کو زخمی کیا گیا۔“

اس کے ذمہ میں ہفتی صاحب کی چوٹ کے لئے تو ہی لگی بندھی قیاس آرائی کی گئی ہے کہ:-

”یہ چوٹ بالس یا دیوار سے ٹکرائے جانے سے ممکن ہو سکتی ہے۔“

گویا ہفتی صاحب جو خود کہتے ہیں کہ مجھے طالب علموں نے مارا وہ بھی جھوٹے۔ اور سچا کون۔۔۔ خیموں کا یہ وہ جو مقتولین کا بہر دیپ بھر کر آیا ہے۔

دیگر بیرونی ہماؤں نے شک زخمی ہوئے لیکن یہ کہنا کہ ان میں سے :-

”زکسی تسدیوں بند اپنال سطحی امدادی نرکسی سے ڈاکٹر کو دھلایا۔“

اُس تسلیم و اہانت کو شہر دینا ہے جو طلبہ نے ہماؤں نے میں ٹھیرے ہوئے ہماؤں کی کی ہے۔

اول تو پیریا پیٹھ پر گلے ہوئے دوچار تھروں کی بند چوٹ ایسی ہوئی ہیں کہ فوراً ہی ڈاکٹر کی طرف دوڑا جاتے۔ دوسرا ڈاکٹر فریدی اور مولانا منتظر نعمانی چاہتے بھی تو دیوبند میں کوئی طبی امداد کیسے حاصل کر سکتے تھے جب کہ انھیں دیوبند سے سہارا پیور جانا بھی جان تھیں پر رکھ کر نصیب ہوا تھا۔

تیسرا چھٹیں صرف جسم ہی پر نہیں آتیں دلوں اور روحوں پر بھی آتی ہیں۔ یہ موچھوں پر تاؤ دے کر بیوڑتہ ترب کرنے والے حضرات الگراز ماش کرنا چاہیں تو ایک بار دیوبند تشریف لا کر تھم سے دریافت کریں گے وہ چھٹیں کیسی ہوئی ہیں جیسیں ڈاکٹر اور حکیم تو نہیں دیکھ سکتے مگر وہ قلبی روح

اب ہم لوگ الگ مضبوط قرآن کے تخت اس شکارے کے سلسلہ میں مولوی اسرعہ کا نام لیتے ہیں تو یہ حضرات بڑے چڑاغ پا ہوتے ہیں۔ مگر ان کا اپنایہ حال ہے کہ قرآن نہیں بلکہ من گھرتوں باقیوں پر استلال کی عمارت اٹھاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ساری دنیا بے وقوف بن کر آتا ہے وحدت اپنے دارے۔

جانبداری کا شاہکار دیکھئے کہ وہ کوئی تو تسلیم ہے کہ طلبہ نے مختلف انتعال آفرین نعروں میں یہ نفرہ بھی لکھا یا کہ:-

”خون کا بدله خون سے میں گے۔“

مگر اس کے مقابلے بعد ہی طلباء کے جنم کو یہ کہہ کر ہلاکرنے کی کوشش کی تھی ہے کہ:-

”یعنی تو آج کل ملک بھر میں عام طور پر طلباء کے جلسوں میں سننے میں آیا ہے۔“
اور شنیدنے:-

”جب ایک بے ہوش طالب علم کو شہری ہونے کے دھوکے میں متین جلسہ اٹھا کر داش کے پاس لائے تو یہ معلوم ہو کر یہ بے ہوش طالب علم ہے داش پر بیٹھ ہوئے اکابر میں ملت نے نفرت کے ساتھ حکم دیا کہ اس کو یہاں نہ لاؤ۔

بعقول صدر جلسہ سپیتال لے جاؤ اور بقوی بعض طلبہ (۱۲ طلبہ) اس کو کہیں پھینک دیا جائے لاؤ۔“

ہم پھپٹ آغاز سنن میں اس واقعہ کا تذکرہ کرچکے ہیں اب خود دوستے مان لیا کہ بے شک ایک ایسا طالب علم رنجی ہوا تھا جس پر مہیئت کذا تھی کے اعتبار سے شہری ہونے کا دھوکا ہوتا تھا۔ تیرزیہ بھی مان لیا کہ اسے متین جلسہ ہی اٹھا کر سپیتال لے گئے تھے۔ اب یہ ماننے میں کیا تمہری بھائی ہے کہ اس کو ضرب شدید طلبہ ہی نے پہنچا تھی ہو گی کیونکہ اس کا ہمیوں شہر یوں جیسا تھا۔

رمادہ مکالمہ جسے اکابر میں ملت کی طرف مفسوب کیا گیا ہے تو اس کے بارے میں ہمارا سوال یہ ہے کہ

مانستے ہیں کہ مفتی صاحب کو زخم نہیں آئی، لیکن کیا مبتدا چھوٹیں چھوٹی نہیں کہلاتیں۔ لامھیاں لگی ہیں مگر اچھی ہوئیں جن سے گھرٹے تو پڑے ہیں مگر خون نہیں بہا۔ مگر یکیوں نہ اس امر واقعہ کا صاف صاف بیان یوں کیا جائے کہ جملہ تو قالائد ہی کیا گیا تھا مگر ناکام رہا۔

تتفیح

”ہم خانے کو کیوں بھیرا گیا۔“

اس کے ذیل میں لکھا گیا ہے کہ:-

”ایک رنجی طالب علم کو مردہ پا کر جلسہ میں اشتغال اور جوش پیدا ہونا قادر تی بات تھی۔“

اپنے ابھی دیکھا کہ جہاں وقد سے تاول نہ ہو سکی دہاں قانونی نکات کا رعب ڈالنے کی طفرہ اُنکی لشکر کی تھی۔ اچھا تو ہم قابوں والوں سے سوال کرتے ہیں کہ کیا اس عمارت سے صفات طور پر یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ زیر بحث ہمچنان میں ایک طالب علم واقعہ ”مرا بھی“ ہے؟ — مردہ پا کر جھنڈا دوالگ الگ ہاتیں ہیں۔ عبارت میں یہ نہیں کہا گا کہ ایک رنجی طالب علم کو مردہ بھجو کر بلکہ کہا یہ گیا کہ ”ایک رنجی طالب علم کو مردہ پا کر“ — تو بتائیے کیا اتنی ہی غلط بیان ایک حدالت کو اس کا جائز نہیں بنادیتی کہ ساری رجروں کو تین پر دے مارے۔

یہ قانونی نکتہ سچی کا جواب تھا۔ جہاں خانے کو بھیر لیتے کی وجہ یہ سچی کی تھی ہے کہ چونکہ مفتی صاحب اور مولا ناظر نعمانی نے طلبہ پر جملہ کرنے والوں کو نہ رکانہ ڈانتا اپنے انہیں ان حضرات پر غصہ تھا اور اسی نے جہاں خلنے کو بھیر لیا گیا۔

اس سے کہتے ہیں بناء الفاسد على الفاسد۔ یہ مفروضہ گھرڑا کے جلسہ میں طالب علموں کو باقاعدہ مارا گیا۔ پھر مفروضہ گھرڑا کہ اس یک طرفہ پر جملہ کرنے والوں کو نہ نعمانی اور مفتی صاحب دونوں نے دیکھا۔ پھر ان فرضی مقدمات سے نتیجہ نکالا گیا کہ طلبہ نے اسی عمر میں جہاں خلنے کو بھیرا۔

کہہ دینا کہ جہان خانے میں قیام اس لئے کیا گیا کہ جہان خانہ بھی غیر جانبدار اور مرکزی جگہ پر شخص ہیچ سکے ایک ذاتی توجیہ ہے جس کا محلہ بالاضابطہ سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ دلیل بھی نامعقول ہو گی کہم دار العلوم ہی کے لئے آئے تھے۔ اس لئے نامعقول ہو گی کہ یہ دلیل ہے ہی نہیں صرف دعویٰ ہے جس کی پوسٹ کنڈھ حقیقت یہ ہے کہ وفد دار العلوم کے لئے نہیں بلکہ مقبوضہ جمیعتہ علماء کے اشاروں پر کئے گئے ہیں گانے کو خاطر خواہ رنگ دینے اور اپنے حرفی نو انگوٹھی کی آڑ میں جسم ثابت کرنے کے لئے آیا تھا۔ اگر بات نہیں تو وہ بتلاتے کہ اس نے آئے اور جہان خانے میں قیام کرنے کی اجازت، ہم دار العلوم سے حوال کی ہے۔ بلا اجازت اپسے آپ آدم حکما اور دار العلوم کی ہمدردی کا سونا نگ چا کر جھوٹی روپی مرتب کرنا ایک ایسا جرم ہے جسکی باز پس اس وفد سے مجلس شوریٰ کو ضرور کرنی چاہئے۔

رہے فریدی صاحب تو وہ باقاعدہ ہشم صاحب کی تحریری اجازت سے جہان خانے میں ٹھیرے تھے اور مولانا منظور نعیم مجلس شوریٰ کے ممبر ہیں لہذا انھیں بجا طور پر استحقاق تھا کہ وہاں قیام فرمائیں۔ ایسے لوگوں کو ان پر اعتراض کا یادیت ہے جس کی پوزیشن اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ خود ان سے درست کے جہان خانے میں قیام کرنے کی وجہ جائز دیافت کی جاتے۔

یہ بھی اس روپرٹ میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ دارالفنون وغیرہ کے لئے جہان خانے میں قیام و طعام کا انتظام کرایا گیا جو غیر آئینی اور نامناسب کارروائی تھی۔

ہم کہتے ہیں اگر یہ درست ہوتا تھا بھی غیر آئینی ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن طعام کی حد تک یہ درست ہی نہیں ہے۔ طعام ایک وقت کا درس میں پکوایا گیا تھا اور وہ ہم نے اپنے پیسوں سے پکوایا تھا جس کا ریکارڈ موجود ہے۔ قیام بھی بس ایک ہی وقت کا تھا

حقیقت سننا چاہیں تو ہم سناتے ہیں کہ دراصل

”نفرت کے ساتھ حکم دیتے“ کا علم و فد کیسے ہوا۔ حمدہ جلسہ اور بعض طلبہ کے والوں سے جو مختلف فقرے مقل کئے گئے ہیں ان میں تو نفرت یا محبت کی صراحت ہے نہیں لہذا معلوم ہو اکہ یہ اضافہ خود و فد کی طرف سے ہے۔ وہ خود زیادہ سے زیادہ یہ کوشش کر رہا ہے کہ مجلس مشاورت والوں کی تھویر کو بد سے بدتر کر کے دھلاتے۔ وہ مفتش نہیں فرقہ ہے۔

ہم سوال کرتے ہیں کہ اگر واقعۃ اکابرین ملت نے یہ فرمایا تھا کہ ”اس کو کہیں پھینک دو“۔ تو بازاہ طلبہ نے اسے کیسے سن لیا جب کہ وہ تنی پر نہیں بیٹھتے۔ ظاہر ہے یہ بات میکرد فون پر تو کیا تھی تھی یہی اور یہ بھی ظاہر ہے کہ زحمی چونکہ اڑاہ غلط تھی شہری سمجھا گیا تھا اور اسے اھاکر بھی ہمارے منتظمین ہی لائے تھے اس لئے درجن بھر طلباء اس کے ساتھ ساتھ داشت تاک تاک نہ آئے ہوں گے۔ پھر اس کے سو اکیا کہا جائے کہ اکابرین ملت کی طرف اس فقرے کی فضیلت من گھرات ہے۔ وکیل بھی ایک عدد وفد کے ساتھ ہو تو پھر یہ بات مسلم ہو جاتی ہے کہ روپورٹ کی تیاری میں ارباب و فدے اپنی پارٹی بندی کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ کذب و اخرا کا وہ زہر بھی اس میں خوب خوب بھرا ہے جو پیشہ و کالت کا طریقہ ایمانز ہے۔

تفصیل ۹ الف

”لیکار دار العلوم کے جہان خانہ کا استعمال مجلس مشاورت کے ارکین کے لئے مناسب اور آئینی تھا۔“

اس ذیل میں دار العلوم کے اس قانون کاحوال دیا گیا ہے کہ ”دار العلوم کے لئے آئے والے جہان ہی دار العلوم کے جہان مقصود ہوں گے۔“

ہم پوچھتے ہیں اس روپرٹ کو مرتب کرنے والے وفد نے دار العلوم کے جہان خانے میں کیوں قیام فرمایا۔ اسے کس نے بلا یا تھا۔ چار روز قیام کر کے اس نے کس استحقاق پر مدرسے کا لکھا تھا کھایا۔ چاۓ پی۔ بستر استعمال کئے۔ حضور یہ

باقہ تھا اور کیا انہوں نے یہ ہنگامہ دار العلمی
کی مجلس شوریٰ کی رکنیت حاصل کرنے کے لئے
منظلم کیا تھا۔

اس ذیل میں قدر نے طبق فضیل سے مولوی اسعد
حباب کا سفری پر گرام پتا کر یہ ثابت کیا ہے کہ اس عددا
تو دیوبند اور الٹوبیر کی صبح میں پہنچے ہیں اس سے قبل وہ
وہاں تھے ہی نہیں۔ اہمادہ لوگ بکواس کرتے ہیں جو اس
ہنگامے سے اسعد صاحب کا چڑھاتا تھا۔

فُن کار دوستو! — یہ آخر طاٹ فریدی یا عامر
عثمانی یا ہلال عثمانی نے کب کہا کہ مولوی اسعد صاحب
ہنگامے کے وقت دیوبند میں موجود تھے اور نفس نفس
حملہ کی مکان کر رہے تھے۔ ہم میں سے ہر شخص کا بیان
پڑھ جلتے ہیں نے ایسا کوئی الزام نہیں لگا یا ہذا جو مواد
رپورٹ میں یہ ثابت کرنے کے لئے جمع کیا گیا ہے کہ مولوی
اسعد موجود ہی نہیں تھے وہ ابلہ فربی اور مغالطہ دی
کے قبیل سے ہے۔

معمولی عقلى و ایسی بھی جانتے ہیں کہ سراغنہ یا جرز
یا سربراہ یا قائد ہر لڑائی میں نفس نقیض مکان نہیں
کیا کرتا۔ وہ ہزار میل دور پڑھا ہوتا ہے اور لڑتے
وائے لڑتے ہیں اسی کے اشاروں پر۔ اسی کی سکتم کے
ترت۔ اسی کے مفاد کی خاطر۔ ہم لوگوں کا ہنا صرف
تحا اور ہے کہ جو کچھ کیا گیا وہ مقبوضہ جمیعتہ علماء کے مفاد
کی خاطر کیا گیا اور اس جمیعت کے تھوڑے و ترکز چونکہ آسured
ہیں اس لئے یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ اسعد صاحب کے
لئے کیا گیا۔

وقد مولوی اسعد کی غیر حاضری تو ثابت کرتا ہے لیکن
کہا وہ ان اساتذہ کی غیر حاضری بھی ثابت کر سکتا ہے جو
تھلّم کھلا اسعد صاحب کے لئے کام کرتے ہیں۔

جلسوں سے کچھ روز قبل اسعد صاحب دیوبند آئے
تھے۔ کیا استحالہ ہے اس میں کوہ اپنے خدمت گزاروں
کو فقط اسدارس دے گئے ہوں کہ مجلس مشاورت کا جلسہ

مقبوضہ جمیعتہ علماء والے درستہ کو اپنی جاگیر سمجھتے ہیں اور
اسی وجہ سے انہیں یہ بات بڑی طبقی ہے کہ مجلس مشاورت
مشاورت کو وہ تہریج کرنے کے درپیش میں اسکے مہمان
دار العلوم میں کیسے ظہرے۔ مکمل کر وہ تہریج نہیں سکتے
کہ ہماری جاگیر میں یہ خصب کیوں ہوا ملکہ ہیں انکا
اندر سے بھی ہے اور اسی کا منظاہرہ وہ قانونی میٹنگ
کے زنگ میں کرو ہے ہیں۔

تفصیل ۹ ب

”کیا مشاورت کے جلسے میں دارالعلوم کا ساتھ
استعمال کیا گیا۔“

اس ذیل میں جعلی شہادتوں اور صنواعی شیوهوں کے
ذریعہ چومنٹکانی کی گئی ہے اس کا فیصلہ کن جواب خود
ہتمم صاحب کے اس بیان میں آگیا جو بھلے تھلی میں بھی اور
متعدد اخبارات میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ اس میں
یہ الفاظ کہ:-

”اس جلسے کے نظم و سنت میں دارالعلوم کا کوئی
تعاون شامل ہے اور نہ ہی اس کا کوئی سامان
مثل الاڈ اسپیکر یا فریش وغیرہ دہان استعمال
ہوا جیسا کہ بعض بیانات میں اس قسم کی باتیں نظر
سے گزدیں۔“

مقبوضہ جمیعتہ کے دلوں تحقیقاتی و فوجی رخساروں
پر طالبخی کا حکم رکھتے ہیں۔ ارباب و فدایب ذرا قاضی
عدهیں عباہی صاحب ایڈ و کیٹ کی طوف رجوع فرمائیں
کہ ہاتھی کورٹ کی کوئی نظر اس معاملہ میں کیا کہتی ہے کہ
یہی ادارے کا سب سے بڑا ذمہ دار تو ایک بات کی سرچ
اوٹھی نفی کر رہا ہے مگر وہ مرے غیرتعلق لوگ ہاں کہ ہے
ہیں کہ نہیں صاحب یہ بات تو ہوئی ضرور تھی!

تفصیل ۱۰

”کیا اس ہنگامے میں مولانا اسعد صاحب کا

کے ساتھ انکار کیا اعتراف ہے اس بات کا کریم نظر
کہیں نہ کہیں لگا ضرور ہے۔

جب اعتراف کر ہی لیا گیا تو اب اس دفعے بانی
سے کیا فائدہ کہ عام طور پر یہ نظر نہیں لگایا گا۔

پھر یہ اعتراف تو پورٹ میں صریچا ہی کیا گیا
ہے کہ ”نعمانی صاحب اور فتنی صاحب کو شوریٰ سے تھا
جائے کا نظر ضرور رہا۔“ لیکن حسب حادث اس نظرے
کو بھی جواز دینے اور طلباء کو ظلم ٹھیرانے کی معنی نہشکر
کی گئی ہے۔ ہم پوچھتے ہیں الگ اسد پارٹی نے طلباء میں
بناؤت اور جبارت کا زبردست بھرا تھا تو طلباء کی زبان
پر اس طرح کے نعروں کا آنا کیا نقیانی جواز رکھتا ہے۔

انھیں کیا بحث کہ کون تمبر رہے اور کون نکلے۔ یہ تو کوئی
غلط بیانی ہے کہ طلباء اس نے منتقل تھے کہ نعمانی صاحب
اور فتنی صاحب انھیں پڑادیکھتے رہے اور مارنے والوں
کے ساتھ نہ آئے۔ اس غلط بیان کو بنیاد سن کر جو ہم نظر
بکھاری جائے گی لغوی ہو گی۔ پھر آخر طلباء کو کیا لڑو
مل رہے تھے کہ فلاں فلاں تمبر مجلس شوریٰ میں نکالے
جائیں۔

تفصیح ۱۲

”کیا طلباء کے باہم اختلاف کو بھی اس ہنکار
میں ذکر نہ کھا۔“

اس کے ذیل میں بعض باتیں تو ایسی کہی ہیں جن کے
حسن و قبح اور صحبت و عدم صحبت کو ارباب دارالعلوم ہی
جان سکتے ہیں۔ ہم فقط ایک ایسے جزو پر تھنکو کہ میں مجھے
جو وندکی تجودت طبع اور صہل حیث تصنیف کا خانہ ہکاڑ
یہ واقعہ متعدد بیانات میں سامنے آ جکا ہے
کہ ۱۷ اکتوبر سے قبل مدرسے میں باقاعدہ دستخطی ہم
چلی کہ اسعد صاحب کو مجلس شوریٰ کا تمبر بنایا جائے۔
چنانچہ اس روپورٹ میں بھی یہ کیا گیا ہے کہ اس طلباء
کے تحضر پر تقریباً ایک ہزار طلباء کے دستخط ہو گئے۔

کامیاب نہ ہونے دینا اور خدمت لگداروں نے تفصیلی
اسکیم خود وضع کر لی ہو۔

نیز شیخ الحدیث مولانا خاگر الدین تودیوند میں موجود
ہی تھے۔ وہ مولوی اسعد صاحب ہی کے گھر ہتھیں۔
رہیں لکھاتے ہیں۔ مقبوضہ جمعیۃ علماء کے صدر بھی ہیں۔
اور ان کی صدارت کا حال وصول ظاہر ہے کہ اسعد
صاحب ہی کے مقاداتِ خاص کا تحفظ ہے۔ لہذا
کوئی بعد نہیں کہ ایک ایسی جماعت کے جلسے کو جس کی
کامیابی سے اسعد میان کو تضامن اور صدمہ پہنچایا ہے کام
بنانے کی کوشش میں انھوں نے بھی کوئی ذہنی رہنمائی
خدماتِ خاص کو دی ہو۔

یہ ہمارے قیاسات میں دعوے نہیں۔ افترا
پردازی پر خدا کی لعنت ہو۔ مگر جو قیاسات گو ناگوں
شوہر و ولائی سے مردی ہوں انھیں افتر اکون کہے جائے۔

تفصیح ۱۱

”طلباء کے نظرے کیا تھے۔“
اس ذیل میں باوجود اتفاق پیش کیا ہے اعتراف
موجود ہے کہ مفتی عقیق الرحمن مردہ باد۔ مولانا منظور علی
مردہ باد اور مولانا اسعد کو مجلس شوریٰ میں شامل کرو
کے نظرے لگائے گئے۔

گو آخر نظرے سے ظاہر انکار ہی ہے۔ فرمایا
جاتا ہے کہ:-

”عام طلباء کے بیان کے مطابق مولانا اسعد
مدنی کو مجلس شوریٰ میں شامل کر کا فخرہ نہ تو
لا اولاد اسیکر سے لگایا گیا نہ جہاں خانے پر کہا گیا۔“
لیکن قاضی عدل عباسی ایڈ و کیپ سے پوچھتے
قانونی اعتبار سے اس عبارت میں نہ کوئہ نظرے کے
صرف محل و مقام سے انکار ہے نہ کہ خود نظرے سے۔ الگ
نظرے نہ لگایا ہوتا تو صہاف یوں کہا جاتا کہ ایسا فخرہ
بالکل نہیں لگایا مگر لا اولاد اسیکر اور جہاں خانے کی تخصیص
کے تحضر پر تقریباً ایک ہزار طلباء کے دستخط ہو گئے۔

لیکن اس حرکت کا جائز و فرنے کے لئے کس طرح پیدا کیا ہے یہ ہے صفت کے قابل۔ وہ جمیعت الطلباء کے حمد و حناب احسان اللہ کی طرح طبع تحقیق و منتشر کرنے کے بعد ہتا ہے کہ :-

”موصوف نے سادہ کاغذ پر طلباء سے دارالعلوم سے تقریباً چار سو دستخط لیکر ان کو استعمال کرنے کی بھی کوشش کی کہ مولانا سید اسعد صاحب کو مجلس شوریٰ دارالعلوم کامبر بنایا جائے اگر ان کو مجرم منتخب کیا گیا تو طبلہ پڑتال کر دیکے جبکہ یہ دستخط طلباء سے رکھ لئے گئے تھے کہ دارالعلوم میں طلباء کو ہفتہ میں ایک دن پلاو دینے جانے کا مطالبہ کیا جائے گا امشترکہ بیان ۱۲ طلباء، اس کوشش سے طلباء میں سخت برپی پیدا ہو گئی اور انہوں نے ہنگامے سے چار دن پہلے خداں غلط کوشش کے دفاع کے لئے طلباء سے اس پھریون پر کہ مولانا اسعد کو مجلس شوریٰ کامبر بنایا جائے دستخط لینا شروع کر دینے۔“

ہم تمام ایں پوش سے پوچھتے ہیں کہ کبھی انہوں نے دستخط کی ہم بھی دیکھی ہے جس میں مطالبہ تھا کہ زبانی بیان کیا جائے ہو اور دستخط سادہ کاغذ پر لے جائے ہوں۔ دو چار دس پانچ نہیں بلکہ چار سو طلباء اتنے سادہ اور فاطر العقل کیسے ہو گئے کہ احسان اللہ صاحب کے سادہ کاغذ پر دستخط کرتے چلے گئے مگر یہ نہیں دچھانے لیا اور والا مطالبہ کاغذ پر لکھا کیوں نہیں ہے زبانی تھس لئے بتایا جا رہا ہے۔

یہاں ہمیں پھر قاضی عدیل عباسی کی یاد آئی۔ ذرا ان سے تو کوئی پوچھئے کہ ایمکروٹ کی کوئی تنظیر کیا اس کہانی کے حق میں بھی ہے جو اآنہا دوڑتے احسان اللہ صاحب سے منسوب کی ہے۔ کیا دنیا کی کوئی عدالت اسے باور کر سکتی ہے کہ چار سو طلباء ہفتے میں ایک بار پلاو کی فقط

زبانی نو میرا اس درجہ سنت و بے خود ہو گئے کہ کوئے کاغذ پر دستخط کرتے چلے گئے اور یہ نہ دچھانے کا غذ اُخسر سادہ تھس لئے ہے پلاو کا نقش اس پر کیوں نہیں بنایا گیا؟ صفت ہم بتاتے ہیں واقعہ کیا تھا:-

پانچ ماہ قبل یعنی صفر کے تینے میں احسان اللہ صاحب نے ایک درخواست لکھی تھی جس میں ہفتے میں ایک بار پلاو کی آرزو کے علاوہ بعض اور آرزوں ”بھی بطور گذاشت درج کی تھی تھیں اور اس پر طلباء کے دستخط شامل کئے تھے میر درخواست اہتمام میں تھی اور ابھی تک وہیں ہے۔ اس کے سلسلے میں نہ تو سادہ کاغذ پر دستخط کا کوئی سوال تھا نہ یہ تازہ واقعہ تھا۔ پانچ ماہ بعد مولوی اسعد کی ممبسری والی دستخطی ہم کا جواز اس درخواست کے جواب سے ملانا ایک ایسی بوکھا ہبھٹ ہے جو صرف طور پر ثابت کرتی ہے کہ وہ دو کوئی قابل فرم توجیہ دستخطی ہم کی نہیں کہ پایہ رہا ہے اور اسے احسان سے کہ اگر اس کی توجیہ نہ کی جا سکتی تو منع تو سازش کا اخفا مشکل ہو جائے گا۔ اسی احسان کے شخت وہ صریح جھوٹ اور بارہ تاویلات کا سہارا لے رہا ہے۔

تفصیل

دواخیج رہے کہ رپورٹ کے آغاز میں تفصیلات کی فہرست ۱۲ تک ہے اور یہ تیرھوئیں تیجہم جد اگاثہ نہیں دی گئی ہے)

”جماعت اسلامی کے متعدد علماء دینہ مدد کے خیالیات اور مجلس مشاورت کا تجزیہ۔“

اس تجزیہ کے ذیل میں اہل و فد کا حقیقتی ذہن اُبھر کر سامنے آگیا ہے۔ فرمایا جاتا ہے کہ :-

”یہ حقیقت بالکل واضح ہے کہ مجلس مشاورت، جماعت اسلامی علیحدگی پسند دہنیت اور فرقہ پرسست درجت پسند اور خیالات رکھنے والوں کا مشترکہ محاذ ہے۔“

معاملہ کے خلاف ذہنوں کو انجام دے اور دوسروں سے فرقی کے
کون گئے۔

مزیدیگی افسانیاں دلکش فریدی کے باسے میں کی گئی
ہیں۔ ان سے یہاں بحث نہیں آتیں اُس پوستر کو بھی اور را
کا پورا انقل کیا گیا ہے جس کی حقیقت ہم پھر جملی میں دوسرے
کے عنوان سے واضح کر چکے ہیں۔ آج بھی یہ علمخواجہ اپنی جگہ
برتر اڑا ہے کہ اس پوستر کے اتنی فیصلہ نامہ جو سو ہیں اور
اسنے جس میں وہ دو صاحب اجان بھی شرک ہیں جنہوں نے جوابی
پوستر میں بتایا تھا کہ ہم سے کس طرح دھوکا دے کر دستخط
لئے گئے۔

منہ بولتا جھوٹ

جملہ تفیحات پر تبصرہ تو ہو گیا۔ اب ایک اور لطیفہ
ہنسنا۔ اسی روپ روٹ میں صفحہ دو پر یہ لکھا گیا ہے کہ ہم اہل فہد
کی طرف سے ۔

”بیان یعنی سے قبل طلبہ کو یقین دلایا گیا تھا کہ
بیان صرف ارکانِ کمیش یا جمیعت کے ذمہ داروں کے
علم میں رہے گا کسی بیان دینے والے طالب علم
کا نام ظاہر نہ کیا جائے گا۔ اگر طلبہ بیان دیتے ہوئے
کوئی دقت اور تأمل حصوص نہ کریں۔“

لگ عمل یہ ہے کہ الجمیعہ اور بیاک میں شائع کرائی ہوئی
تجاویز کے ساتھ بیان دینے والوں کی فہرست میں چاٹال بالغوں
کا نام صریحاً دے دیا گیا ہے!

ان میں سے ایک طالب علم خود را قلم الحروف سے کہہتا ہے
کہ صاحب عجیب لوگ ہیں ہم سے قسم کھا کر یہ وعدہ کیا
تھا کہ نام نہیں ظاہر کئے جائیں گے مگر وہ تو اخباروں میں بھی
چھپوا دیتے تھے۔ راقم الحروف نے جواب دیا کہ بھائی کی
مسخوں کا ذکر کر دیتے ہو۔ یہ لوگ ہیں کہ فتویٰ دیتے ہیں
سینما کی حوصلت کے لئے مشتمل چاپتے ہیں فلم اسٹاروں کی آنکھیں
چھپانے کے جھیں بیس مر جواب و منبر دنکے کی جو طرح امام ری
میں جیسا اور تأمل نہ ہو وہ فسیوں اور وعدوں کو کسی نہیں میں

بجا فرایا۔ لیکن اہل و فرد شاید بھول گئے کہ جن سچے
اور مہنگے بھائیوں کے نزدیک تو یہ حقیقت بھی
بالکل واضح اور قطعی ہے کہ تمام کے تمام مسلمان فرقہ پر سوت
اور جمعت پسندیں۔ بلکہ اسلام ہی سراپا فرقہ پرستی،
رجعت پسندی اور لغویات کا جمیعہ ہے۔

صاف سی بات ہے کہ جو جتنا زیادہ کفر سے قریب
ہو گا اسے اسی درجے میں اسلامی تعلیمات اور اسلامی
سیاست رجعت پسندی اور فرقہ پرستی سے بہرہ نظر
آئے گی۔ ارباب و فرد اگر جو کافر نہ ہیں میں لیکن اہل
کفر کی محبت اور نیازمندی نے ان کے ذہنوں میں اپنے
بہت سے اثرات و داعیات ضرور جذب کئے ہیں
چنانچہ اخی اثرات و داعیات کے تحت ان کا

جماعت اسلامی کو فرقہ پرست اور
رجعت پسند بھینا اور کہنا بالکل قدرتی ہے جس پر نہیں حرمت
کی ضرورت نہ فکر کیست کا موقع۔ ان حضرات کے ذہنی
ختساں کا یہ عالم ہے کہ مہنگے و سستان کے جانے پہچانے
قوم پرست شاعر علامہ اور صہابہ بری کے ہما جنزادے
احمد صہابہ بری نے جب ان کے سامنے مہنگائے کے محیم
حالات رکھے اور ان غلط گوئیوں کی تردید کی جھیں پیراں
درست منوار نے یہ تسلیم ہوتے تھے تو انہوں نے جیلیں بھیں
ہر کوکر کہا کہ آپ تو مسلم لیکی معلوم ہوتے ہیں۔

کوئی جو بھی شخص یا گروہ ان حضرات کے مکر کا شکار
نہ ہو یا ان کی بھولی قوم پر دری اور ترقی پسندی کے سر میں سر
نملاستہ وہم لیکی۔ فرقہ پرست۔ رجعت پسند۔

وفد نے اس تحقیق کے ذیل میں جمیعتہ کا رزارڈیا قصیدہ
بھی پڑھا ہے۔ استعمار، سامراج، سو شرام اور سیکولر ازم
کی نام نہیں ادا صلاحیں بھی طوٹے کی طرح رہی ہیں۔ قاضی
عبدیل جہاںی ہی بتائیں کہ کیا ہماری کو روٹ کی کوئی نظر یا
سپرعم کو روٹ کا کوئی قانون اس کی اجازت دیتا ہے
کہ انکو ائمہ کرنے والا کوئی وفادع غیر متعلق اور بے عمل
بھیں چھپر کر اصل واقعے کو غدر بود کرسے اور ایک فرقہ

رگ جان تھا۔ پھر دیکھو کس طرح اس نے اور اس کے ساتھیوں نے اپنا سب کچھ جٹکہ اپنی جانیں بھی اس نظرے کی نذر کر دیں۔

یادش بخیر۔ تقریباً بارہ سال پہلے صدر ناصر کے نام اپنے خط میں اس آج کے شہیدت لئے تھا۔

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دین فیحوت ہے۔“ چنانچہ اس عائد شدہ نظر پر آپ تک پہنچا ہمارا ارض ہے۔

لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کے مقاصد و منائج کے رُخ پر جمال ناصر کا ذہن کیا رہے اس کا نظارہ ان کے مندرجہ ذیل دو فرمودات میں کیجئے جو نونہ پیش خدمت ہیں:-

(۱) ”میں ان لوگوں کو مسلمون کے مرشد ہاں مصطفاً اور اس نے مجھ سے مطالبات کرنے پر ورع کر دیئے۔“ سب سے پہلی بات جو اس نے مجھ سے کی۔ وہ یہ تھی کہ میں عورتوں کو پرده کرنے کا حکم دوں۔

اس نے دیگر مطالبات بھی میرے سامنے رکھے۔ مثلاً یہ کہ سنیما اور تھیٹر مبنہ کر دیئے جائیں دوسرے لفظوں میں گویا زندگی تاریکی کر دی جاتے۔ ظاہر ہے کہ یہ یا تین تسلیم کرنا انکو نہ تھا۔

(۲) ”دارالصلحی پڑھائے ایک شخص آتا ہے اور کہتا ہے کہ اشتراکیت کفر ہے!... یہ لمبی دارالصلحی والہ اس قسم کی بکواس کرنے نکلا ہے اسکی غرض یہ ہے کہ لوگوں کو غفلت کی مینڈ سلاٹے۔ وہ چاہتا ہے کہ لوگوں کا ضعف کمکہ اڑائے، وہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور کہیں ”آپ ہمارے امیر ہیں۔ آپ کی دارالصلحی لمبی ہے، آپ ہماری دولت غصب کرتے ہیں۔ ہم آپ کے سامنے تسلیم خرم کرتے ہیں۔ یوں کہ آپ دارالصلحی لمبی رکھتے ہیں۔ آپ

لائیں گے۔ قاضی عبدالعباسی ہی بتا سکتے ہیں کہ کیا ہائیکورٹ کی کوئی نظر اس پر کرداری کا جواز بھی ہبھا کرتی ہے کہ طلبہ سے وعایت تو کتنے جانیں اخفاٰ کے مگر اگلے ہی دن اخباروں کو ان کے نام بھیج دیتے جاتیں۔

شرارت در شرارت یہ کہ جن طلبے واقعات کو وند کی خواہیں کے مطابق بیان نہیں کیا انجمن و فر نے بلا تکلف ”حامیان مشاورت“ کے خانے درج کر دیا۔ گویا جھوٹ بول کر مشاورت والوں کو ظالم ٹھیسرا تو تسب قوم میک بچے ہو۔ سچ پر لے تو پہنچے مشاورت اور فرقہ پرست۔ خوب ہے یہ الفاظ۔ شاید ایسے ہی احوال سے متاثر ہو کر ڈاکٹر اقبال کو ہمنا پڑا تھا کہ:-

بھی اس تجھ حرم ہے جو جو اگر پیغ کھاتا ہے
گلم بودزو دلت اوئیں وچادر زہر ہے

وَاللَّهِ جَاءَكُمْ مَعِصْدَاقَ وَصَدَاقَ بِهِ

اخوان المسلمون مرشد ہاں اور دنیا سے اسلام کے ممتاز قانون دان حسن الصفی بیہی رفیعہ اللہ کو مصر کے فوجی قید خانے میں اسٹر سے چاٹے۔ طاب اللہ سوہا جن جیل خانوں میں عورتوں اور بچوں تکے لئے رحم کا کوئی خانہ نہیں وہاں ۵۷ سال کے اس داعی حق پر تعزیت عقوبت کے کیا کیا جانگلہ از اور لرزہ خیزہ مرحلے نہ کر دیتے اس کا اجمال اور تفصیل سب خدا کے سپرد ہے۔ وہی اہر خفی و حلی کا جانتے والا ہے اور وہی بہت جلد ہم سب کا حاسبہ کرے گا۔

یہ دو ہی شخص تھا جن کی زندگی اس نظرے کے ساتھ میں گذری۔ اَللَّهُمَّ عَلَيْكَ دُنْدَنَا وَالرَّسُولُ سَعَى دُنْدَنَا وَأَنْقَرَانَ وَسُتُورَانَ۔ (اللہ ہی ہمارا مقصد ہے، رسول ہی ہمارے قائد ہیں اور قرآن ہی ہمارا ستور ہے) اور یہ نعرہ صرف ایک نعرہ نہ تھا بلکہ قلب و روح کی آخری گھرائیوں تک اُترتا ہوا ایمان تھا۔ یقین تھا۔

جماعتِ اسلامی ہند کی شائع کر دے اپنے
وقت کی بہترین

اسلامی ڈا سری

بڑا سائز ۲۰۰۱-۱-چھوٹا سائز ۱۰۰۱

ہماری دولت سعید ہوئے ہیں کیونکہ اسلام بھی
کہتا ہے۔۔۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ لوگ ایسا
ہرگز نہیں کہہ سکتے۔ انھوں نے جس طرح ماضی
میں تمام رجعت پذروں کی دار طہی فوجی ہے
اسی طرح تھماری دار طہی بھی فوج دالیں گے۔۔۔

رمضان المبارک کی تقریب میں اعلاؤں رعایت



ہر وہ آرڈر جو ماہ رمضان میں ہمیں روانہ کیا جائے گا (خواہ ہمارے یہاں وہ عید بعد پہنچے) اس پر دش فصہ رعایت دی جائے گی۔۔۔ یہ اعلان کتابوں اور سعو مدد درست نجف اور عطریات اور تربیاتی معدہ سبکے لئے ہے۔ البتہ کتابوں اور عطریات پر یہ رعایت صرف عام خریداروں کے لئے ہے تاجر ووں کے لئے نہیں لیکن درست نجف اور تربیاتی معدہ پر یہ رعایت تاجر ووں کو بھی ان کے تاجر انہ کیش کے علاوہ ہی جائے گی لبتر طیکہ وہ باقاعدہ دار الفیض کے ایجنت ہوں یا ب بن جائیں۔

منیجر مکتبہ تجھی و دار الفیض رحمانی

وقرآن مترجمہ شیخ الحنفی

یہ ترجمہ اور اس کے واشی پر علماء شیر احمد عثمانی رح
کی لا جواب تفسیر حسن قدمشہور ہے تھا ج میان نہیں۔ یہ تفسیر
ضخم تفسیروں کا پھرڑ اور متفقہ قرآنی کو دل میں اُتارنیوالی
ہے۔ ہدیہ — مجلد کمپیج بیسیں روپیے۔

میسلا دا لبیم

حضرت کی پیدائش شریفہ کے متعلق مولانا اشرف علی[ؒ]
کے نو مبسوط اور سیر حامل مواعظ کا جموجمعہ۔ صفحات تھے
قیمت — بارہ روپے
مکتبہ تجھی۔ دیوبند (ریو۔ پی)

حائل مطالعہ نمبر

تجھی کا پیغمبوں مشہور خاص نمبر آج بھی مل
سکتا ہے۔ قیمت — ساڑھے تین روپے۔
وی پی سے طلب کرنے کے تو تقریباً ساڑھے چار روپے
میں پڑے گا۔ لیکن منی آرڈر بھیجنیں تو صرف چار روپیہ کافی
ہوں گے۔

جو حضرات اسی نمبر سے تجھی کے سالانہ خریدار بنت
چاہیں وہ دس روپے اور سال کر دیں۔ یہ نمبر اور اس کے بعد
کے سب پچھے روانہ کر دیجئے جائیں گے۔ گویا سالانہ خریداروں
کو ان کی خریداری ہی میں یہ نمبر مل جائے گا۔ الگ قیمت
نہیں دینی پڑے گی۔

حقائق — جنگل حبلاً ایا جار کا ہے

۰۰۷۱

ہو گا۔ الزام کا تعلق امداد کی شکل و مہیت یا اللغوی نوعت سے نہیں ہے بلکہ نفس امداد سے ہے۔ جو افادت نقد وظیفہ کی ہو، سنتی ہے وہی طعام کی بھی ہو سکتی ہے اور اگر وہ یہ کہیں کہ ہمانا میں اپنی جیسے نہیں دیتا بلکہ بعض اہل خیر اسی مرکے لئے مجھے بالقطع دیتے ہیں اور میں فقط ایک والسطہ ہوں۔ تو یہ بھی عذر لٹاگ ہو گا۔ طلباء نہیں حانتے کہ مل معطی کون ہے۔ وہ تو مولوی اسعد ہی کو خسن و معطی سمجھتے ہیں۔ لہذا اواب آخوت کہیں بھی جائے تو اب دنیا ہر حال میلوی اسعد کے حق میں آیا۔ یہی مطلب تھا فریدی صاحب کے قول مذکورہ کا۔ پھر جملہ مولوی اسعد صاحب کی تردید کو حقانی کے جھلکانے کی سعی ناشکور کے سوا کیا کہا جائے گا۔

(۳) مقبوضہ جمیعتہ علماء کے نام نہاد و فد کی رو رٹ کہتی ہے کہ طلبہ نے:-

”غمہ و اشتعال میں تختے اٹھا کر جھٹ پان توڑیں بن رواں توڑے، مجھ سامان کو بھی نقصان پہنچا اور جلانے کی کوشش کی مگر زیادہ یا کوئی خاص نقصان نہیں پہنچ سکا۔“ مگر صورتِ واقعہ کیا ہے۔ یہ مختصر اُنہیں۔

ڈاکٹر فریدی نے اپنے بیان میں کہا تھا۔ ”میں یہ بھی بتایا گیا کہ اسعد بیان صاحب نے دارالعلوم کے طلبہ کی ایک تعداد کے لئے پچھا امدادی وظیفہ مقتدر کر رکھے ہیں۔“ مولوی اسعد صاحب ۲۰ نومبر کے الجمیعت میں جواب دیتے ہیں کہ۔ ”میں نے کوئی امدادی وظیفہ وغیرہ نہیں جاری کر رکھا ہے۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔“ سچائی کیا ہے۔ اسے بھی سنئے۔ ہر سال اسعد صاحب کی طرف سے بہترے طلباء کو ہمانا جاری کرایا جاتا ہے۔ جن کی تعداد بعض مرتبہ ستر تک پہنچتی ہے۔ سال رو اوان میں ۳۲ رہی۔ نام بہ نام پوری قاست ہمارے سامنے ہے۔ کوئی بھی آدمی دارالعلوم کے متعلقہ شعبے سے حقیقی کر سکتا ہے کہ سال رو اوان میں ۳۲ لڑکوں کو ان کی طرف کے ہمانا جاری رہایا نہیں۔ نظام العمل یہ ہے کہ کھانے کے ضرورتمند طلباء درخواست اسعد صاحب ہی کے یہاں دیتے ہیں اور بھردار دارالعلوم کے ایک مدرس جو اسعد صاحب کے معتقد خاص ہیں یعنی صورتی میں منظوری یا نام منظوری فرمائرو جب رقمتی ادیگی کرتے ہیں۔

اب مولوی اسعد صاحب اگر یہ کہیں کہ تردید تو میں نے وظائف کی کی ہے تو کہ کھانے کی قویہ مسخر

میں کیا کہتے ہیں — اس کی مصروف نقل ملاحظہ ہو :—

(۱) ججہ (کھوپری) کے دامنی جانب کنٹپی پر $\frac{1}{3} \times 2$ انج رخن (گورنمنٹ)

(۲) پشت پر لاٹھی کی نیلاہٹ مائل شرخ چوٹ

$\frac{1}{3} \times$ انج لمبی اور ایک انج چوڑی — رخ مستعرض۔

(۳) کمر بر نیلاہٹ مائل $\frac{1}{3} \times$ ایک انج درم جو ۲۷ گھنٹے سے ہے۔

تمام جراحتیں غیر دھاردار الوں سے لگی ہیں۔
 طنڈا، اٹک، لاٹھی اور پھر وغیرہ۔ انگریزی سے ترجیح

جلے میں شایعاتے اور متعلقہ صامان لانے والے کرم فرانس "شری عالم عثمانی" کے نام اپنے وکیل سے جو نوٹس بھجوایا ہے اس میں نقصان کا مطالبہ مع مبینہ تفصیلات تیرہ سو لاکھ روپے (۱۳۹۱) کا ہے۔

لاڈا پسکر اور بر قی روشنی کا انتظام کرنے والے باقاعدہ نوٹس کے ذریعہ مطالبہ اٹھارہ سو سو روپے (۱۸۶۷) کا یکساں ہے۔

گیس کی لاٹینیں دجوں نے ہتھیاری کی تھیں کہ بعض مرتبہ دفتاراً بھلی فیل ہو جاتی ہے تو احتیاط لاٹینیں تیار رہیں بھیجنے والے بزرگ نے ۲۷ روپے ملنے ہیں۔

اس طرح یہ کل رقم ۳۱۵ ہو جاتی ہے جسے شری عالم عثمانی سے بذریعہ عدالت وصول کرنے کے عنانم نوک پلک درست کر رہے ہیں۔

جوتے بھی دس بارہ جوڑی سے کم کم نہ ہوئے ہوں گے ایک بیگ بھی گم ہوا جنہیں نقد ساڑھے تین سو تھے اور خود بیگ اپنے مخصوص ساز و سامان سمیت شورہ پے سے کم کانہ ہو گا۔

پھر دہلی مکھن، بہار اور مدراس تک کے جوہاں اسی جلسے کے لئے آئے تھے ان کی آمد و رفت پر کیا مصادر آئے ہوں گے ان کا بھی کاندازہ کر لیجئے۔ ساتھ و فریاد ہرگز نہیں۔ — نفع نقصان تو دنیا میں چلنا ہی ہے۔ مگر چہرہ ان خوش حالوں کا دیکھ جو ثالث بالخیز بن کر کہہ سے ہیں ہیں نقصان کوئی خاص نہیں ہوا! —

— (۳۳) —

نام نہاد و فوجی کہتا ہے اور مولوی اسماعیل بھی کہتے ہیں کہ مفتیشہنگہ الجہان صہاری کے چوٹ نہیں لکی۔ خیں البر اسے نام سی چوٹ آئی بھی ہوگی تو گرنے سے یا کسی دیوار سے ٹکڑا جانے سے آئی ہوگی۔

میکن می کے حروف داکٹر C.L. SABHA

- RWAL.D.T.M. PUYSICIA

L REON

قرآن کی تفہیم

تفہیم بیان القرآن | مولانا اشرف علیؒ کی مشہور زمانہ تفسیر۔ مکمل و مختصر تریٹھ روپے

تفسیر حقائق | مولانا عبد الحق حقانی کی لاجواب تفسیر۔ مکمل و مجلد چوڑا ہو رہی ہے۔

البيان في علوم القرآن | یقین حقانی ہی کا مقدمہ اور دست کے اعتبار سے مستقل کتاب ہے۔ مجلد سات روپے

تفسیر ماجدی | مولانا عبد الماجد دریابادی کی انگریزی تفسیر و حصوں میں کامل۔

مجلد پچھیں روپے

درستہں ان | معمولی قابلیت کے لوگوں کیلئے آسان درستہں ان ایک چائی میخ تفسیر کا یہ سلسلہ قسط و اچھپ رہا ہے۔ اب تک اٹھارہ قسطیں تھیں ہیں۔ فی قسط دو روپے۔

لیکن ایک ساتھ سولہ یا اس سے زائد قسطیں طلب کرنے پر فی قسط دو روپے کے حساب سے دام لئے جائیں گے۔

مکتبہ تحفی دیوبند (دیوبندی)

گوپال مقتول

ترقی پسند ناصر

ناصر کا سیکولار ازم بھی کچھ زیادہ پڑانا نہیں اور کسی وقت وہ مزید بے نام
پر اسلامی ملکوں کے تحدہ حماد کا حامی تھا اور اس معاملے میں شاہ
فیصل کے پیشہ و شاہ ابن سعود سے اس مشویے بھی کئے تھے۔ میرزا
کسی رجعت پسند عرب ملکوں یا اسکے کسی سامراجی سرپرست کی
بیان کردہ نہیں بلکہ خود زامنہ کی اپنی آپ میتی میں درج ہے۔ فلاسفی
آٹی ریویو لیشن، صدر ناصر کی اپنی تصنیف ہے اور اس کتاب میں
کے عکس اطاعت نے شائع کیا ہے۔ اس کتاب میں اس ایک اسلامی
اتحاد کا ذکر کیا ہے جو میں وہ صرف عرب ممالک ہی کو نہیں بلکہ انہوں
نیشنیں کے آٹھ کروڑ چین کے پانچ کروڑ، پاکستان کے دس کروڑ اور طیاریا،
تحال لینڈ، برما اور سو ویٹ یونیون کے مسلمانوں کو بھی شامل کرنا
چاہتا تھا۔ وحچ کو نہیں تقریب کی جاتے ایک ایسا سیکھ افغان
کی شعلہ میں اچھا ہتا تھا جس میں اسلامی ریاستوں کے صریاح سائنس
صنعت کار اور کاروباری لوگ جمع ہو کر اتحاد بنا ہی کے اصول
ٹکریں اور اپنے ملکوں کیلئے پالیاں طے کریں اس کافرنیس کو
اس نے عالمی اسلامی پارٹی نئت کا نام دیا ہے اور اس کے اپنے
پیلے کے طابق اس اپنی ایکم کا ذکر شاہ ابن سعود سے بھی کیا تھا۔
صدر ناصر نے جس اتحاد کا خواہ دیکھا تھا وہ مجوزہ ہٹالی
باکسے مختلف کس طرح ہے؟ اگر کوئی فرق ہے تو صرف اتنا کہ
مجوزہ اسلامی باکس میں صدر ناصر کو صریاح پیش نہیں کی گئی۔
اگر اسلامی اتحاد صدر ناصر کی سیاسی ضرورتوں کو پورا کر سکتا
ہے اسکے شروع متrouch میں اسے امید تھی تو یہ ترقی پسند از تھا۔
لیکن اب جب یہ اس کی سیاسی ضرورتوں کی تکمیل میں مژام ہو
رہا ہے تو یہ رجعت پسند از نہ ہے۔ ترقی پسندی اور رجعت پسندی
میں حید ایمان از صرف دلخیش کی مصلحتیں ہیں۔ ہر وہ چیز جو اس کی
سیاسی مصلحتوں کے طابق ہو تو ترقی پسند از نہ ہے اور ہر وہ چیز
جو ان مصلحتوں کے منافی ہو رجعت پسند از۔

ہندوستان میں صدر ناصر کی آمد سے یہ ثابت ہوا کہ طیب
خواہ وہ کتنا ہی ترقی پسند کیوں نہ ہو۔ میرزا ملک کے نئے پچھے مسائل ضرور
پیدا کر دیتا ہے۔ اس سے پہلے ہندوستان میں کئی ملکوں کے صریاح آج کے
ہیں جنہیں "سامراجی" ملکوں نے صریاح بھی شامل تھے اور رجعت پسند
 سعودی عرب کا حکمران بھی ایکن یہاں موقع ہے کہ کسی غیر ملکی حکومت
 کے صریاح کی آمد پر حکومت کو اتنی گز فشاریاں ملیں میں لانی پڑیں اور
 اس کے تحفظ کیلئے حکومت کو اتنی تشویش لاحق ہوئی کہ ایک اطلاع
 کے مطابق سیکورٹی والوں کو ایک ایسا پیکٹ کھوئتے میں
 بھی تذبذب ہوا جس میں اسکوں کی ایک لڑکی نے صدر ناصر کو ایک
 قلم تراش (چاقو) تھپتہ بھیجا تھا۔ سیکورٹی والوں کا یہ تذبذب بیکار
 ثابت ہوا۔ بہت ممکن ہے کہ اگر فشاریاں عمل میں نہ آئیں تو بھی
 صدر ناصر کے خلاف کوئی مظاہرہ نہ ہوتا۔ لیکن گرفتاریاں اور غیر
 معمولی حفاظتی اقدامات سے اتنا خود رہ ثابت ہو گیا کہ طیب طرف
 اپنے ملک ہی میں نامقبول نہیں ہوتا بلکہ دوسروں ملکوں میں بھی
 اس کی مقبولیت محل نظر ہی رہتی ہے۔

یہ بات کہ صدر ناصر کے مخالف رجعت پسند ہیں جیسا کہ
 انہوں نے اپنی پریمی کافرنیس میں کہا بھی کچھ زیادہ اہم نہیں کیونکہ طیب طرف
 کی توابتد ایجاد یہاں ہوتی ہے کہ کوئی شخص ترقی پسندی اور نیکی کا
 اجارہ دا رہتا۔ اپنے سے اختلاف کرنیوالے تمام لوگوں کو گوگردنی
 سمجھ لیتا ہے۔

رجعت پسندی اور ترقی پسندی میں فاصلہ لتنا کہ ہے اس کا اندازہ
 خود صدر ناصر کے طرزِ عمل سے ہو سکتا ہے کہ بھی اخوان مسلمین رجعت پسند
 نہیں کیونکہ انہوں صدر ناصر کو ہر سر اقدار آئتے میں مددی تھی،
 لیکن اب وہ چونکہ اسکی دلخیشی کے خلاف ہیں اس لئے رجعت پسند نہیں
 صدر ناصر نے اسلامی باکس کے قیام کی کوششوں کو بھی رجعت پسندی
 کا نام دیا ہے اور اس بات کا خاص ذکر کیا ہے کہ اسکی پشت پر خودی
 عرب، چاروں اور ایران کے بادشاہ ہیں لیکن تاریخ گواہ ہے کہ صدر

چکھا دلی مہ کتب

۳۲۵	مضامین الہلال مولانا آزاد
۳۱۵	مضامین البلاغ " "
۷۱-	اُردو میں معلیٰ غالب کے خطوط کا مجموعہ مجلہ
۶۱-	کلیات اقبال۔
۶۱-	کلیات جگر رج
۳/۵۰	حرف جنوں - (تشریف اور تی کا معیاری کلام) ۳/۵۰
۵/۶۵	فردوں کی راہ حصہ اول و دوم
۹/-	شرح بالک درا۔ پرد نسیر دیلم حکیم
۳/۵۰	شرح ادفعان ججاز۔ " "
۷/۵۰	شرح پیام مشرق۔ " "
۵/-	شرح رہو زندگی۔ " "
۷/۱۵۰	شرح شنونی پس جب باید کر دہ سفر۔ " "
۷/۱۵۰	شرح زبور عجم
۱۲۱-	شرح جادید نامہ
۷/۱۵۰	شرح بال جبریل
۴/-	شرح ضرب کلیم
۶/-	شرح اسرار خود کی
۳/-	قوت ارادی (معنفہ) - دیم و دکرا (ملکنسن بریکی)
۳/-	متترجم - عبد الوہاب ظہوری
۵/۱۵۰	سوچئے اور دولت کمائیے - مصنفہ - پولین ہل۔
۵/۱۵۰	متترجم - محمد غوث صدیقی
۵/-	آپ بھی خوش رہئے - مصنفہ - پڑھنڈ رسی۔
۵/-	متترجم - محمد فتح الدین
۳/۱۲۵	شعور والا شعور - مصنفہ - سلامہ موسیٰ مصری۔
۳/۱۲۵	متترجم - عبد الوہاب ظہوری
۱/۱۲۵	غزال الغزلا - عبدالعزیز خالد کا مجموعہ کلام
۱/-	کفت دریا۔ " "
۵/-	دشت شام۔ " "
۲/-	ورق ناخاندہ " "
۳/۲۵	اُردو زبان اور سخورت (وحیدہ نیم)

۱۹۶۶ء کی جنگ آزادی کو کامیابی بنانے والے مجاہدین کے سنت اور مفصل حالات جانب غلام رسول ہر کے حقیقت نکار قلم سے قیمت — ساطھے چار روپے

میر و سودا کا دور اُردو شاعری کا عہد زدین - شناختی

دل کش محل۔ قیمت — مجلہ بارہ روپے۔

نقوش و افکار مشہور نقاد اور اہل علم مجتوہ گورنچیوری کے بعض اہم تقدیمی مضامین کا مجموعہ

قیمت — پانچ روپے۔

تاریخ جماليات نلسون محسن پر تاریخی تبصرہ۔ یہ بھی

فکر طراز قلم کا شتر پارہ ہے۔ قیمت — دو روپے۔

عرب کا چاند تاریک غاریں نادرت سیر بھی بیٹے پلتے کے شاعر گزرے ہیں ان کا کلام دل میں گھر کرتا ہے۔ یہ بھی کے کلام کا شاندار مجموعہ ہے۔

قیمت مجلہ — ایک روپیہ ۵ پیسے۔

ظهور قدسی وسلم کی ولادت پر حضرت ماہر القادری کی شہریوں

لهم جسے سلام "بھی اہم جاتی ہے۔ قیمت صرف ۲۳ پیسے۔

تفصیل شعرو شاعری فن شاعری پر حاصلی کی مشہور کتاب — دھماقی روپے۔

تعیرت ذہن کو پاکیزہ بنانے والے دلچسپ تھے اور

مضامین۔ قیمت — دو روپے ۵ پیسے۔

ہتھیار کلام ایخترش اور نوٹ گوش شاعر کلام احمد آبادی کا

رسامیم دلکش مجموعہ کلام۔ طباعت و تابع دیدہ

زیب۔ ڈسٹرکٹ جسین۔ قیمت — مجلہ چار روپے۔

مکتبہ تجلی - دیوبند (بیو پی)

بھلی کی طاکھ

زندگی گزارے گا۔

امیر کی عدم موجودگی سے متعلق صحابہؓ کے استفسار پر حنفیوں اکرمؓ کما "ترک مقام کرنے کا حکم" کیا مسلمانوں کے لئے ہر زمانے میں ایک بخادی و اہم ہدایت تھا حال ہیں اس ارشاد سے کیا یہ بات واضح نہیں ہوتی کہ مسلمان چاہیے عالم پر یا عالمی امن کو ایک امیر کے تحت زندگی بسرا کرنے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔ درجنہ اس کے لئے ترک مقام ضروری نہیں۔

اس حکم کی عدم تعینیں کے نتائج دنیا میں بھگت ہے ہیں اور آخوند ہیں جبکہ اس سے دوچار ہونا پڑے گا۔ بر اہ کرم بخاری کی اوّلین اشاعت میں مندرجہ بالا پہلووں پر روشنی دالتے تاکہ اہل حق کی مسامی میں رکاوٹیں پیدا نہ ہوں۔

جو اسٹے:-

"حدیث بیعت" کی جو ترجیحی میں نہ کی ہے وہ ٹھیک وہی ہے جو تمام مستلزم شارحین حدیث کرتے آئے ہیں لیکن خود آجنباتے کافی غور کے بغیر ایک غیر متعلق بحث پھیر دی ہے۔

اجتناعی زندگی اسلام کو کس قدر عین نیز ہے یہ الگ مشتمل ہے۔ سوال میں اس مشتملی بحث کہاں تھی۔ سوال تبرویج پیری مریدی سے متعلق تھا اور مردوچہ "پیروں" کی چیزوں اور ان امراء کے ہم معنی سمجھتا ہے جن کی بیعت کو حدیث نے

اسلامی امیر

سوال ٹہ:- از- محمد علی خاں۔ حیدر آباد کن بھلی بابت ماہ اکتوبر ۱۹۶۴ء کے سوال و جواب میں پہلا سوال "حدیث بیعت" پر آپ نے جواہار خیال فرمایا ہے وہ حدیث کی صحیح ترجیح نہیں ہے بلکہ آپ نے مردوچہ پیری مریدی کی مذمت کے ساتھ ساتھ رکنگر زیر افسر اور خود اپنے لئے ایک جواہر اہم کر لیا ہے۔

ہندوستان میں اہل باطل کے مقابل جماعت اسلامی ایک امیر کے تحت اہل حق کی جواہر تنظیم ہے اور اس کی رکنیت کے لئے جو طریقہ ہے وہ خود آپ نے تشریع کی ورنہ میں غیر صحیح بلکہ غلط ثابت ہوتا ہے اور جو حضرات جماعت سے غیر جاری اختیار کئے ہیں ان کا قابل صحیح و درست قرار پاتا ہے حالانکہ آپ ہی ان پر کڑی تلقینیں فرمائے ہیں جماعتی زندگی بسرا کرنے کے تائیدی احکام ہوئے کیے باوجود آج ہم مسلمان بغیر امیر کے زندگی بسرا کر رہے ہیں کیا عند اللہ اس نقض و کوتاہی کے لئے جو ابدہ نہ ہوں گے نیز کیا احکام خدا اور سیول صرف اسلامی حملہت ہو تو ہی نافذ ہوں گے ورنہ نہیں۔

کیا آج ہم مسلمانوں کے لئے ضروری نہیں کہ جیسا کہ ایک امیر کے تحت زندگی بسرا کرنے کی کوشش کریں اور کیا کوئی باقت در امیر نہ ہو تو ہر مسلمان الفسرادی

اور مفاد پرستانہ مفہوم لے کر "پیر" کو "امیر" کا ہم معنی بنائے رہے ہیں مگر آپ نے بیٹھ ریسے نکتے گویا ہم نے امت مسلمہ کے اتحاد و نظم، شیرازہ بندی، اجتماعی ربط و پیغام اور یک جتنی کی خالفتگی ہے۔

بدعۃت کی تعریف

سوال: - از عبد الصمد۔ حیدر آباد دکن۔

محترم مولانا ناظر حکیم محمد جلال الدین صاحب حسائی نے ایک کتاب بنام "جواز فاتحہ" لکھی۔ اس کتاب کی تعریف ہے: ہم اپنی طرف سے کچھ عرض کئے بغیر محترم صنف کتاب کی اُس عبارت کو پیش کرو دیا کافی سمجھتے ہیں جو کہ انہوں نے کتاب کے تعارف میں تحریر فرمائی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:-

"اس کتاب کے مطالعہ سے یہ واضح ہو گا کہ مستند کتب کے حوالہات کے علاوہ فاتحہ کے جوان پر ایسے ایسے ناقابل دید عقلی دلائل کو بھی پیدا کر کے پیش کیا ہے جس کی توقع الاما شاید ہر ایک سے نہیں ہو سکتی۔"

موصوف نے مشہور حدیث من احادیث فی اہرنا هذ اہالیس منہ فحوساً پرسیر حصل بجشت کی ہے جس سے بدعت کی تعریف معین ہوتی ہے۔ حدیث کے الفاظ اہالیس منہ کا ترجمہ (جو کہ دین کی قسم سے ہے) کیا ہے۔ گویا حدیث کا صاف و سی رہا مطلب یہ ہوا جس نے ہمارے اس دین میں ایسی نئی بات نکالی جو کہ دین کی قسم سے نہ ہو وہ نئے شک ہر دود اور بیعت ہے اور جو کام نیک نئی سے اذ قسم دین حضور کے بعد کیا جائے گا (جیسے تزادی و فاتحہ وغیرہ) وہ بدعت کی تعریف میں نہیں آئے گا کیونکہ حضور نے مالیں منہ فرما کر دہو جانے کے لئے شرط لگا دی ہے۔

علامہ مظلہ، رقمطر ازہمی:-

"اگر آنحضرت اپنے اس ارشاد میں مالیں منہ کو نہ فرمائے یہ شرط نہ لگائے دکھے جو دین کی قسم سے نہ ہو تو اس سے ہر وہ چیز جو آپ کے بعد مکمل ہو خواہ وہ

ضروری قدر ادا یہ ہے تو وہ یا تو گاؤڈی ہے یا جاہل۔ لذا سلسلہ را کش باجماعۃ حضرت عمر فاروقؓ کا مشہور مقولہ ہے۔ گویا اسلام عبارت ہی اجتماعیت سے ہے۔ اسی نئے حضورؓ نے پھر ایسے میں سے ایک کو امیر بنالو۔ اسی نئے حضورؓ نے حکم فرمایا کہ فقط دنمازی ہوں تب بھی دنمازی فرض جماعت ہی سے ادا کریں۔ جماعتی زندگی تو عین اسلام ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو آیات یا احادیث کسی اور محل میں کسی اور گھونوں کے بیان کی خاطر آئی ہوں انھیں بھی یقین تان کریم مطلوبہ جماعتی زندگی کا ترجمان بنانے کی کوشش کریں۔

"جماعت اسلامی" کی رکنیت کا طریقہ ہماری ترجیحی نکی روشنی میں غلط کیسے ثابت ہو گیا یہ معلمہ ہماری سمجھیں نہیں آیا۔ ہاں جماعت اسلامی کی جمایت و تائید کے باوجود دیہ لغویات ہم کبھی نہیں کہہ سکتے کہ اس کے امیر صاحب وہی امیر ہیں جن کی بیعت نہ کرنے پر حدیث کی رو سے جاہلیت کی موت لازم آئے گی۔ استغفار اللہ۔

دور از کار اور خیال نکتہ سخیوں سے ہمٹ کر حضرت سی بات یہ سمجھ لیجئے کہ "حدیث بیعت" صرف اور صرف ان حالات کے لئے ہے جب ملکت اسلامیہ میں ایک باضابطہ معلوم و معروف اور با اختیار امیر موجود ہو۔ اسی کی بیعت کا حکم حضورؓ نے دیا ہے تاکہ امار کی ترتیبی اور اسی کی بیعت سے گریز و فساد کو جاہلیت سے تغیر فرمایا ہے۔ رہے ایسے حالات جن کا سامنا ہیں اپنے ملک میں ہے تو ان سے کوئی بعید تر تعلق بھی "حدیث بیعت" کو نہیں ہے۔ ان حالات میں مسلمانوں کو اتحاد و تفاق اور اجتماعی یک جہتی کی تلقین و ترغیب چاہیے اور اسی حدیث و آیات سے سمجھی چاہیے کہ لیجئے گریز "حدیث بیعت" کے ذریعے یہ کام وہی لوگ کر سکتے ہیں جن میں ہو کوئی بات کا کیا محل ہے۔

اک کو آخر ہو گیا کیا کہ تم دید تو تم نے اپنے جواب میں اُن جاہلیتی کی تھی جو "حدیث بیعت" کا ایک بالکل ہی لغو

چھر اگر اہل بدعت یہی کارنامہ انجام دیں تو حیرت کیوں ہے؟ سلامتی کی راہ یہ ہے کہ کسی بھی آیت یا حدیث کا شیکھنے مفہوم و مصدقہ صحیح کے لئے مستند مفسرین و شارحین کے فرمودات کو پیش نظر رکھا جائے۔ خدا کے نفع سے تاریخ اسلام کا ہر دور بالغ نظر اور حق پرست اہل علم سے الامال ہے۔ قرآن و حدیث کے درہاتے آبدار خوب خوب رو لے جا چکے ہیں۔ اب اگر ہم میں سے کوئی شخص کسی آیت یا حدیث کا ایسا مفہوم بیان کرتا ہے جو اسلام کے بیان کردہ مفہوم پر خط نہیں پھیرنے والا ہو تو اس چودت طبع کو اہل حق نواعے گراہی کے کوئی نام نہیں دے سکتے۔

زیر تذکرہ حدیث کی جو شرح مولانا حسماںی صاحب نے پیش فرمائی وہ ہمارے علم کی عدالت نصرت نئی ہے بلکہ پچھلے تمام شارحین حدیث کی مشروح کو غلط ثابت کرنے والی ہے۔ اگر ہمارا علم ناقص ہے تو یہ مسحوف ہی سے پوچھا جائے کہ سلف میں کس نے یہ تشریح کی ہے یہ وہ کہ رہے ہیں۔ اور اگر وہ ماضی کے کسی مستند شامخ حدیث کا حوالہ نہ لاسکیں تو خود فیصلہ فرمائیجئے کہ بھروسے کے قابل پچھلے شارحین ہیں یا آج کے مولانا حسماںی صاحب۔

عقل منظن کی روشنی میں دیکھئے تو موصوف کی تشریح کا ثمرہ یہ نکلا ہے کہ اگر ہم جائے پائیج کے حصیں نہ اسکا لیں اور اسے باجماعت پڑھنے کا رواج دیں تو اس پر بدعت کا حکم نہ لگے کیونکہ شاذ تو عین دین ہے اور مسحوف شکتے ہیں کہ جو کام نیک نئی سے از قسم دین حکموز کے بعد کیا جائے گا وہ بدعت کی تعریف میں نہیں آئے گا۔

موصوف نے غصب یہ کیا کہ بریکٹ میں تراویح اور فاتحہ کیٹھال میں پیش کر دیا۔ حالانکہ "تراویح" کوئی ایسی چیز نہیں تھی جسے حکموز کے بعد نکالا گیا ہے۔ بہت سے بہت یہ کہا جا سکتا ہے کہ سارے رمضان پاہنچی سے تراویح باجماعت پڑھنا نئی چیز ہے، لیکن یہ نئی چیز بھی بدعت اسلئے نہیں ہو سکتی کہ خلافتے راشدین نے اسے رواج دیا تھا۔

بھری مہریا احمدی نامقابوں پہ جاتی۔ مگر اسختہ صلحی اللہ علیہ وسلم کو جنکہ یہ منظور تھا کہ کوئی اچھا عمل حضرت میں لئے مدد و داد نہ بنادیا جائے کہ وہ بعین نکلا ہے اسی لئے ما مالیں مدد و داد نہیں (یعنی ایسی نئی چیز نکالے جو دین کی قسم سے نہ پہنچتا کہ رد ہو جانے کے لئے ایک نشر طلاقاً دی جیسے معہ بازی ہے) کو لختہ جو زمانہ نبووت کے بعد اسی طرح تکلی ہے جیسے فاتحہ کو کہا جاتا ہے تو اس بارے میں ما مالیں ہے (جو دین کی قسم سے نہ ہے) کا ارشاد رسول یہ رسپری کرتا ہے کہ معہ بازی چنکہ جو یہ کا طرح ہونے کی وجہ ایز قسم دین نہیں ہے اس لئے ایسی نئی چیز تھیتا نا فاتحہ قبول ہے۔ اور فاتحہ اپنے اجزاء کی وجہ چنکہ قہینا از قسم دین ہے اس لئے فاتحہ نئی اور ایجاد بھی بھی جاتے تو مردود نہیں بلکہ مقبول اور قابل قبول ہے۔

دکناب جوان فاتحہ ص ۴۹ و متن
مولانا نے اس کتاب میں ایک خاص امر کی طرف اشارہ کیا ہے وہ یہ کہ بدعت کی تعریف میں ابتداء سے تغیرت ہوتا چلا آ رہا ہے۔ یعنی ہر صاحب الگ الگ قبید کے ساتھ بدعت کی تعریف فرماتے ہیں۔

اگر اس کی تازہ ترین مثال دیکھنا ہو تو تخلی جنوری سلسلہ ہی کو دیکھ لیجئے۔ ایک سائل کا جواب دیتے ہوئے آنحضرت اجتماعی درود خوانی کو مسجد میں بدعت قرار دیتے ہیں اور انہیں اس کا جوان یہ فسرق نیکیے اور کیوں؟ یعنی اجتماعی درود خوانی خاص مسجد میں بدعت کیوں نکلے ہوئی جب کہ یہ از قسم دین ہے۔

حوالہ:-

جان تک آیات و احادیث سے اسنڈال کا تعلق ہے آپ دیکھ لکھتے ہیں کہ قادیانی بھی اپنے از کار باطلہ کی حمایت میں بعض آیات و احادیث کے ایسے خود خستہ معنی کرتے ہیں کہ بیجا رئے کم علم و بے شعور عوام دھوکا کھا جاتے ہیں اور منکر بن حدیث بھی آیات و احادیث کو اپنے فاسد نظریات کی تائید میں لانے سے نہیں چکتے

کیا اُج ہم نہیں دیکھتے کہ مسلمانوں میں جزوی عقائد و نظریات کے اختلاف سے نوع ب نوع فرقہ بن گئے ہیں۔ قریبہ بر قریب اختلاف ہی اختلاف ہے۔ بیسیوں مکاتب فکر اور دھرم طے کر عقائد کو ہدایت رہے ہیں۔ لیے ہی زمانے میں حضورؐ کی یہ ہدایت سب سے زیادہ واجب تعمیل ہے کہ ہم سب کتب معتبرہ کے ذریعے اپنے حضورؐ اور خلفاء راشدین کی سنت کا علم حاصل کر کے اسی کے دائرے میں محدود رہیں اور اس پر جو اضافے اپنے عقل و فہم سے کر لئے ہیں انھیں ترک کر دیں۔ یہی اضافے نزاع کی جڑ اور اختلاف کا سر جوشیدہ ہیں۔

یہ جو حضورؐ نے فرمایا کہ تمی نمی باقیوں سے اجتناب کرو تو ظاہر ہے کہ اس کی مراد یہ نہیں ہو سکتی کہ ریل میں نہیں ہوا اُج چاہاز میں مت اُٹا، لیکہ مت کھاؤ، چائے مت پیو۔ یہ سب چیزیں الگ رچہ خیر القرون کے اعتبار سے نمی ہیں، لیکن ان کا تعلق دین سے نہیں۔ حضورؐ صرف اُن نمی باقیوں سے روک رہے ہیں جنھیں ہم نے دینی روح سے ایجاد کر لیا ہے جیسے روح جہ فاتحہ، قبروں کے میلے۔ قوائی، کونڈے، میساد وغیرہ۔ ان چیزوں کا کوئی وجود خیر القرون میں تھا ہذا یہ نہ حضورؐ کی سنت کہا تھی جاسکتی ہیں نہ خلفاء راشدین کی۔ یہ آپنے دیکھ ہی لیا کہ ان کے سلسلہ میں مسلمانوں کے ما میں جو اختلاف ہے وہ بحث و مناظرے سے منٹے والا نہیں، بلکہ روزانہ نوں ہے اپنا اختلاف و افتراق اور انتشار کی بیج کنی کا دامد طریقہ یہ ہے کہ ہم سب اپنی اپنی دینی ایجادوں کو روئی کر کے صرف اُن پر رُگ و پر ترہ ہمیشیوں کی سنت اور اعمل و عقائد کے دائرے میں محدود ہو جائیں جن پر ہم سب کو یکساں اعتماد و اعتماد ہے۔

حضرتؐ نے ارشاد فرمایا:-

جس کسی نے فساد امت کے زمانے میں میری سنت سے لوگا تھی اس کے لئے سو شہیدوں کا اجر ہے۔ (یہی تھی)	من تمہارا بستنی عندا فساد امتی قلة اجر احتساب کرو نہیں تھی باقیوں سے ہر کوئی بات تھیں مائتہ شہید۔
---	---

اور خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کا حکم تھا کہ اسی حدیث میں آیا ہے جس میں حضورؐ نے اپنی سنت کی پیروی کا حکم دیا ہے۔

دہی مروجہ "فاتحہ" — تو ہمیں تو منازعہ مسئلہ ہے منازعہ مسئلہ کو دلیل و شہادت سے طور پر پیش کرنا اسی لیے شخص کا کام نہیں ہے ملتا جو آداب بحث کے مبادیات اصول سے واقع ہو۔

آگے موصوفے جوے کی مثال دی ہے۔ یہ مخالف اندوزی سے زیادہ کچھ نہیں۔ معسر بازی ہیو، ریس ہو، تاش یا بخفا کے جوے ہوں۔ ان کی حمدت اسے نہیں کہ وہ "بدعت" ہیں بلکہ اس لئے ہے کہ اسلام فساد کو حرام اس لئے قرار دے چکا ہے اور قیامت تک جو بھی شکلیں وہ طریقہ قمار بازی کے اختصار کئے جائیں گے وہ بہیت اور اگر انہا کے اعتبار سے خواہ کہتے ہی نہ ہوں مگر انھیں حرام اس لئے قرار دیا جائے گا لہ ان کی معنوی اصل وہ ہے جس پر شریعت اسلامیہ حمدت کا حکم لکھا چکی ہے۔ طویل بختوں سے سہٹ کر ہم توہ مسلمان بھائی کو اپنے آقا سید الامرا صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ ذیل ارشادات مبارکہ کو ہدم نظر میں رکھنے اور شغل راہ بنانے کا مشورہ دیں گے جیسا کہ خود ہمارا سارا فکر اخنی ارشادات کے گرد گھومتا ہے۔

فسر مایا:-

من یعش من کم بعدی
شیدی اخلاقاً فکثیرًا
غدیکم مسنتی و سنه
الخلفاء الراشدین
المهدیین تم سکوا
بما و عضو اعلیها بالتوحد
و ایکم و محدث ثابت
الامور فان کل محدث
بدعة دکل بدعة
ضلال -

گھروں کا یہ معاملہ نہیں۔ اہذا کسی گھر میں الگ چکوں
یا جگہ کر درود پڑھ لیتے ہیں تو یہ جائز ہے۔ اس میں یہ
اندیشہ نہیں ہے کہ عبادت کی ایک تینکل روحانی پا جائے
آپنے شاید بھی دیکھا ہو کہ جن مسجدوں میں بدعوت پسندوں نے
نمازوں کے بعد اجتماعی درود خوانی یا فاتحہ خوانی ایجاد
کر لی ہے وہاں الگ کوئی نمازی نمازوں سے فارغ ہو کر چل دے
اور اس بدعوت میں شرک کر نہ ہو تو اسے بُری نظریوں سے
دیکھا جاتا ہے۔ ”وہابی“ بدعصیدہ سمجھا جاتا ہے۔ اعتراض
کئے جاتے ہیں۔ یہی ہے وہ شیطانی فتنہ جس سے ہر مسلمان کو
پناہ ناممکنی چاہئے۔

استاد کیلئے شاگردوں کے تخفیف

سوال ۲۔ از۔ عبد الرشید کشتوار۔ (کشمیر)
ایک استاد مرکاری اسکول میں کام کر رہا ہے، لٹکے
اس کے لئے میوے کے موسم میں کچھ میوہ لاتے ہیں یا فصل
کاٹنے کے موقع پر ایک ایک طوفانی دیتے ہیں۔ سب
لڑکے ایسا نہیں کرتے بلکہ یہ لڑکوں یا والدین کی مرضی پر
محصر ہیں۔ کیا استاد کئے یہ چیزیں یعنی میوہ یا غلط قبول
کرنا اثر عاچا تر ہے؟ اگر استاد ان چیزوں کی قیمت لڑکے
کو دے تو لڑکا یعنی سے لذکار کرتا ہے، آخر استاد لڑکے کو
وہ چیزوں پر دیدرتا ہے۔ اب لڑکا تو یا والدین یعنی پر
محجور ہوتا ہے یا با دل ناخواستہ پسے لے لیتا ہے۔
تذیل کا ہنا ہے کہ استاد کو کوئی چیز خواہ وہ ایک اخروٹ
یا ایک سبب ہی کیوں نہ پوچھوں ہمیں کہنا چاہئے۔ خواہ لڑکے
یا لڑکوں کے والدین ناراضی ہی کیوں نہ ہوں۔ استاد کو
چاہئے کہ ان کی ناراضی کی پرواہ نہ کرے۔

بکر کا ہنا ہے کہ استاد کو چاہئے کہ قبول کرے جب کہ
استاد کو وہ چیز بغیر مانگے مل رہی ہے۔ اسلام میں اس قدر
تنقیح نہیں ہے۔

جواب:

بکر ٹھیک کہتا ہے۔ شاگرد الگ بغیر طلب استاد کو

آج کے زمانے کو صفات امدوت کے شباب کا زماں نہ کہنا
چاہئے۔ بریلوی دیوبندی اہل حدیث، شیعہ، سنتی، رافضی
اہل قرآن، امامیہ فرقے ایک دوسرے کو گراہ قرار دیتے ہیں
لگے ہوئے ہیں۔ آج سے بڑھ کر زمانہ کب ہو گا جب تم لوگ اپنی
اپنی بحث بازیوں کو بالائے طاقِ رکھ کر سنت اور خالص سنت
سے لوگائیں گے۔

سچھر و کہترین یا توں کی کتاب
قرآن ہے اور بہترین راستہ محسوس
الله و خیر الصدیقی هدی
محمد و شرک الدا مور حمد شاھقا
چیزیں ہیں دو دین میں جوڑی گئیں
وکل بدعتہ خدا ول۔
اور ہر عرب گراہی ہے (سلم)

اور آفٹا ہی فرماتے ہیں:-

لَأَيُؤْمِنُ أَهْدَأَكُمْ حَتَّى تمیں سے کوئی حساد ایمان نہیں
یکون ہو لے تبعاً لَمَا ہوئے نفس
يَوْمَ الْحِجَّةِ کہ مکہ مکہ ہوئے نفس
جنت بہ
میں لا یا ہوں۔

یہ ہوئے نفس نہیں تو کیا ہے کہ ہم پہنچنے والے سے
فاتحہ، میلاد، قوالي، عرس جیسی دسمیں نکال کر دین کے سرطان
دیتے ہیں اور جب آیات و احادیث سے یہ ایسا دکاریا "بعد"
و شمار پا تی ہیں تو بچاتے تائب ہونے کے آیات و احادیث
کو اٹھائی مخفی پہنانے لگتے ہیں۔

گوہام دین کی ایمیڈیعے عومن سے اپنی ہوائے نفس اور
عقل و حرم کے تھجھے چھیٹنے کے مجرم ہیں۔

تجھی جنوری لالہ ع میں ہم نے اجتماعی درود خوانی کو مسجد
میں بدعوت اس لئے قرار دیا کہ سب دین معلوم و معروف جنادتوں
کے لئے ہیں۔ وہاں صرف وہی عبادتیں ہوئی چاہئیں جن کا
یقینی ثبوت قرون اولی سے مل جاتے۔ ان سے ہرٹ کر
کوئی نیاط قی عبادت ان میں اختیار کرنا ایک جلف اخلاقنا
کو جنم دے گا دوسری طرف عموم الناس میں غلط فہمی پیدا
کرے گا۔

اعداد دشمن کے مطابق ہندوستان کی سلمان آبادی ۲ کروڑ
ہے جس پر فطرہ صدقہ واجب ہے جو نہ تو باقاعدگی سے وصول
ہو رہا ہے اور نہ ہی اس کا جائز معرفہ ہوتا ہے۔ آج کے
تறح کے لحاظ سے موٹے چنانیں ایک روپیہ فی کس فطرے
کی رقم کنٹروالی گیوں پر لکھا کر کر و سلامانہ کی رقم فطرے سے
وصول ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ کچھ صاحب حیثیت حضرات
نکوہ دستے اور قدریانی کرتے ہیں جس کی رقم کا اندازہ ۲ کروڑ
سلامان کا کرتا ہوں۔ اس طرح محل قسم تقسیم اس کی بعد سلامان پر ہے۔
اگر شریعت میں اس کے لئے جواز موجودہ ماحول کے پیش نظر
نکل سکتا ہو تو ازراء کرم اپنی پیارہ تحریر کے ذریعہ تخلی عالم
مسلمانوں کو متوجہ کر کے ایک تحریک چلانیں کہ عالم مسلمانوں
سے تنظیم ہو کر یہ رقم جمع کر کے ایک مرکز پر اکٹھا کی جائے اس
کی ترقی سے اشارہ اللہ ہر سال بڑے پیمانے پر ۲ یا ۳ فیکٹریاں
قائم کی جاسکتی ہیں۔ دس سال کے عرصہ میں بلا خبرہ پورے
پورے ہندوستان میں قیمت فیکٹریاں قائم ہو سکتی ہیں جنہیں مسلمان
ملازم ہوں۔ ان فیکٹریوں سے بننے ہوئے مال کے لئے بڑے
بڑے شہروں میں فیکٹری کی جانب سے اسٹور گھوٹے جائیں جیسیں
مسلمان ہی ملازم رکھے جائیں اور ان اسٹوروں سے مسلمانوں کو
رعایتی قیمت پر یاں فروخت کیا جائے۔ فیکٹریوں کے منافع
سے بیوہ خانہ، شیم خانہ اور درس گاہیں قائم ہوں۔ اس طرزی
کار سے مسلمانوں کامعاشری، اقتصادی نیز دینی اعلیٰ کام کا جس کی
ضروت اس الحادی دوسریں شدید ہے، مسئلہ حل ہو جائیگا۔
آج دینی تعلیم کے لئے لوگ اس لئے تجویز ہیں ہوتے ہیں کوہ
سبھتے ہیں کہ اس سے روزی مکلنے کے لئے راہیں تنگ ہو جاتی
ہیں لیکن جسبلمان دیکھے گا اس کامعاشری مسئلہ حل ہو جکا ہے
تو یقیناً ادھر رجوع کرے گا جس کی آج ضرورت ہے۔

جو اس ہے۔
پہلو میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ایک لئے بڑے
کام کے لئے آئٹی مجھ سے کوئی امید باندھی۔ اس کے بعد میں
عرض کر دیا گا کہ آپ کی ایکم شرعی اور عملی دونوں حقیقتوں سے
نظر ثانی کی محتاج ہے۔

بچھ دیتے ہیں اور استاد نیک نیت ہے تو قبول کرنے میں
حرج نہیں۔ تیک نیت ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ بجا شے
خود ان تخلافت کا لائق نہ رکھتا ہو اور جو لڑکے تخلافت نہیں
دیتے یا میں دیتے ہیں ان کی کوئی ناجائز رعایت نہ دیکھتا ہو اور
جو لڑکے خوب دیتے ہیں ان کی کوئی ناجائز رعایت نہ کرنا ہو۔
حضرت مصلی اللہ علیہ وسلم نے سرکاری حکام اور کارندو
کو تخلافت قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے
کہ جو بھی شخص کسی حاکم کو تخلافت دیتا ہے وہ اپنے مفتاد اور
اغراض کے تحت دیتا ہے۔ ذاتی خفیت و محبت اس کی
بنیاد نہیں ہوتی۔ چنانچہ حکام ایسے لوگوں کو ایسی رعایات سے
نو ازتے ہیں جن سے دمروں کو نہیں نو ازتے۔ اس طرح
یہ تخلافت معاشرہ شوت ہی من جاتے ہیں۔

لیکن استاد اور شاگرد کا معاملہ الگ ہے، جنگ
 نظام تعلیم پر مادہ پرستی کے نقطہ نظر سے پورا اسلط حاصل
نہیں کیا جسا استاد کی پرستی شاگردوں کے لئے نہایت قابل
احترام ہے اسی تھی اور شاگردوں کے سر برپت اُپس سکھائے
تھے کہ استاد کا درجہ باپ اور جو کے درجات سے کم نہیں
ہے۔ اس فضایاں استادوں کی جانی و مالی خدمت کسی مادی
مفہاد کے تحت نہیں بلکہ سعادت ہندی اور احترام و محبت
کے نقطہ نظر سے کی جاتی تھی۔

آج بھی الگ سی اسکوں میں استاد کو عظم سے محظی کا جذبہ
باتی ہے اور شاگردیا شاگردوں کے سر برپت اسی رعایت
کے حصول کی غاظ نہیں بلکہ جذبہ تعلیم کے تحت استادوں کی
جانی و مالی خدمت کرتے ہیں تو اس پر شوت کا حکم نہیں لک
سکتا۔

ہاں اگر استاد یہ سمجھے کہ تخلافت قبول کرنے کے بعد وہ
کسی معاملہ میں جانب داری اور خصوص رعایت پر مجبور
کیا جائے گا تو یقیناً اسے قبول سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

مسلمانوں کی مشکلات کا حل

سوال ۲۔ از۔ ریاض احمد خاں۔ ستنا۔

وائے فرقوں، دھڑوں، گروہوں اور جماعتوں میں بھی ہوتی ہے۔ مہندوستانی ملت سلمان کے کسی ریسے مرکزی نظام کا تصور ہے تمام مسلمان اپنے مددقات کے لئے معمول سمجھ لیں شاعر نہ تھیں سے بھی زیادہ تھے ہے؟ کیا آپ تو قع کرتے ہیں کہ جو امت مشترکہ کے مسائل تک لئے اتحاد و تعاون پر آمادہ ہیں ہو یا تو کسی ایسے مرکز اور ہم گیر نظام کے جانی جاسکتی ہے جس نگ لے جانا آپ کی بخوبی کیم کے بوجوہ عمل کئی ضروری ہے؟ مجھے لقین ہے کہ آپ جوچھ سوچا ہے ملت کی خیروں ایسے اور ہمدردی ہی کے جذبے سے سوچا ہے لیکن اینٹ اور تحریکی حقیقی دنیا میں ہیں اتنی حسین اور بلند کام سوچنے کے عوض ان تجویزوں پر غور کرنا چاہیے جو امت کے مختلف گروہوں میں بھرپوری ہوئی آتش افتراق کو تدریجیاً کم کریں اور پھر تدریجیاً ہی انھیں ایک دوسرے سے قریب لائیں۔

فاسق کی امامت

سوال ۵۔ از۔ محمد رمضان تاجز۔ کشیر

ہمارے یہاں ایک صاحب ہیں جو زیندار طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ بغیر معنوی و ترجمہ قرآن تشریف کا مطالعہ جاتے ہیں۔ کتب احادیث اور علم فقہ سے بھی ناوافعف ہیں۔ چند احادیث کے معنی حفظ کرتے ہیں۔ دوسرا جانب ستر سال کی عمر ہوتے ہوئے بھی گالی گلکوچ سے کام لیتے ہیں۔ علم طور پر منافق اور مفتر ہیں۔ بے جا طور پر لوگوں کو مقدمات میں پختے آئے ہیں اور اس وقت بھی ناخن دوسرا کرتے ہیں تو جاہل لوگ ایک دم تکریب پڑھ کر ان کے پچھے صرف آرام ہو جاتے ہیں اور ہوشیوف خود بخود محراب میں چلے جاتے ہیں۔ اس صورت میں ان کی امامت درست ہے یا نہیں؟ اگر میں شامل جماعت نہ ہوں تو گناہ تو نہیں؟ حال ہی میں گاؤں میں ایک مسلم چڑھانے پر حلف لیا گیا جوہر میں صاحب ہوشیوف بھی شامل تھے۔ مگر چند یوم بعد برادری کی تھالفت کر کے نصرت فائر آن کی

اگر آج ہندوستان میں مسلمانوں کی جمیعی آبادی کو ڈھوندو تو یہ آپ نے کہا یا کہ ان میں سے ہر ہر فرد برصغیر مختار فطرہ واجب ہے۔ بے شمار فقراء ہیں۔ سماں ہیں جن پر مستعد فطرہ اجب نہیں بلکہ وہ خدا سے مسیحتی ہیں کہ انھیں صدقۃ فطرہ یا جامیے اور دیا جا رہا ہے۔

علاوہ اس کے صدقۃ فطرہ انسانوں کا انکالا ہوا کوئی قانون نہیں بلکہ شریعت کا دیا ہوا قانون ہے اور شریعت ہی نے اسے ایک عبادت قرار دیتے ہوئے اس کا مصرف بھی معین کر دیا ہے ایہ آپ کا یہ کہنا کہ اس کا جائز مصرف نہیں ہوتا غلط بات ہے کیونکہ صدقۃ فطرہ نہ ہے غیر ایسا نقصان ہو رہا ہے اور یہی اس کا صحیح مصرف ہے۔ غیر معقول بات ہو گئی کہ ہم ذہن سے ایک شھر تجویز کر کے اسے تجاوز مصرف قرار دیں اور جو مصرف خود اللہ نے برآ رہا است یا بالواسطہ معین فرمادیا ہے اسے "ناجائز" کے خلاف میں رکھ دیں۔ آخر آپ سوچئے صدقۃ فطرہ کو باقاعدگی سے جمع کرنے کا حکم کہاں آیا ہے اور کب ایسا ہوا ہے کہ حضور یا مسحیوں یا یا بیان میں سے کسی نے صدقۃ فطرہ کو باقاعدہ جمع کر کے کسی اجتماعی مصرف میں کھایا ہے۔

زکوٰۃ کا معاملہ اگرچہ اس اعتبار سے کچھ جدا ہے کہ اگر اسلامی حکومت قائم ہو تو زکوٰۃ اس کے بیت المال میں جمع کی جائے گی۔ لیکن جب اسلامی حکومت قائم نہ ہو تو وہ بھی انفردی معاملہ بن جاتی ہے۔

سوچنا یوں چلہیجئے کہ صدقۃ نظر اور زکوٰۃ کا نظام تبعیدی نظام ہے نہ کہ اقتصادی و معاشی۔ جو مصادر شریعت نے بتا دی ہیں وہی اس نظام کے شایان شان رہیں گے اور یہ افادہ حدود شریعت سے تجاوز کہلاتے ہے کہ تو شریعت کے واضح کردہ مصارف کو نظر انداز کر کے ہم خالص معاشی مفاد کے تحت ایکیم سازی کریں اور عبادت کو فائدہ دینا وی ایکیم اور اقتصادی منصوبوں کا تابع بنائیں اس کی وضعیت ہی بدل دیں۔

یہ تو شرعی پہلو تھا۔ اب عمل پہلو کو لجھئے۔ کیا باہم لڑنے

پڑھنے والوں کو دوسرا سے اوقات میں نرمی اور دلسوزی کے ساتھ سمجھلتے رہیں کہ ایسے شخص کو امام نہیں بنانا چاہیے۔

مغرب اور عشامہ کا حل

سوال ۱۰:- (ایمیٹ)

نماز مغرب کے بعد ہی ہماری مسجد شریف میں ان پڑھ
شازی ماہی سے آب کی طرح ترشیت ہے میں اور صرف دس منٹ
منٹ یا آدھ گھنٹے کے بعد ہی اذان دے کر نماز غفار پڑھتے
ہیں۔ (امم صاحب بھی دو ان نمازوں سے قبل محلت سے
کام لیتے ہیں کیونکہ ان کا وظیفہ ادھورا ہوتا ہے۔ کیا بار بھایا
بھی اور تصحیحت بھی کی مگر میری آوان صد ایکھڑا تابت ہوتی ہے
از روئے شریعت جواب دیں کہ مغرب کے بعد عشار کی
نماز کس سکم کتنے وقت بعد ہوتی ہے اور مندرجہ بالا واقعات
کے میں نظر میں کیا کروں؟

جوہ بند :- عجیب تماشہ ہے۔ آپ نے نہیں کھولا کر آن پڑھنمازی ترتیب تکیوں ہیں۔ کون ان کے چھری مارتا ہے۔ کیوں یہ باقی

10. The following table shows the number of hours worked by 1000 employees in a company.

تو ہیں کی بلکہ مخالف ادمی سے مل کر بہادری میں رخنے والی دیا اس صورت میں انروپے شریعت ان پر کیا الزام عاید ہوتا ہے جو اس کا پہلا بدلہ ہے۔ اگر آپ کامیار، مبالغہ سے پاک ہے تو ایسے شخص کی دامت بڑی بد قسمتی کی بات نہ ہے۔ یہ شخص فاسد کہلائے گا اب شریکہ واتعنة اس کے وہی اوصاف ہوں جو اپنے سامان کرنے کے لئے مدد کرے۔

ویسے عین ممکن ہے کہ جن دلوں یہ صاحب مسجد میں نہ آتے ہوں کسی اور مسجد میں نماز پڑھ لیتے ہوں اور عین ممکن ہے کہ ان کے دیگر مبینہ اعمال کی بھی کچھ اور تو جیہہ کی جا سکے۔ لیکن غالباً ایک نہیں اتنا بڑا شرعی غیرہ کہ جن میں یہ پایا جاتے وہ امامت کے لائق نہیں۔

ویسے نماز ہرگناہ بگار کے پچھے ہو جاتی ہے۔ اگر حجورت ایسی پیدا ہو جائے کہ آپ نماز برپا ہئے مسجد کے ہوں اور اچانک یہ صاحب آگر امانت فرائے لگیں تو دیکھنا چاہیئے کہ ہیں چھوڑ کر ہیں اور آپ کو جماعت مل سکتی ہے یا نہیں۔ اگر میں سکتی ہے تو وہاں جا کر پڑھیے اور اگر نہیں مل سکتی تو انھی کے پچھے بڑھ لیں۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ آپ ان کے پچھے نماز

<p>فم قرآن</p> <p>تین روپے</p>	<p>قصص القرآن</p> <p>(مکمل چار جلد و نیس)</p> <p>غیر مجلد ۱/۵ (مجلد ۲/۵) ۳۷۰ روپے</p>	<p>قرآن اور تعمیر سبزت</p> <p>تیمت — ساڑھے پانچ روپے</p>
<p>اسلام میں غلامی کی حقیقت</p> <p>آٹھ روپے</p>	<p>نہ سہاء کا تاریخی روز نماجم</p> <p>تیمت — ساڑھے تین روپے</p>	<p>سلامیں دہلی کے نہیں جاتا</p> <p>تیمت — آٹھ روپے</p>
<p>فاروق اعظم کے سکھ طا</p> <p>تیمت — گیارہ روپے</p>	<p>عروج فرووال کا اہم نظام</p> <p>تیمت مجلد — تین روپے</p>	<p>مسلمانوں کا عروج فرووال</p> <p>ساڑھے پانچ روپے</p>
<p>مکتبہ سچائی — دیوبند (یونپی)</p>		

جواب:-

نہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے بلکہ ہدایات شرعیہ کی ترجیحی کرتے ہیں۔ مثرا ب اور سودا ایسی ظیم بر اشیاء ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر ان سے ہر طرح کے تعاون کو منع فرمایا ہے حتیٰ کہ جس تعاون کا منشار فی الحقيقة تعاون دینا نہ ہو بلکہ اپنی رہنمائی کمانا ہوا سے بھی روکا ہے۔

ایک مزدور اگر شراب کا پیدا کرے ایک جگہ سے دوسرا بھی سمجھتا ہے تو اگرچہ اس کا منشار یہ نہیں ہوتا کہ شراب کے کاروبار کو فروغ دے بلکہ محض چن پسے کمانے کے لئے یہ خدمت انجام دیتا ہے لیکن حضور نے اس کی بھی مخالفت فرمائی ہے۔ اسی طرح سود لینے اور دینے والے ہی پر حضور نے لعنت نہیں فرمائی بلکہ اپنے فرمائی ہے جو سودی معاملات کے لکھنے اور سودی معاملات میں گواہ بند کی جبارت کریں۔ لہذا مثرا ب اور سود کے مسائل کو دوسرے مسائل پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

یہ بات اول تو مفروضہ کے درجے میں ہے کہ کسی حکومت کا تمام ہی خزانہ فقط مالِ حرام سے پر ہو۔ ایسا واقعہ پیش تو آ سکتا ہے مگر عموماً پیش نہیں آتا۔ پھر مان و پیش آہی گیا تو اس زانہ پوچھا کہ سب کا سب مال سود اور شراب اپنے کاروبار سے کامیاب ہوا ہے۔ مالِ حرام کی دوسری ایذاع بھی اس میں لی جعلی ہوں گی اہم اس کا وہ حکم نہ ہو کہ جو ناصلحت مثرا ب فروشی یا سود خواری کے منابع ہے۔ علاوہ اسکے یہ روپیہ واسطہ در واسطہ میں کہ ایسے کاموں کی تجوہ بن کر طلاق ہے جو مجاہد خود حلال ہیں اہم اس کی وجہ سکل نہ رہی جو بینک کے کاروبار کی ہے۔ بینک قوانینی فطرت اور ضرر کے افکار سے بنتے ہی ایسے کاموں کے نئے ہیں جن کا انحصار سودی لیں دین پر ہے۔ ان کی ملازمت سودی کا ذریعہ سے برادر اہم تعاون کے مراد فیض ہے اہم اہم اسی تاچیر اسے یہی ہے کہ ان کی ملازمت کا حکم دوسری سرکاری ملازمتوں جیسا نہیں۔ داللہ عالم بالعقواب۔

ہو گئے ہیں۔ عشاء کی نماز نماز مغرب سے تقریباً دو گھنٹے بعد پڑھنی چاہیئے بعض مقامات پر اس سے کچھ کم فصل بھی رکھا جا سکتا ہے۔ لیکن **ڈیڑھ گھنٹے** کا فصل توہر حال ہیں ہو ناجائز ہے۔ یہ کوئی طریقہ نہیں کہ مغرب ڈیڑھ کے نمازی سجدہ ہی میں اُرٹے رہیں اور یقوع اپنے ترہ پتے بھی رہیں پھر جلدی جلدی عناء کی نماز ڈیڑھ کرے ہی رخخت ہوں۔

چہالت نے عجیب عجیب لطیف پیدا کئے ہیں۔ انہی میں سے ایک لطیفہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ واللہ عالم بالمعجزہ

بینکوں کی ملازمت

سوال ۱۔ از. محمد شیم رضا۔ در بھنگ۔

شمارہ مت ۲۶۴ ”تجھی کی داک“ کا سوال نہیں۔ بینکوں کی ملازمت اور شمارہ آکتوبر ۱۹۷۸ء سوال نہیں۔ ”سرز و حلال“ پڑھا۔ ایک جگہ آپنے یوں تحریر کیا کہ:-

”اب اگر کسی حکومت کے خزانے میں سارا مال یا اس کا اکثر حصہ حرام ذرائع سے کامیاب ہو اے تو اس حدود کا تماہ د مکال نقصان صرف ان لوگوں کو پہنچے گا جو ان حرام ذرائع کو کام میں لانے کے ذمہ دار ہیں یا کسی بھی درجے میں معاون و مشترک رہے ہیں۔ یہ تینا ماحسبہ آخرت کا نشانہ نہیں گے لیکن حکومت کے جو ملازمین ہیں بھر مخت کر کے اس خزانے سے تجوہ پاتے ہیں ان کے حق میری تجوہ مالی حلال ہو گی۔“

تو یہ بینکوں کی ملازمت کرنے والے محنت سے کام نہیں کرتے ہیں کہ آپنے ان کو جلد از جلد بینک سے ملازمت چھوڑنے کو کہا۔ جب ہر شخص ہر کام میں محنت کی ہی تجوہ پاتا ہے اور محنت کی تجوہ حلال ہے تو ہر آپ پر جلد از جلد بینکوں کی ملازمت سے کنارہ کش ہو جائے کوئی نہ کہتے ہیں جب کہ بینکوں کی ملازمت کرنے والے اپنی محنت ہی کی تجوہ پاتے ہیں۔

میرا کرم امداد شمارہ تجھی میں فضل رہنمائی کر کے شکریہ کاموقد دیں۔

انوار اسلام بجواب مصباح الاصلام | ایک دریہ سماجی عالم کا مالی جواب - دچپ اور شاندار حصہ دل دھائی روپے حصہ دوم ڈھائی روپے
خطبہ اس سیرت کے موضوع پر مولانا سید سلیمانی شویں چیز - قیمت سارہ ہے تین روپے۔

فیوض بیزادی | شاہ عبدالقدیر جيلانی کی افتتاحی ارتباں کا اردو ترجمہ۔ پڑھنے لطف یعنی اور فائدہ اٹھانے کی چیز ہے۔ قیمت - سارہ ہے دس روپے۔

فارسی نصہاب جدید

کم وقت میں خارجی کی بہترین جہالت پیدا کرنے کیلئے سب سے اچھا نصہاب - ذیل کے حضرات نبی اس نصہاب کو پسند فرمایا ہے مولانا خبیث احمد بندری - ہم صاحب دارالعلوم دیوبند - مولانا سعید احمد اکبر آبادی - مولانا ماہر القادری - درج ذیل کتابوں پر مشتمل ہے:-

• رہنمائی فارسی ۷۳۰ - • معین فارسی ۷۴۰ - • دروس فارسی ۵۵۰ - • اصول فارسی اول و دوم ۱/۲۵ - • نصہاب فارسی ۶۲۰ - دکمل نصہاب کی قیمت - تین روپے۔

امکنہ کرام کی سوانح | مدرسہ کے شہرہ آفاق عالم اور تحقیق ذیل کی کتابوں اردو ترجمہ اس وقت دستیاب ہے، شائعین فائدہ اٹھائیں۔ باخبر حضرات جانتے ہی ہیں اسزاد ابو زہرہ کی تالیف کردہ کتابیں، تحقیقی مواد، تقدیمی زاویوں اور تاریخی خرافتگاہیوں کا لا جواب گلستانہ ہوتی ہیں۔

حیات امام ابوحنیفہ	پن ۵ روپے
آثار امام شافعی	بازہ روپے
حیات امام مالک	دن روپے
حیات امام ابن تیمیہ	الکیس روپے
حیات امام ابن حزم	اٹھارہ روپے

حضرت شاہ ولی اللہ کی مشہور زمانہ نگاری | جمۃ الدلائل بالغہ | جو اپنے متنوع مضمایں اور مفکرہ نے اسالیب کی بناء پر ساری دنیا میں قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ عمرانیات، سیاست، کلام و منظم، فقہ، تاریخ، تہذیب و تہذیب بھی طرح کے موضوعات کی جامع۔ ایک کامل میں عربی، بالمقابل عالم فہم اردو ترجمہ۔ دو جلدیں میں کامل۔ قیمت غیر محلہ میں روپے (محلہ جوہیں روپے)

اصحاح السیر | حضور کی سیرت پر بنے شمارکتابیں لکھی گئیں کتب سیرت میر مولانا دانیال پوری کی پر کتاب پرنا جواب ہیں، لکھنی شکفتہ زبان سلیمانی پیرایہ اعلیٰ تحریق۔ مأخذ کے ہوالے اور جملات فیہ واقعات دروایات میں حفاظت موائزہ اور تنقید۔ حکم و خواص دونوں کے لئے یہ کتاب نہایت مفید اور معلومات لکھنہ کا خزانہ ہے۔ قیمت - دس روپے۔ (محلہ بارہ روپے)

التشرف | احادیث تصوف کی معرفت پر مولانا اشرف علیؒ کی معروف کتاب۔ قیمت - بارہ روپے۔ مسجد سینخانہ تکوہ | ملا ابن العرب کی کلم پاروں کا لوگ سیرہ نہیں ہوتے۔ اچھی کتابت و طباعت اور تخلصیرت مگر دیوشن کے ساتھ۔ قیمت - پانچ روپے۔

کیا ہم مسلمان ہیں؟ | اشمس نویر کے روح پرورد اور ایمان اشارہ کی رعنائیوں کا امین۔ حصہ اول سوادو روپے حصہ دوم تین روپے۔

موسن ماہ و سال | اس کتاب کے مؤلف حضرت شیخ عرب الحق اہتمام سے ایک پاکستانی ناشر نے چھاپا۔ معنوی افادیت نام سے ظاہر ہے۔ دونوں تہذیبوں اور سالوں کے بارے میں احادیث معقد و نظر۔ قیمت - سو آٹھ روپے۔ ن۶۲۵

شہس نوید اعثمانی

کیا ہم مسلمان ہیں؟

دنیا کو چھوڑ دیا تھا وہ رب کے سب خدا کے حکم کے آگے جھک کر کعرٹ سے لا تلقی کا اعلان کر رہے تھے اور خدا دیکھنا چاہتا تھا اکنہ بڑھ اسی خدا کے غلام رہتے ہیں کہ نہیں جو ان سے روٹھ گیا ہے۔ اسی رسولؐ کی طرف رخ کے رہتے ہیں کہ نہیں جس نے ان سے منہ پھیپھی دیا ہے، ان مونین ہی کے درمیان رہنا پسند کرتے ہیں کہ نہیں جھنوں نے ان کو کیلئے چھوڑ دیا ہے اور اسی ایمان پر قائم رہتے ہیں کہ نہیں جسکی راہ میں یہ شدید آزمائش پیش آتی ہے؟ کس قدر سخت تھی آزمائش کی اپر لزہ خسیہ گھماقی!

ایسا ہی ہوتا ہے وہ ٹوٹ جہاں آدمی کے نفس میں شیطان اپنی تمام ریشہ و ایسوں کیسا تھے گھس جاتا ہے۔ سزاد یعنی والوں کے ساتھ اس کے اشار و خلوص کے کارنا موں کو اچھا نہیں اور سزاد یعنی والوں کی تمام خوبیوں کی طرف سے اس کو انہی حاکر کے اس باعیانہ ذہنیت کی طرف دھکیلتا ہے کہ وہ ان لوگوں میں سو طرح کے بیڑے نکالے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں آدمی بھوپی جاتا ہے کہ اس سے بھی کوئی خطا سرزد ہوئی ہے۔ وہ تو جس کر لگتا ہے کہ اسی فیلم کیا گیا ہے۔

کعب بن مالک کے دام میں بھی اگرچہ ان کے ایمان عمل کا ایک بہت ہی شاندار ماضی ان کے اشک و لہو کی آب تتاب کے ساتھ جلکار رہا تھا۔ وہ وہی کعب تو تھے جھنوں نے عقبہ کی گھاٹی میں اس وقت حضورؐ کے ہاتھ پر چادو جہاں شماری کی قسم کھانی تھی جب تک کہ کفر و شرک کی ہولناکی ان اور شعبد باریاں شباب پر چھیں۔ جب اسلام کا چاراں گل کوئی کے لئے کفار درندوں کی طرح ہانپر رہے تھے اور حجود کے خون سے ہاتھ رنجنے کے لئے لزہ خیز سازشوں کی طرف انسانی دلاغ

”ایمان“ کتنا برا عشق ہے؟ غزوہ نبوک میں حرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جان نشاروں کو سوزایمان اور جذبہ قربانی سے سرشار ہوئے روانہ ہوئے تو حضرت کعب بن مالک کو ان کی بعض شیعہ محبوبوں نے فوری روانگی سے روک دیا۔ بات آج اور کل پر علمی گئی اور اچانک بغیر کسی جنگ کے خدا کی یہ فرج مدینہ میں واپس آگئی۔

احساس خطکاری میں ڈوبے ہوئے اور خوف خشیت سے لزت ہوئے حضرت کعب بن مالک سجدہ نبوی میں حاضر ہوئے تو اخنوں نے دیکھا کہ وہ متافقین جن کو ان کے نفاق اور جھوٹے ایمان نے اس مقابلہ میں چھوڑا تھا کہ وہ جان آفرس پر اپنی جان اور ستم حصیقی پر اپنی نعمتیں قربان کرنے کے لئے اس جنگ پر بکل سکتے سجدہ نبوی میں جھوٹے غدر پیش کر کے خود کو دنیا کی رسوائی سے بچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ حضرت کعب نے یہ بات سخت ناپسند کی کہ وہ بھی ایسا ہی کریں اور دنیا کی رسوائی سے بچانے کے لئے آخرت میں ذلیل درسوا ہو جانے کا بھیانک خطرہ ہوں یہ۔ وہ آگے پڑھے اور۔۔۔ اعتراف گناہ کر لیا یہ اعتراف گناہ عظیم تکمیل کیا اور یہی کی راہ میں آزمائش کا پیش آنا اکثر ضروری ہوتا ہے۔ کعب کو عاقی نہیں ملی۔ ان کا معاملہ خدا کے حوالے کر دیا گیا۔ اور حملہ ہی اللہ کی طرف سے یہ فیصلہ نازل ہوا کہ تمام امرت اسلامیہ کعب کا مکمل یا یہی کاٹ کرے۔ خدا ان سے خفا ہو گیا تھا۔ بھی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مُسخو پھیپھی دیا اور تمام مونین اور مومنات نے ان کی طرف سے اخوت و محبت کی نظریں پڑھ لیں۔ جس رسولؐ کی قربت کو پانے اور جن مونینوں کے ساتھ زندگی گزارنے کے لئے کعب نے ماری

سے ہوا۔ وہ تھنھ پھیس کر جانے والوں کے پچھے بیٹا بانہ درڑتے اور دوڑ دوڑ کر صفت اتنا کہہ پاتے۔

”لوگو! انہیں خوب معلوم ہے کہ میں اللہ اور اس کے برlla سے محبت کرتا ہوں..... لوگو! ... لوگو! ...“

اور یہ سب لوگ ان کی مدد بھری فریاد سنتے اور حدا اور اس کے رسول کے اس فرضیے پر حلت کو عرب سے ہم را کوئی رشتہ نہیں! کوئی اسکے جواب میں خود اپنے آپ سے کچھ کہتا ہو اگذر تاروہ یہ ہوتا کہ مدینہ اور اس کے رسول ہی کو حقیقت کی زیادہ خوبی ہے۔“

اس عالم میں کوئی طرف سے مایوس ہو کر اسکی بستی کی طرف بیٹا بانہ درڑتے جیسکی ایک نظر حاصل کر لینا ان کے نزدیک دنیا چنان کی تمام ندوں سے زیادہ دلکش بات تھی جسکو اپنی طرف دیکھتا ہوا یا کہ آدمی کی روح اس وقت بھی سکرا احصتی تھی جب اس کے بھوکے پریٹ پر تھر بندھے ہوتے اور اسکے سینے پر شرشر نہیں تھوں سے ہو رہا ہوتا۔ یہ کوئی کہانی اور تاریخی نہیں تھوں واقعات ہیں جن کو دنیا نے اسی زمین پر بھی احمد کے میدان میں دیکھا تو کبھی خندق کی جگہ میں تاریخ اقرار کرتی آرہی ہے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہی تھے جن کے درد پر شمار مردوں اور عورتوں نے اپنی ساری را خلیں نثار کر دی تھیں اور ان کے آنسوؤں پر عمر بھر کی مسلک ہوں اور قہقہوں کو والہا نہ بھینٹ چڑھا دیا تھا۔

اسی بستی کی بارگاہ جمال میں کوئی بھی ملک دل نہ ہوتے آئے۔ مسجد بنوی میں پایخ وقت کی نمازیں ان کو حسین ہوتے عطا کر رہی تھیں۔ وہ نظر طالع تھا تو انھیں جسموں ہوتا کہ وہی عظیم تمرين آدمی ان کی طرف مسلسل تکڑاں ہے مگر جیسے ہی وہ اس نظر میں خود کو فنا کر دینے کی طریقے نہ ہوئے نظر اتحادتے تو وہ نظر ان کی طرف ہٹی ہوئی تھی۔ ان کی روح اس نظر کی پیاس سے بلکہ مددی تھی۔ وہ طریقے تھے مگر یہ تیر پ ان کے اس لفظیں کو کچھ اور زیادہ جاندار بنتا رہی تھی کہ اسلام مجھ پر علم نہیں کر رہا ہے، میں نے ہی اپنی جان پر مسلم دھایا ہے۔

تیزی سے حرکت کر رہے تھے۔ ہاں اس وقت کوئی نے اعلان کیا تھا کہ وہ حق و صداقت پر جان دیدیگا۔ مگر بارہ اولادے گا جنگ احمد میں یہی کوب قوشے جنگلداروں کی خونیں پھاؤں میں پناہ ڈھونڈنے کے بجائے اللہ کے رسول کو وال انسانہ ڈھونڈنے پر ہے تھے اور آخر کا رب سے پہلے انہی تھی حقیقت نکر آنکھ نے حضور کو بچانا تھا۔ ہاں یقیناً یہی کوب قوشے تھے جنہوں نے اسلام کو بھی اس وقت بچانا تھا جب خطوات کی بے پناہ ہیوں میں سر سے کفن باندھ کر ہی اسلام کی صداقت بچانے کی حریات کی جا سکتی تھی اور پسغیر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی انہوں نے احمد کے میدان کا رزار کے اس زور نہ انگریز خطرہ کے وقت پچھا نا تھا جب حضور کے چاروں طرف لفڑی شرک کی ساری طاقتیں قطعاً ایک جمیون بن کر ازدر کی طرح پھنسکا رہی تھیں۔

یہ رب کچھ تھا۔ مگر کوب قوشے کے لئے اس وقت سب کچھ بھی نہیں تھا۔ اس وقت ان کے خون چکان احسنا گناہ کو صرف اتنی بات یا وقوعی کہ جب رسول اپنے خدا کی پکار پر ہوں کو ساختھے ہوئے سب کچھ قربان کر دینے کے لئے مدینہ سے تبرک کی طرف کا فزن تھا تو کعبت نے اس وقت فرض کی پکار کو دنیا کی پکار کے پچھے ڈال دیا تھا۔ وہ را ورض سے ہٹے ہرگز نہ تھے تھا ان کے قدم سمعت پر گئے تھے۔ اور خدا اور رسول کی پکار سے کتف دل کا بھلی اور آنہتی بنتے کے بجا سست پڑ جانا ان کی ضمیر کی نظریں ان کا ناقابل عنوسة تھا۔ انھیں یہ بڑی سزا بہت پھر فی لگ رہی تھی اور یہ چھوٹا سا جرم بہت بڑا خسوس ہو رہا تھا۔

اسی نے یہ زمانہ کو جان و دل سے پیاری تھی۔ انھیں یقین تھا کہ یہ سزا جو ستم ”نظر اربی“ ہے خدا کا بہت ہی بڑا کرم ہے۔ بہت بڑے نعلق کا ثبوت ہے۔ خدا اس رحمت بڑی بڑی بھی تھی کچھی کچھیں سے ان کے دل کو رلانا اور ان کے آنسوؤں سے انھیں پاک کرنا چاہتا ہے۔ نہیں چاہتا کہ ان کے گناہ کو دوزخ کی آگ میں ڈال کر پاک کیا جائے ہی وہ رفت بھر کی بیفت تھی جس کا اٹھا ران کی زبان

کر دیں گے؟

لیکن کعبہ اس خط کو پڑھ کر خوش ہونے کے بجائے رونے لگے۔ بے تحاشا شاروئے۔ خط ان کے ہاتھ میں نہ تھا اور ہاتھ کا پہ رہا تھا، دل کا نیپ رہا تھا اور انہوں نے آنسو منڈل پر چلے آ رہے تھے۔ بشاہی انعام و اکرام کی جبرا الخیں سنائی گئی تھی خود اس کو پا کر اشدا اور اسکے رسولؐ کو پہنچیں کئے کھو دینا ضرور تھا دنیا کو اپنی طرف اس قدر متوجہ پا کر ان کا دل ڈر لک کیا میں دیکھ دو رہو گیا ہوں۔ کیا واقعی اللہ نے مجھے اپنے درستے اس طرح دھنکار دیا ہے کہ اب کافروں کی لپچا فی ہوئی نظریں میرے اوپر پڑنے لگیں۔ ان کی سچھیں اور کچھ نہ آیا۔ یہ خط انہوں نے اٹھایا اور اگر میں ڈال دیا۔ اور پھر بھی ان کو سکون نہ ہوا۔ وہ انتہائی بے چینی کے عالم میں ترپتے ہوئے اٹھے اور سیدھے حضورؐ کے قدموں میں پہنچے اور پھر پھٹ پھٹ کر رونے لگے۔ وہ کہہ رہے تھے۔

"یا رسول اللہ! خدا را یہری طرف دیکھئے:-
دیکھئے کہ اب یہرای حال ہو گیا کہ کفار میکے ایمان پر لچا لی ہوئی نظریں ڈالنے لگے"

آخر کار۔ ۵ دن تک یہ جانلگا از مگرا ایمان افراد آزمائش جاری رہ کر تم سو گئی اور سہیشی کے لئے کعبہ بن مالک کے تمام خوف و مختمہ ہرگز۔ وہ اشدا کا ہو گیا جو اپنے بندے کے لئے تھا کافی ہے۔ پہتھنیں دوست اور سیدھیں بد دکار ہے۔ وہ رسولؐ ان کے ہوئے گئے جو کے قدموں کے مقبرہ میں اپنے اکابر کے لئے تھے۔ ایمان کی راہ میں آبدہ یائیں کے مالے گرد بھی ساری کائنات کی دولت سے بڑھ کر ہے وہ ہوتین ان کے ہوئے گئے کا جاہان فواز رشتہ اس وقت بھی قائم رہے گا جب ترزع کی ایک بیکی خون اور جذبات کے تمام ارشتوں کو کاٹ ڈالے گی اور جو اس وقت بھی ایک دوسرے کے دوست اور غم خوار ہوں گے جب تیارست کے ہوش بریسا میدان میں بھائی بھائی سے اور بانی بانی اپنی اولاد سے دور بھاگ رہے ہوں گے ساری دنیا کے ہاتھے دامن چھڑا کر اشدا اور رسولؐ کی طرف بھاگنے والے کو بڑ کے اشدا نے اپنی آغوشِ رحمت میں لے لیا تھا اور رسولؐ اشدا نے اپنے دھڑکتے ہوئے سیدھے سے پیٹا یا تھا۔ کیونکہ کعبہ یہ نہ کام کر سکتی تھی کہ مومن کے لئے راہ مولہ کی تکالیف میر بھی دنیا نے فانی کی راحتی سے بڑی راحت ہے۔ پھر کیا حال ہو گا ان دلکشی راحتوں

آزمائش کی سب سے زیادہ نازک لھڑکی وہ تھی جب انھیں رسولؐ خدا کا بیرونیہ ملک دہ اپنی رشیک زندگی کی رفاقت سے بھی خود کو تحریک کر دیں۔ حکم مل رہا تھا کہ اس محنت کی رفاقت کا آخری سہما راجبی توڑ دھجکی رفاقت اس سماجی یا یتیکاٹ میں تھیں قطعاً تھا ہم جو جانے سے پچاہے ہوتے ہے۔ لیکن کعبہ پڑنے چشم سے کوئی حسوس کیا کہ خدا اور اس کے رسولؐ کی رضاخاصل کرنے کے لئے وہ یہ قرباً بھی سختی خوشی دے سکتے ہیں۔ انہوں نے حسوس کیا کہ خدا نے زندہ چاوید کی رفاقت حاصل کرنے کے لئے بحیثیت فانی کی رفیقہ کو بھی وہ طلاق دے سکتے ہیں۔ مگر جب یہ معلوم ہوا کہ جوانی سے مستقل جدا فی مراد نہیں تو انہوں نے طلاق دیتے بغیر اپنی بیوی کو ان کے لیے کی طرف خصت کر دیا۔ اسید رحمت سے دبڑی اپنی انھیں آسان کی طرف اپنے خدا کو دیکھنے کی کوشش کرنی رہیں۔

قریافی کے سارے مرحلے ہو چکے تھے۔ اب تغییر کی انتہا فی پھسلوں گھٹائی کو عبور کرنا باقی تھا۔ ایک گھنٹی جہاں دین کے پروانے کو اپنی طرف کھیجنے لیئے کے لئے دنیا پر شوق باز دھیلا کر سامنے آتی ہے۔ اس طرح تسلیکی کا وہ نازک ترین مقام آ جاتا ہے جب پیاس سے ترپتے ہوئے آدمی کے سامنے سردوشیں مشروب کا جام رکھ دیا جاتا ہے۔

اور آزمائش کے افسانے کا یہ اس وقت گھلا جب آزمائش کے نقطہ عروج پر انھیں کافر بادشاہ شاہ غسان کا ایک تغییری خط ملا۔ شاہی لطف و کرم کے بازو دھیلائے کفتر شاہ غسان اسی شکل میں خدا کے بھکاری کی طرف پڑھ رہا تھا۔ ایمان کی راہ میں آبدہ یائیں کے مالے ہوئے سے کہا جا رہا تھا کہ آٹا تاج و تخت کی چھاؤں میں آکر چین سے سو جاؤ۔ خطا میں یہ سیفیام درج تھا کہ:

"ہمیں معلوم ہوا ہے تھا را آتا تھیں بہت ستارہ ہے۔ آؤ اور میں اکمل جاؤ۔ ہم تمہاری بھلکلیت پر انعام و اکرام کی بارش

قاموس القرآن الفاظ قرآن کی الاجواب لغت۔ قرآن عورت کیا پھر سکتی ہے؟ اسرا:- خلیجہ نویڈہ عورت کیا پھر سکتی ہے؟ عثمانی۔ دورہ مبارک

کی بعض خواتین کا ذکر تھیں۔ دلگار، ازا اور اخراج فریں اسلوب میں ادب و انشاء کی رعنایوں سے لبریز۔ حملہ طیہ روپیہ مفت ا القرآن اور آنے والے الفاظ کی تشریح و توضیح پر امام طبری طبی تفاسیر کے لئے بنیاد کا درجہ رکھتی ہے اور در ترجیح کے ساتھ۔ قیمت — چالیس روپے۔

مولانا مودودی اور تصوف «تصوف» کے دشمن ہیں۔

— اس الزام کی پوست کندہ حقیقت خود مولانا کی (پتی) تحریر و مقالے کے آئینے میں ملاحظہ فرمائیے۔ یہ کتاب آپ کو بتائے گی کہ مولانا کس تصوف کے دشمن اور کس تصوف کے حامی ہیں۔ قیمت — مجلد دو روپے۔

سچا وعدہ خدا کا وعدہ ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے دین کی مدد کریں گے اللہ بھی ان کی مدد فرمائے گا۔ اس وعدے کو خدا نے کس طرح پورا کیا۔ اسی حقیقت سے یہ دلچسپ کتاب واقعات کی روشنی میں روشناس کرتا ہے ایک اچھوٹی کتاب۔ درس آموز اور ایکسان افروز۔ سارے ہیں روپے۔

مجموعہ دلائل الخیرات حاشیہ پر تفصیل و تشریح مع حزب البjur و قصیدہ برداہ ترجمہ متن کیسا تھا ترجیح۔ شاہ ولی اللہ کے طریقہ کی علیم اور دیگر محققین میں مشتملات۔ تین روپے۔

قرآن اور حدیث تہرا قرآن کیوں ہر ایت کیلئے کافی نہیں؟ مولانا مودودی کے قلم سے قیمت — ڈیڑھ روپیہ

حضرات امام ابوحنیفہ کی سیاستی زندگی احوالات اسناد حضرات ہر ایقطر سے قابل قدر ہے۔ کثیر معلومات کا خراش قیمت — بارہ روپے۔

كتاب الصلاوة نماز کے مسائل پر ویسے توبہت سی یہ کتاب اپنی نظریہ پر۔ قیمت — ڈھانی روپے۔

اسلام کا نظام امن احمداء امن و صلح اور اصول قانون دلائل و نظم اتر کی روشنی میں۔ آٹھ روپے (محلہ نو روپے) **انتخاب مکتبہ مولانا** حضرت محمد الدافت ثانی کے مکتبات عظیم تاریخی شهرت رکھتے ہیں۔ اسرار و معارف اور علم قرآن و سنت سے لبریز۔ ان مکتبات کا بہت خاص انتخاب ہر یہ ناظرین ہے۔ قیمت — پانچ روپے۔

دنیساوا خرت مولا نا اشرف علیؑ کے چند اثر انگیز مکمل و مجلد کی قیمت دش روپے۔

رحمون میں ہر شعبے سے متعلق حدیث سے منقول عاوی کا مشہور جمیوعہ عربی میمع اردو۔ قیمت — دش روپے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں نماز کے معراج المؤمنین معارف اور روحانی بحاثات کا مفصل جمیعہ — قیمت دو روپے۔

بیان اللسان بہترین عربی اردو دشمنی یہ اروں الفاظ محاورے۔ ضرب الامثال۔ مجلد دش روپے۔ علم جاریہ کا قیمت جذبات حیدر الدین خاں چاہب کی تازہ ترکیۃ الاراء کتاب ٹھوس نکر لکھنؤ اور بھی روپیہ۔ اس خاص پڑنمیں یہ آج تک کوئی کتاب اس سعیا اور انداز کی نہیں لکھی گئی۔ پانچ روپے

مکتبہ بھلی۔ (لیوبنڈا (بیوپی))

الصلال ثواب ایک روپیہ۔

خصوصیات نبوی ۵، پیسے

”مجمع البحوث الاسلامیہ“ کی دوسری کانفرنس منعقدہ ہی ۱۹۶۵ء

چند اہم ترین فتوے

جدھر و بھجو بھی آوازہ۔ جدھر و بھجو بھی دھوم۔ اسی دھوم دھام میں پہک زوجھی کا سفری نظری بھی قفقے و قفقے سے اپنا طبوہ بجا تارہتا ہے۔ حد ہے کہ ہمارے اپنے ملک کے بعض غیر مسلم تک انہوں اور عقل کے ہر تقاضے سے بے نیاز ہو کر یہ کہنے سے نہیں چونکہ کہ ہم چار شادیوں کی اجازت نہیں دیتے۔ ایک اور خباثت ہمارے یہاں گاہے گا ہے سراٹھاتی ہے۔ یہ کہ دین سے بے بہرہ، مغرب سے مر جوہر عقل سیم سے خارغ اور بادۂ جاہ کے نئے سے سرشار پچھا نام کے سلسلہ حکومت کو شدید تباہی میں کام پرکشیں میں اصلاح کی جائے۔ اصلاح سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ ایک سے ترکشادیوں پر پابندی لگائی جائے۔ پوتے کو وارث قرار دیا جائے، تکاہ و طلاق پر عدالتی حکڑے بندیوں کا دیو سلطک کیا جائے، پھر اس چیز کو بدل دیا جائے جو تہذیب نوی کے نام نہاد روشن افکار سے نکراتی ہے۔

ایسے تمام داخلی اور بیرونی فتنوں کو خطا تی کا آئینہ دھکلانے کے سے ہم وہ چند تتفقہ فیصلے نقل کرتے ہیں جو مجمع ایجھوٹ الاسلامیہ کی کانفرنس منعقدہ ہی ۱۹۶۴ء میں چالیس ملکوں کے سو سے تریادہ علماء و فقہاء نے تفصیلی بحث و تدقیع اور تقدیر و نظر کے بعد تتفقہ علیہ قراردادوں کی شکل میں پیش کیئے۔ (تجھی)

نمبر ۳) زکوٰۃ اور نفلی صدقات

(۱) مصالح حکومت کے تحت جو میکس عالم کے جاتے ہیں ان کو ادا کریجئے سے فرض زکوٰۃ نہیں ادا ہو سکتی

چند اہم ترین فتوے

کسی ایک ملک میں نہیں دنیا کے تقسیماً سارے ہی ممالک میں خدا کا دین آج اپنے بھی مانند والوں کے ہاتھوں جس تحریف و تغیر کا تختہ رستق بننا ہوا ہے اس کا تصور آتی ہے دل خون کے انسوروں تاہم روح کا نسب چاہتی ہے۔ دماغ تھر اٹھتا ہے۔ مصر تو ہبہت آنگے گیا۔ عین اس پاکستان میں بھی جو اسلام ہی کے نام پر عرض وجود میں آیا تھا تجدید و اصلاح کے نام پر اسلام کی تحریف و تفسیح کا مرض صوبہ بن طریق پر چاری ہے اور اگر چہ دہاکے موجودہ سربراہ جناب صدر الیوب خان تجدید اور خرب پرستی کے باب میں بہت زیادہ جرمی نہیں معلوم ہوتے لیکن ان کی سرپرستی اور پشت پناہی میں ”اسلامی حقیقی“ کے حوالے اور کوئی نسلیں پاکستان میں بھی ہیں ان میں غلبہ اور حاکیست ایسے ہی افراد کو حاصل ہے جن سے اسلام کے حق میں خیر کی قوعہ ہبہت کم اور شر کی اسید ہبہت زیادہ کی جا سکتی ہے خاصکہ ادارہ تحقیقات اسلامی کے صدر جناب ڈاکٹر حفص الرحمن سے تو اس کے سوا کوئی توقع ہی نہیں کی جا سکتی کہ رواحی اسلام کو ایک ماڈرن اسلام میں تبدیل کرنے کی کوئی کوشش وہ اٹھا نہیں رکھیں گے۔ ابھی اعضا کی طرف سے یہ شوشه اٹھا تھا کہ زکوٰۃ کی رواحی شرح کم ہے۔ اسے ٹھاکریا جائے اور پرشوشر بھی غائب انبی کا اٹھایا ہوا تھا کہ کارخانوں کی مشینی پر بھی زکوٰۃ فی جاتے۔ بہر حال ذاتیات سے بھٹک نہیں۔ شیطان کا مشن تو چار دنگ عالم میں شباب پر ہے۔ خصوصاً ”خاندانی منصوبہ بندی“ کی ابلیسی تحریک تو آج دنیا کی ناک کا بال بھی ہوتی ہے

عائليٰ زندگی (۱) تعداد دارواج

یہ مومن متفقہ طور پر تجویر کرتی ہے کہ تعداد دارواج "قرآن کریم کی صصیر ک نص (آیت) سے اس شرط (عدل و مساوات) کے ساتھ جو قرآن میں وارد ہے، نقطاً سماج (اور جانش) ہے اور اس حق (دوسری بیوی سے نکاح) کا استعمال کرنے کا لی طور پر شوہر کے (معاشری حالات سے تعلق رکھتا ہے عدالت کی اجازت کا اس میں کوئی دخل نہیں۔

۲) طلاق

یہ تو فریضہ کرتی ہے کہ حد و نشر عبید کے تحت دی ہوئی طلاق نقطاً ایسا زاد و نافر ہے اور یہ کہ شوہر کے طلاق دستے ہی طلاق نافر ہو جائے گی کسی حاکم (یا عدالت) کی اجازت پر نقطاً آمروف نہیں ہوگی۔

۳) تحدیث نسل (عائليٰ منصوبہ بیندی)

یہ تو فریضہ کرتی ہے کہ:

(۱) اسلام نے نسل بڑھانے اور اولاد زیادہ پیدا کرنے کی ترغیب دی ہے اس لئے پنکھی نسل (افرادی قوت) امرت اسلامیہ کی اجتماعی اقتصادی اور جمیں (فرجی) تقویت کا موجب ہے اور اس کی (فرجی) شوکت و طاقت کے اضافہ کا باعث ہے۔

(۲) اگر شخصی ضرورت (صحوت وغیرہ) اور لا اضافہ کو روکنے کی مرتضاعضی اور موجب ہو تو شوہر صرف ضرورت کی حد تک وقتوں طور پر اختیا طی نہابیہ اختیار کر سکتا ہے مگر اس وقتی ضرورت اور اس کے پورا کرنے کا معاصر صرف شوہر سے فیما سنبھ و میں اللہ تعالیٰ ہے تو حکومت اس سلسلہ میں کوئی اقدام نہیں کر سکتی۔

(۳) کسی بھی صورت میں اوسری بھی وجہ کی بناری سے تو ایسیں بنائے اور نافر کئے جاسکتے جو لوگوں کا نازلش نسل و کئے چرخوں پر

(۲) ملک میں راجح سکے ہٹلیاں، فوٹ اور سامان تجارت کی سونے سے قیمت تعین کر کے نصاب زکوٰۃ کی تعین و تشخیص کی جاتے گی۔ چنانچہ ان میں سے جس چیز کی قیمت بیس منتقل (دلت) ہے تو اس سونے کی مبالغہ اسی زکوٰۃ واجب ہو جاتے گی۔ اس لئے کہ سونے کی مدت اپنی سے ہر چیز کی خواہرات کی بھی، غیرت الگانی جانی ہے بیس منتقل (دلت)، تو وہ سونے کی قیمت ملک میں اس سکے میں حملہ کرنے کے نامہن کی طرف جو عن کیا جائے گا۔

(۳) وہ نو پیدا موال حن پر وحوب زکوٰۃ سے تعلق نہ کوئی دلایا و سندت کی، نص شرعی موجود ہے نہ ہی صحابہ والمس تجہیز کا کوئی اجتہادی حکم ہے ان کی زکوٰۃ حسب ذیل ہے:

(الف) تجارتی مقاصد کے تحت یا کوئی پر چلانے کی غرض سے تعمیر کردہ عمارتوں، کارخانوں، بھری جہازوں وغیرہ پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی بلکہ ان سے حاصل شدہ خالص آمدنیوں پر بقدر نصاب ہو جانے اور حوالان ہوں (مالی سال پورا) ہو جانے کے بعد زکوٰۃ واجب ہوگی۔

(ب) اگر نہ کوئہ بالا اشاریا کی خالص آمدنی مقدار نصاب کو نہ پہنچا اور اس شخص کی ملکیت میں دوسرے اموال حن پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے موجود ہوں تو یہ آمدنی ان اموال کے ساتھ شامل کر کے کل مال پر زکوٰۃ واجب ہوگی لبڑی مالی ملکیت کیل مال بقدر نصاب زکوٰۃ ہو اور مالی ملکیت پورا ہو گیا ہو۔

(ج) مالی سال کے آخر میں اس مال پر واجب زکوٰۃ کی مقدار، مال کا ساری محض (چالیسوائی حصہ) پانچ حصہ ہوگی۔

(د) ایسی تجارتی کمپنیاں جن میں حصہ وار کشیر تعدادیں ہوں ان میں نہ کوئہ بالا حکام زکوٰۃ کو جاری کرنے کے لئے کمپنی کے کل مبالغہ کی خیص کا انتظام رکھیں کیا جائے گا بلکہ حصہ دار کے علیحدہ علیحدہ مبالغہ کا اعتبار کیا جائے گا اور حصہ دار پر علیحدہ علیحدہ زکوٰۃ واجب ہوگی اور ادا کی جب اسے لیں۔

مسجد سے ممتاز تک

کیا نہ بیچو گے جو مل جائیں صنم پتھر کے!

۲۴

دیا۔ ”ایک دیہاتی پریشان ہو کر بولا تھا۔
”کیوں؟“

”اس کا سلام لیگی تھا۔ جب آئے فتوے سے وہ
کافر ہوا تو بخشونے اپنی جور و سے کہا کہ تیرا بھائی کا فرقہ تو
تو بھی کافر۔ یا تو اپنے بھائی کو مسلم لیا گئے نکال ورنہ میں
تھے گھر سے نکالے دیتا ہوں۔ جور و نے اپنے بھائی کو
سمجھایا۔ بھائی نے ہبھتی کو بھی گالی دی اور فتوے کو بھی۔
بس پھر بخشونے تین طلاق دے کر جور و کو نکال دیا۔“

مولانا نے ذمہ داری انداز میں ہٹکارہ بھرا تھا۔
”یہ تو بخشونے بڑی حادثت کی۔ خیر تم اس کا بھی
علاج کر دیں گے۔“

دیہاتی چونک گئے تھے۔
”حضرت جی۔ کیا تین طلاق کے بعد بھی علاج
ہو سکتا ہے؟“

”اُرے بھتی علاج دنیا میں ہر رض کا ہے۔ ابھی
لو۔ ہم یونہی تھوڑی اتنے بڑے مولانا بن گئے ہیں۔“
یہ کہہ کر مولانا نے الماری سے عربی کی ایک موٹ
سی کتاب اٹھائی تھی اور کئی منت تک اسکی ورنگردنی بھی

رخصت ہو کر میں اُس کام کے چکر میں پھنسا جس کے
لئے بھیس بدلاتھا۔ اس کام کی نوعیت پھر بھی بتاؤں گا۔
نی الحال تو اتنا ہی سمجھ لیجئے کہ اگلے دن شام کو میں اسی عام
شكل و صورت میں اپنے دیرینہ کرم فرماؤ لانا مقرر بل دین
کے گھر پہنچا۔ یہ بڑے پیرا نے جمعتی ہیں۔ جب پاکستان
نہیں ساختا تو یہی تھے جھوکوں نے قتوی نکالا تھا کہ ہر
مسلم لیا گئی کافر ہے۔ اس فتوے کے اثر سے تقریباً دو سو
دیہاتی مسلم لیکے ڈوٹ کر جمعتی علماء میں آئے تھے۔
مگر جب انہیں پتا چلا کہ خود مولانا کی اپنی مسلم لیکی ہیں اور
مسلم لیا گئی طرفداری میں مضافیں بھی لکھتی ہیں تو انہوں
نے مولانا سے مطالبہ کیا تھا کہ اس کا فرقی کو گھر سے نکالو۔
مولانا پہلے تو درا ہبھرا گئے تھے مگر بھر بڑے پیار سے
فرمایا تھا کہ بھائیو تم بھی کتنے معصوم ہو۔ اسے وہ قتوی
تو سیاسی سطح کا تھا اسے بھلا ہبھر بیو معمالات سے کیا
سر و کار۔

دیہاتیوں نے پہلے مولانا کو اور بھر آپس میں ایکدوسرے
کو حیرت اور حضرت بھری نظروں سے دیکھا تھا۔
”مگر حضرت جی۔ بخشونے تو اپنی جور و کو نکال بھی

میں سے دو گھنیں ایک بھی۔ ”
دیہاتیوں نے آنکھیں پھر پھر انی تھیں۔ اللہ دیا
جو شہ میں کھڑا ہو گیا تھا۔

”حضرت جی تم پھر دُڑھ سو کیوں نہ داخل کر دیں
تیسرا بھی دفع دفان ہو جائے گی۔ ”
مولانا نے لمبا ساش لیکر کتاب پھینپھائی تھی اور
بھرے ہمدردانہ بھی میں بولے تھے۔

”یہ تو دشواری ہے میاں اللہ دیئے۔ آخری
طلاق جو بھی اس کافارہ دُلگنا لکھا ہے سور و پے۔
کھایت کی صورت بس یہ ہے کہ اپنے بھائی کا پھر سے
نكاح پڑھوادو۔ ایک طلاق نکاح سے دصل جائے گی۔ ”
”وہ تھیک ہے حضرت جی مگر نہ مرے سے نکاح
کرنے میں تو کچی صورت ہو جائیں گے۔ آپ تو
یعنیوں ہی کافارہ داخل کر لیجئے۔ ”

یہ کہہ کر اللہ دیئے نے ساتھیوں مانگ تالگ
کر دو سور و پے اکٹھ کر لئے تھے اور مولانا کے حوالے
کرنے چاہئے تھے۔ مولانا نے ہاتھ پھینپھر فرمایا تھا کہ ہرگز
نہیں، میں کفارے کے لیے کوئا تھا بھی لگانا پڑنے نہیں کرتا
وہاں سامنے کاں پیر رکھدو۔ اللہ تعالیٰ اپنے آپ اسے
جمعیت کے قحط میں پختخانے کا بند ولست کر دے گا۔

دیہاتیوں کی آنکھیں فرط عقیدت سے پھیل ہی تھیں
پھر وہ خوش خوش دیہات روانہ ہو گئے تھے۔ بخششے
جب یہ سنائی فتوے کی رو سے اس کی جورو کا فرنہیں ہوئی
اور یعنیوں طلاقیں بھی دفع دفان ہو گئیں تو وہ دوڑا
پس سرال پہنچا اور جورو کے سلسلہ کی بھائی سے کہا کہ میری
بیوی میرے خواست کر دے۔ بھائی نے جواب دیا کہ تین
طلاقوں کے بعد کیسے حوالے کی جاسکتی ہے۔ بخششے خرا یا کہ
ہم۔ نے کفارہ ادا کر دیا ہے۔ بھائی لٹھ اٹھالا یا تھا کہ
کفارے کی ایسی تھی۔ پھر وہ سکے حافظ مسیتا نے بخششے
کو چھڑا کر ڈرنا مرت۔ بخششے سائے کے سر مر لاهی
چڑا دی۔ ساتھ فر گرتے گرتے اٹھ ٹھکایا تو بہنوں کی بیٹی
پچاس روپے ہوتا ہے۔ سو میں دو کافارہ ہو گیا۔ تین

کر کے بولے تھے۔ ”
”دو صورتیں مشرعاً حکم ہیں۔ یا تو حلال کراؤ۔ یا
کفارہ دو۔ ”

خششو تو اس مجلس میں موجود نہیں تھا مگر اس کا بھائی
اللہ دیا میو جو دھما۔ وہ سکے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔
”حلالہ تو حضرت جی۔ ” شاید اسے سمجھتے ہیں۔
— وہ جو کھیں اور بیاہ کر دیا جائے۔ ”

”ہاں بھی۔ کیا مشکل ہے۔ فقط ایک دن سیلہ
کھی اور سے بیاہ دو اگلے دن طلاق لے کر پھر اپنے بھائی
سے نکاح پڑھوادینا۔ ”
اللہ دیا ایک پچھو سوچتا رہا تھا۔ پھر
درستہ درستہ بولا تھا۔

”کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ صبح کو بیاہ کر دیا جائے
پھر تہم کو طلاق لے لی جائے۔ اگلے دن کی کیا شرط
ہے۔ ” اس کا ہمچنان تھا۔

”نہیں یوں نہیں چلے گا۔ ” مولانا نے جھڑ کا
تھا۔ ”مشکل اگلے ہی دن کا ہے۔ ”

”و حضرت جی۔ ایسا نہیں کون مل گا جیا۔
بھی کرے پھر طلاق بھی دیجے۔ ” ایک دیہاتی بولا تھا
”ارے بھی اس کا بھی انتظام تم کر دیں گے۔ ”
”نہیں پوں نہیں“ اللہ دیئے نے بڑے جوش
سے کہا تھا۔ ”حضرت جی کفارے کی کیا بات تھی؟ ”
مولانا نے پھر کتاب کے چند ورق اٹلے تھے۔ ایک صفحہ
پھر دیر پڑھتے رہے تھے پھر بولے تھے۔

”کفارہ یہ ہے کہ سور و پے جمعیت علماء کے قسط
میں سمع کر کے تحریر داخل کی جائے کہ طلاق بخششے فقط
ایک ہی دی ہے۔ ”

”مگر حضرت جی اس نے تو تین دی ہیں۔ ” کئی
دیہاتیوں نے کہا تھا۔

”بھی تو سور و پے بنے۔ ایک طلاق کافارہ
پچاس روپے ہوتا ہے۔ سو میں دو کافارہ ہو گیا۔ تین

”ارادہ تو ہے۔ آپ دعا کرتے رہا کیجئے۔“
”میں لاہصال دعاؤں کا فائی نہیں۔ تم پاس نہیں
پہنچتیں۔“

”دیکھا امی“ صفیہ ترجمی ”الہو نے پھر لڑائی نکالی۔
آپ پھر مجھی کو کہیں گی کہ جیسا سے لاطقی ہے۔“

مضراب صاحب اور بھائی صاحبہ دلوں میں۔
”اری یعنی تو چاٹے بناء۔ یہ شریر تو جان پوچھ کر
تجھے غصہ دلاتا ہے۔“

”میں ہرگز نہیں بناؤں گی۔“

”بالکل مت بناؤ۔“ میں نے کہا ”تمہاری بنائی
ہوئی چاٹے مجھے پسند بھی نہیں ہے۔“

”تب تو میں ضرور بناؤں گی۔ ایسا بر اچھا خدا
کسی کو نہ دے۔“

صفیہ نے صرف چاٹے بنائی بلکہ نزد و کے ہاتھ
گھرم سمو سے اور کیک میں بھی بازار سے منگوایتے۔ نزد و اس
گھر کا پرانا ملازم تھا۔

چاٹے نوشی کے دوران صفیہ نے کہا۔

”دیکھ لیجئے امی۔ چھامیاں سو فی صدی جھوٹے ہیں
چھلکی دفعہ کہا تھا کہ اب کی تجھی کو بھی ساختہ لاؤں گا۔“

”اس معاملے میں تم بھی صفیہ کی تائید کریں گے۔“
مضراب صاحب میری طرف دیکھ کر سکرائے۔

”یہ جھوٹ بولتی ہے مضراب بھائی۔ میری تجھی
بھلا کوئی کہاں دھرمی ہے۔“

”دیکھا۔ دیکھا آپنے اتھی۔“ صفیہ نے احتجاج کیا
— ”خود تو دسرود کا دماغ چلتے ہیں اور الزام مجھ پر لگاتے
ہیں کہ میں ان کا دماغ چاتی ہوں۔“

”یہ تیری بات سمجھا نہیں شاید۔“ بھائی نے مصوبت
سے کہا۔ پھر مجھ سے بولیں ”بیٹے یہ تو تیری دھن کو کہہ
رہی ہے۔ تو تجھا ہے اس کا تو تیری دھن چی ہوتی ہے۔“

”استغفار اشتر۔“ میں سمجھا میری کسی پیچ کا ذکر
کمر رہی ہیں۔“

ٹوٹ گئی۔ حافظہ میتا چھے کر لینا دوڑنا۔ کاظمی مسلمانی تے
ہمیں مار لیا۔ بس پھر کیا تھا وہ فوجداری ہوئی۔ کہ خدا
کی پشاہ۔

تو یہ تھا اپنے ہولانا مضراب الدین۔ مجھے دیکھ کر
کھل اٹھ۔

”اے بدخت تم اتنے دنوں سے کہاں ہو سے مہینیں
میں صورت نظر مٹی ہے۔“

”پھر نہ پوچھئے مضراب بھائی۔ اجیر شریعت چلا
گی تھا۔“

”بس ہانگو گے اب ایران طور ان کی۔ بیٹھو بیٹھو۔“

”آپ کہتے سیاست کی رُخ پر علی رہی ہے؟“
”میاں کیا سیاست۔ گرانی نے تباہ کر دیا۔“

”الثراکر۔“ آپ کو بھی گرانی نے تباہ کر دیا تو
پھر بچے کا کون۔“

”بس بکواس مت کرو۔ اچھو قوت پر آگئے
ہو۔ میں تو سوچ ہی رہا تھا کہ تمہیں خط الکھ کر بلوں۔“

”خدا خواستہ!۔ خیرت تو ہے؟“
”خیرت کہاں ہے۔“ مگر چلو پہلے اندر چل۔ صفیہ
تو تمہیں سہت ہی یاد کرتی ہے۔“

یہ گفتگو بیٹھک میں ہو رہی تھی۔ اب تم اندر رکھئے۔
بھائی صاحبی تھی مضراب صاحب کی اہلیہ خیرت نے تو حسب
معمول میرے سر پر ہاتھ روک کر دعا تیں دیں۔ صفیہ نے خود
اپنا سر عاجز بے درست شفقت کے لئے آگے بڑھا دیا۔

”چھامیاں۔“ آپ تو عید کا چاند ہو گئے۔
”کیوں جھوٹ بولتی ہو۔“ ابھی تین ہی ہیئتے تو ہوئے

جب حاضری دیکر تم سے دماغ چڑوایا تھا۔“

”تو میں ہمیں کیا کم ہوتے ہیں۔“ دیوبند دور، ہی
کہتا ہے۔“

”چاروں جلدی جلدی آیا کروں گا۔“ ہر اس ل

میٹرک میں بیٹھ رہی ہو؟“

”بھتی ہم نے تو میرت سے فلم دیکھا ہی نہیں۔ آج ہم تینوں کا خیال ہے کہ جل کر دیکھیں۔“

”بھائی۔۔۔ آپ کا بھی؟!“ میں نے بھائی صاحب کی طرف آنکھیں پھاڑ کر دیکھا۔

”کیا بتاؤں بیٹھے۔۔۔ یہاں ہی نہیں رہے ہیں۔“

”ارے تو اسیں منھ سبورنے کی کیا بات ہے؟“

”مضراب صاحب حب ہٹھنگا لئے“ دوسرے تین بھلے۔۔۔ تم ذرا پہچانش کے معاہلے میں نظر ہو۔“

”تین سے چار بھلے۔۔۔ کیوں چھامیا میاں۔“ صفیہ نے مسلک اکٹھیری طرف دیکھا۔

”ہاں ہاں کیوں نہیں۔۔۔ مضراب صاحب بنتے تائید کی۔۔۔ یہ تو خیر چلیں ہی گے۔“

”نہیں جزا۔۔۔ میں بولا“ جھٹھیک سات بجھ مولوی بدر الدین سے ملنے جانا ہے۔“

”جنم میں گئے مولوی بدر الدین“ مضراب صاحب لہرائے ”ہم سب ابھی ساڑھے چھو dalle میں جل رہے ہیں۔“

”یہ تو بہت مشکل ہے مضراب بھائی۔۔۔ جھے آٹھ بجے صوفی مبلغ العالی سے بھی طاقت کرنی ہے۔“

”اب چھامیاں پورستی کیجیے“ صفیہ نہماں۔

”لامبیٹے۔۔۔“ بھائی نے بڑی شفقت سے کہا۔ ”تھیں تو پتا ہی ہے پرو جیکٹ والوں کا قرضہ دا کرنا ہے۔ آمدی اب پہلی جیسی کیاں رہیں۔“

اسی وقت نذر نے اطلاع دی کہ باہر خواجہ تکنیں صاحب مولانا کو بلا رہے ہیں۔ مولانا باہر رکھتے۔۔۔ پھر چندر مرت بعد لوٹے تو خاصے پریشان تھے۔

”اجی غصب ہو گیا“ انھوں نے بھائی سے کہا۔ ”خواجہ تکنیں آدھے ہیں۔ جھے یاد نہیں رہا ملک میں نہیں ایکھیں یہ وقت مزانتصرف دا لے جھکڑے پر گفتگو کرنے کے لئے دیا تھا۔“

”خدا آپ کو سمجھے“ بھائی بگڑیں ”اب اگر وہ

”ایسے ہی تو آپ سمجھنے والے ہیں“ صفیہ نے لفڑیاً منھ چڑھانے کے اندازیں کہا۔ ”جھوٹ کا عذر کوئی نہیں اس لئے بھوٹ بن رہے ہیں۔“

”مگر تم چوچلو میرے ساتھ۔۔۔ تھماری چھپی آئے دن تھیں یاد کرتی ہے۔“

”سفید جھوٹ۔۔۔ وہ یاد کرتیں تو آہی نہ جاتیں۔“ کافی دیر اسی طرح کی باتیں چلتی رہیں۔ پھر جو گئے کے برتن بیچ سے ہٹر گئے تو مضراب صاحب نے موضوع بدلتے پڑھتے مجھ سے سوال کیا۔

”تم نے میزروالوں کا اشتہار دیکھا؟“ ”جی ہاں دیکھا۔“

”پھر کیا خیال ہے؟“ ”بہت اچھائیاں ہے۔۔۔ آپ فرمائیے کیا کیا چاہئے“ ”بھتی کرنا کیا چاہئے۔۔۔ تم دیکھ رہی رہے ہو گرا تی کہاں کہاں جارہی ہے۔۔۔ اگر میں ہزار کے انعام میں پناہ بھی کچھ کھوئے لے جائے تو کمی مستحصل ہو جاتیں۔“

”یہ تو ٹھیک ہے کہ فلم اسٹاروں کی آنکھیں تو میرے فرشتے بھی نہیں پہچان سکتے۔۔۔ آپ نے کوئی پہچانی؟“ ”ابھی تو نہیں پہچان سکا۔۔۔ مگر موقع ہے۔۔۔ یہ صفائی تو کچھ کچھ پہچان رہی ہے۔۔۔ یہ کہہ کر انھوں نے صفائی کی طرف دیکھا۔ ”جاوہڑا شمع اٹھ لاؤ۔۔۔ دیکھیں تھمارے چھامیاں کی کیا راستے بنتی ہے۔“

”صفیہ نہ صرف شمع لائی بلکہ دو تین اور فلٹی پرچے اٹھانی۔۔۔ مضراب صاحب نے کانس پر سے راکٹو بر کا اجتیحہ اٹھا۔۔۔ پھر سارے بیٹھی کے باختہ سے لیکر ورق اٹھ۔۔۔“

”یہ دیکھو“ انھوں نے شمع کا صفحہ ہکھوا جس پر سارہ بازو کی قصبویر تھی۔۔۔ پھر اجتیحہ کا اشتہار دالا صفحہ میزہر پھیلایا اور نصبویر نہ سرپر اٹکلی رکھ کر کہنے لگے۔۔۔ ”یہ صفائی کے خیال میں ساتھ رہا۔۔۔ کی آنکھیں ہیں۔“ ”اوہ آپ کے خیال میں؟“ میں نے پوچھا۔

”dal فی عین ہو جاؤ۔ تملکین کے بچتے۔“
”نہ میاں تم بیٹھو۔ کپڑا ہو جائے گا اگر یہ
مودودیہ نارا خ ہو گیا۔“
”لیجھے بیٹھے گیا۔“

”بیٹھے کہاں گئے چلو نماز کو چلو۔ مگر کچھ اسیت
کرتا۔ میں خود کوئی نہ کوئی راہ نکال لون گا۔“
خواجہ تملکین بڑے مر جامِ رخ آدمی نسلے۔ گھنی
دادر ہی۔ روشن چہرہ۔ لما قاد آنکھوں میں صد ابھار تسمی
ان سے میرا تعارف مولنا نے کرایا۔

”یہ ہر سے عزیز دوست طالبِ العرب مکی۔“
”اوہ“ انکھوں نے چونک کر لیجھے گھورا۔ پھر صلح
کرتے ہوئے اتنی زور سے انگلیاں بھیجن کر تقریباً
سال بھر کے گناہ یاد آگئے۔ ”بے حد خوشی ہوئی اب
سمل کر۔ لیجھے تملکین احمد کہتے ہیں۔“
”جمیٹ نہ پر لئے“ میرے منہ سے نکلا ”ضراب
بھائی نے بتایا تھا کہ آپ خواجہ تملکین ہیں!“
”جی یاں لوگ ایسا ہی کہتے ہیں“ وہ ہنسکر پوئے
”مگر خواجکی کس چھڑیا کانا کہے یہ میرے فرشتے بھی
نہیں جانتے۔“

”عزیزم تہذیب بھی کچھ سیکھو۔“ مولنا نے مجھے
فرہادش کی ”خواجہ صاحب بڑے باعذت لوگوں میں“
”کیا فرار ہے ہیں مولانا۔“ خواجہ تملکین جلدی
سے بولے۔ ”طالبِ العرب کو میں برسوں سے جانتا
ہوں۔ آج ملاقات کا شرف بھی حاصل ہو گیا۔
انھیں اپنی زبان بولنے دیجئے۔“

اتھے میں مسجد آگئی۔
مغرب پڑھ کر مسجد سے نسلے تم ضراب بھائی
نے خواجہ صاحب سے بڑے مسکین لیجھے میں کہا۔ ”جیا
تو آتا ہے کہتے ہوئے۔ مگر آج ایک بہت ہی ضروری
کام دفتر سامنے آگیا ہے۔ گفتگو اگر کمل ہو جائے تو
کیا حرج ہے۔“

قصہ ھھڑا تو دو گھنٹے سے کم کیا لگیں گے۔ خدار اکہد بیجھے
کر کل آئیں۔“

”کون ہیں خواجہ تمسکیں؟“ میں نے پوچھا۔
”ارے پکا مودودیہ ہے۔“ ضراب بھائی
بھلائے۔

”پھر تو اسے بھی فلم میں لے چلتے۔ چار سے پانچ
بھلے۔“

”نالائق آدمی۔ اگر اس نے شش بھلی لیا کہ ہم لوگ
فلم میں جا رہے ہیں تو لا حول کی گردان شروع کر دے گا۔“
”مودودیت تو لا علاج مرض ہے۔“ میں نے
بابو سانہ سر ملایا۔ ”ویسے سی اور خاندان سے ہوتا
تو اشتار اللہ گھنٹے کر لے ہی جاتے۔“

”تمہیں ٹھٹھوں سوچ جوڑ رہی ہے۔ بتاؤ کیا کیا جائے۔“
”کوئی قیامت آگئی“ بھابی بولیں ”جا کر کہہ
دیجئے کل آئیں آج ضروری کام ہے۔“

”اسے بھاگوان کہنے کو تو کچھ بھی کہ دوں۔ مگر
گفتگو تو اپنی ہی غرض کو کرنی ہے۔ سرماں گیا تو۔“
”پیسے جلدی جلدی کر لیجھے گفتگو۔“ ابھی تو
آدھے گھنٹے کی گنجائش ہے۔

”بے سوچ سمجھے بات کرتی ہو۔ مغرب کی اذان تو
ہونے والی ہے۔ میں نے اس سے طے کیا تھا کہ مغرب
قبل آ جانا۔ ساتھ نماز کو چلیں گے۔ پھر بات چیت
کر لیں گے۔“

”ابھی جناب۔ آخری شود یکھ لیجھے گا۔“
میں نے حل نکالا۔

”ہنیں بھٹی۔ اس وقت سرداری ہو جاتی ہے۔
— میاں کوئی حل نکالو۔ بڑے تیس مار خان بنتے ہو۔“
”ہاں اللہ قسم چھایاں۔ آپ دھکایا تھی کوئی
کمال۔“ صوفیہ نے بڑی لجا جنت سے گذاش کی۔

”کیا الغوث ہے۔ چچا بدصیب تو جاتا بھی نہیں
کہ خواجہ تملکین کیا بلاء ہیں۔ لو میں سکھے دیتا ہوں جا کر تو

کلائے سنو۔ ”

اتنے میں مولانا بلوٹ آئے۔

”بھتی کیا بتاؤں۔ پر طکم بخت میں الدم گڑا گڑ

شروع ہو گئی تھی۔ چلو خیر اٹھو۔ ”

”کون سے میں چلیں گے؟ ”

”ہنسٹھر جلتے ہیں وہاں تین ہیں۔ کوئی سایہ

دیکھیں گے۔ ”

”نہیں اباجان۔ وجہے میں چلیے وہاں دلپ کمار

کا پیغام لگ رہا ہے۔ ” صفتیکے لئے میں بڑا شتائق تھا۔

”ہشت۔ دلپ کمار کا نام اشتہار کی فہرست

میں کہاں ہے۔ ”

”نہ ہو۔ جنتی مالا کا تو ہے، وہی اس کھیل میں

ہیروئن ہے۔ ”

”بھر تو ٹھیک ہے۔ ”

”لیکن مضراب بھائی۔ حیرت ہے آپ نے چالیس

ناموں کی فہرست از بر نیکسے کر لی۔ دیکھ تو لمحہ ہو ستا

ہے فہرست میں دلپ کا نام موجود ہی ہو۔ ”

”نہیں میاں۔ ہمارا حافظہ اتنا چاہنہیں ہے۔

— لو دیکھو لو۔ نکل آتے تو کوئی مارد دینا۔ ” انہوں نے الجھیتہ

اٹھا کر میری طرف ٹھڑھایا۔

بے شک اس میں دلپ کا نام نہیں تھا۔

”اب مٹھ کیا بتا رہے ہو۔ ” دھمسکر اکر پولے میاں

ہم تم جیسا پڑیا کا حافظہ نہیں لئے پھرتے۔ پھین میں قرآن

حفظ کیا تھا۔ آج تک ہر سارے میں سے کئی کئی سطرين

سن سکتے ہیں۔ ”

”اب چلیں گے بھی یا باقیں ہی ملائے جائیں گے۔ ”

بھائی نے بر قمعہ اور ٹھنڈے ہو شے کہا۔

”تائنگے پر لد کر ہم وجہے مکیز چلے۔ راہ میں ایک جو رہا ہے

پر طریفک ہو کا ہوا تھا۔ ہمارا تائنگہ بھی ہو کا۔ تائنگے سے

ٹھنگے دور کشاںیں تھیں اور پھر ایک تائنگہ تھا۔ دععتاً مجھے

رومال آدھے منٹھ پر پیٹ لینا پڑا۔ کیونکہ اس تائنگہ میں ہی

”کوئی حرج نہیں۔ آپ کل جس وقت کے لئے

حکم دیں میں حاضر ہو جاؤں۔ ”

”بس صحیح۔ نو سچے۔ ”

”بہت پہتر۔ مگر کیا ملا ہما حبکے سنا تھے کچھ دیر

بیٹھنے کا موقع نہیں دیں گے۔ ”

”یہ بھی کل صحیح نہیں ملیں گے۔ ”

”زہرے قسمت۔ اچھا تو احاظت چاہوں گا۔ ”

”وہ چلے گئے تو مضراب بھائی کی زبان سے بیساختہ

نکلا۔ ”

”اللہ تیرا شکر ہے۔ ”

”مگر جناب غرض تو خود آپ کی اٹکی ہے۔ اگر

وہ صحیح نہ آئے؟ ” میں نے لٹکا۔

”میاں ضرور آئے گا۔ یہی تو ان مودودیوں کی

سیاست ہے۔ وعدہ کریں گے تو پورا بھی ضرور کریں۔ ”

کھانا جلدی جلدی کھایا گیا۔ مگر غضب یہ تھا

کہ فاسد ہوتے ہی مولانا بلوے۔ ”

”ذرا میں بیت الخلاء ہواؤ۔ ” پریٹ میں روضہ

ساہور ہے۔ ”

”بس تو دیکھ لیا کھیں۔ ” بھائی جھلکا کر پولیں۔ وقت

بے شک کم تھا مگر مولانا بلوے کے چھپتے چلے گئے۔ ”

اب صفیفہ نے مجھے پر چھا۔ ”

”چھا میاں یہ مودودیت کیا چیز ہے؟ اباجان کو

اکثر اس پر لے دے کرتے تھا ہے۔ ”

”بہت بڑی مصیدت ہے۔ جس پر نازل ہو گئے

کھیں کا ہتھیں رہتا۔ ”

”چھر بھی آخر؟ ”

”کیا کھنکوئی چیز مولانا مودودی کی نہیں پڑھی؟ ”

”دو تکابیں پڑھی ہیں۔ مجھے تو ان میں کوئی خراب

بات نظر آئی تھیں۔ ”

”اباجان کے سامنے مرت کہدیں۔ مودودیت آدمی کو

خشن چھوارہ بنادیتی ہے۔ نہ سینا دیکھو نہ ریس کھیلو۔ نہ

”میان جلدی پکھ کرو۔ کام خراب ہوا جا رہا ہے۔
”حضور۔ سوچ تو رہ ہوں کیا کرو۔ اچھا
ٹھیریتے۔“

میں جھپٹا ہو اسامنے دکانوں کی لائیں پہنچا۔
ٹی اسٹاؤں کے کاؤنٹرزوں پر مشیج ہوتے مالکوں کے چہروں
پر نظر ڈالی کہ کون ذرا بھلا سا آدمی ہے۔ ایک سکھ صاحب
فرخنہ سیرت نظر آئے تو پائیج کانوٹ ان کی طرف بڑھتا
ہوتے لجاجت سے عرض کیا کہ جناب یا تو زاد احباب میری صحیحے
یا حب نہ ہو تو دو گلاس دیدیجئے۔

اکھوں نے سوال یہ نظروں سے گھورتے ہوئے فرمایا۔

”نیز تو ہمیان جی۔ بہت گھبراتے ہوئے ہوئے؟“
”غصہ ہو گیا ہے سردار جی۔ بچنے کلاس ہی
میں تھی کر دی ہے۔ پانی کے لئے برتن نہیں پھر دھوئیں کیسے
آپ یہ پائیج روپے ضمانت میں رکھ لیں۔ برتن ابھی واپس
لادیں گے۔“

سردار جی ہنسنے۔ پھر ایک لمبا سادھات کا گلاس
غمایت کرتے ہوئے فرمایا۔

”بادشا ہو نوٹ جیب میں رکھ لو۔ تمہارا پچھے
تو پانی بچے۔“

چھپٹ کر میں نے نل سے پانی لیا اور بیت الخلاء
تک پہنچا۔ مگر مولانا تو ناتب تھے۔ یا اللہ تھیر۔ ایک منٹ
و ماغ لڑا کر کہاں گئے ہوں گے۔ پھر بن کر اڑوں کے
قریب ہم توکر زور سے کھنکارا۔ اندر سے جوانی کھنکار آئی
میولانا ہی کی تھی۔

”حضور کیا برتن مل گیا؟“ میں نے پوچھا۔

”میان کہاں مل گیا۔ غصب مت کرد میا۔
کیا تم خالی ہاٹھ اٹھئے ہو۔“ ان کی آواز لرز رہی تھی۔
”جی ہاں کچھ نہیں ملا۔ اب تو وہ مال ہی سے
کام چلا جائے۔“

”اے سرخدا کس لئے ڈسلے ہی ڈھونڈ لاؤ۔
عاه۔۔۔ اف۔۔۔ خدیث مر ڈھور رہا ہے۔“

اپنے مویشی یہمیں، ولید الزماں اور مولانا منتظر اہناظر اسے
ان کے علاوہ میان بدل ٹور دیکھی تھے۔ بدل ٹور دیکھی سا
نام ہے مگر عجائب اسے تو دنیا میں بہت ہیں ایک پیغمبھری
بلبل غالباً خلص تھا اور خورد شاید اس لئے شامل کر لیا
گیا تھا کہ ماخی قریب میں ایک شاعر بدل کلائی بھی گزرے ہیں
بڑھاں وہ چاروں خدا جانے کیا چیز لادے لئے
جا رہے تھے۔ یہ چیز چار لمبے ٹھیکون کی شکل میں ان کے
تائنگے کے پچھلے پانڈاں پر اور پرتے رکھی تھی۔ اور پہاڑ پٹا
ہوا تھا کوئی اور ان کے تائنگے میں ہوتا تو امکان ہو سکتا تھا
کہ ٹھیک اس کے ہوں۔ مگر فی الحال تو یہی چاروں تائنگے کے
واحد مالک بننے پڑی تھے۔

پھر آخر یہ کیا بلا اٹھائے لئے جا رہے ہیں؟ میں سچ
ہو کارہا تھا کہ ٹرینیک ٹھل گیا۔ ان کا تائنگہ تیزی سے آگے
ٹھوہر گیا۔ سچ کے دونوں رکشاوائے ایک درس سے
مازی لے جانے کے چکر میں کمی مذہب ریسے اٹھے کہ اپنا تائنگہ
تھی تائیتھے چھوٹی کی رفتار سے زیادہ نرچل سکا۔ پھر جھلکا کیا
پناہت اک وہ کہاں گئے۔

وجہے ٹائیز پہنچ تو ٹھیکل شروع ہی ہونے والا تھا۔
بیان گل ہو ٹکلی تھی۔ مان بیٹی کو زنانے میں پہنچا۔ خود نیچے
فرست میں ڈھنے۔

پھر کاسٹ کے بعد فلم شروع ہو گیا مگر ابھی چند ہی
سین گذرے ہوں گے کہ دفعتاً مولانا نے دبی زبان کیا
”عزیزم کم پیٹ میں پھر گھوٹ گھوٹ ہو رہا ہے۔“
”مکربت دی تحرہ کس نیجتے۔“

”کیا ملتے ہو۔۔۔ عو۔۔۔ عو۔۔۔ میان گرد
بھی ہو رہا ہے۔“

”پھر بتائیتے میں کیا کر سکتا ہوں؟“
”چلو باہر چلو۔ ارسے اٹھو۔“

اکھوں نے میرا بارو بکٹھا۔ اب سوائے تعیل
کے کیا چارہ تھا۔ باہر آ کر سوال یہ پیدا ہوا کہ لوٹا کہاں
سے آئے۔ سینا کا بیت الخلاء تو تھا مگر برتن وہاں کہاں۔

میں گھس گئے۔ وہاں قدم تھے تو بہت سے قہمگیریں الخلا کہاں۔ پھر کیا کھلے قد تھے ہی سے وہ بہت الخلا کا کام لیں گے؟!

حاجت بُری بلا ہے۔ نظر ہی آرہا تھا کہ مضراب بھائی کی طرح موصوف کا بھی بن ضبط بوٹ چکا ہے۔ جی تو چاہا کہ آگے بڑھ کر رفع استعفاب کروں۔ مگر پھر دوچانپ گئی کہ خدا جانے کیا منتظر نظر آجاتے۔ دس منٹ بعد مضراب بھائی برآمد ہوئے۔ میں نے کلاس لینا چاہا تو پوچھے:-

اسے ابھی رہنے دو۔ پیٹ بدخت میں نہ جانے الکم کیا ہو گیا ہے۔

”غائبًا پیچھے ہے۔“

”نہیں میاں۔ اسہال کی صورت ہے۔ مرود کے ساتھ۔“

”جبوراً“ کلاس سمیت اندر جا بیٹھے ٹھیل اب کیا خاک سمجھ میں آتا۔ ایک توکانی کہیں سکھیں گئی۔ درست کم سے کم میراڑ ہن تو مولوی شیم شیم کے تعاقب میں پشاپ خانے کے قد تھے سے چک کر رہا گیا تھا۔ ظاہر ہے باقی تینوں بھی اسی ہاں میں ہوں گے۔ پتہ نہیں کلاس کون سی منتخب کی ہو گی۔

تقریباً نصف گھنٹے بعد پھر مولانا نے سرگوشی فرمائی ”ارے میاں پھر ارہا ہے۔“

”آنے دیجئے۔ ارجار تو دنیا میں لگی ہی رہتی ہے۔“

”خاشت نہیں۔ ارے چلو اٹھو۔“

”اسے صاحب۔ یہ لوگ کیا کہیں گے۔“

”کچھ بھی کہیں۔ خدا کے لئے اٹھ جاؤ۔“ وہ اور اور۔

”تو حضور اکیلے ہی جو ہو آئیں۔ میں کیا مدد دے سکوں گا۔“

مگر انہوں نے میرا بازو پکڑ لیا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ پاس کے کئی آدمی غرائیے۔ ”صاحب یہ کیا آر جار

”خیر ز خیر کھو لئے۔“ کلاس میں آیا ہوں۔“ کلاس دے کر میں دور کونے میں جا گھڑا ہوا تاکہ فراغت کے بعد کلاس سردار جی کو لوٹا آؤں۔ یہاں براۓ نام سا جالا تھا۔ کونے میں تو پس انڈھیرا ہی سمجھتے۔

ابھی چند ہی لمحے لذرے ہوں گے کہ کیا دیکھتا ہوں ایک اور صاحب بھٹ پٹ کرتے آئے اور بہت الخلا کی طرف بڑھے۔ ان کے ہاتھ میں بڑا سا سکھڑا تھا جسے مسلم دیگی لوگ آنحضرہ کہتے ہیں، چال بتا رہی تھی کہ بہت جلدی میں ہیں۔ دعاً تیرپی آنکھیں خیرت سے پھیل گئیں۔ پھلیں کیسے نہ۔ بلکہ سچ سے گزرتے ہوئے ان کا سرایا جو داضح ہو گیا تھا۔ غصب خدا کا یہ تموذجی شیم شیم تھے۔ سو فی صدی شیم شیم۔

دہ بہت الخلا دکا دروازہ بن دیکھ کر ٹھٹکے پھر اسے دھکھادیا۔ اندر سے لٹکا رک رنگ کی کھنکا ربلندہ ہوتی۔ شیم شیم ہر بڑا اکبر ایک قدم تھے۔ ان کے چہرے کا اتر جڑھا تو تم روشنی کی وجہ سے نظر نہیں آرہا تھا۔ مگر یہ ضرور نظر آیا کہ انہوں نے خلا ہونٹ دانتوں میں دبایا تھا۔

دو شانیے بعد وہ پھر آگے بڑھے اور مذبوحی قسم کی آوازیں کہنے لگے۔

”صاحب نکل رہے ہیں یا نہیں۔“ ”کون بدتریز ہے۔“ اندر سے جواب ملا۔ ”ابھی تو آئے ہیں۔“

شیم شیم نے پیر پنجا۔ ان کے حلقت سے غر غامڑ بھی نکلی تھی۔ پیچھے ہرٹ کر دہ دیوار سے جا لگے۔ پھر بتایا نہ ادھر ادھر دیکھا۔ اس پاس کوئی نہیں تھا۔ میں احتیاطاً اور بھی کونے میں شدٹ گیا تھا۔ اب کیا دیکھتا ہوں وہ بہت الخلا کے عقب والے پیشاذلنے

ان کے پیٹ میں لگا گز بھی میرے کافوں میں آئی۔ چرسے پر ہوا سیاں اڑ رہی تھیں۔ اب انھوں نے بند دروازے پر ٹھوکر کر رسید کر کے کھا۔

”خدا کے لئے نکلو۔ جلدی نکلو۔“

”نہیں نکلیں گے۔ ابھی تو آئے ہیں۔“

مولانا نے پہلے چلا پھر اپر رالا ہونٹ کھاتا۔ اس سے بھی کام نہ چلا تو اکڑ و بیٹھ کر ٹھوکوں پر دونوں ہاتھوں کا گھیرا دے لیا۔

”اجی آپ ایسا کیجئے۔ پیشاب خانہ اس وقت خالی ہے۔ کام تو ہر حال کرنا ہی ہے۔ میں ادھر کوئی نہیں کھڑا ہوا جاتا ہوں۔“

انھوں نے بے سی سے میری صورت کو نکا شہر مندی کی کی ملکی سی اہم ان کے چرے پر نظر آئی۔ پھر وہ بغیر کچھ بولے پیشاب خانے میں گھس گئے۔

میں تقریباً پانچ منٹ اسی تاریک گوشہ میں کھڑا بور ہوتا رہا۔ عھتے کے عوض اس حسن اتفاق پر پہنسی اُری ہی تھی کہ مولانا اور شیم دلوں ہی بیک وقت کیا ہوتا ہے وہ — توارد — شاعری میں تو ہوتا ہی تھا۔ آج شکنی تو اور دھمکی اللہ نے دھکا ہی دیا۔ اللہ تیری شان۔ اب بہت الخلاء کا دروازہ ھلا اور شیم بامہرنکے۔ مگر فوراً ہی پھر ملٹے اور دروازہ بند۔ اتنے میں مولانا نظر آئے۔ وہ کمر بند اڑستے ہوئے میری طرف آ رہے تھے مگر گلاس ہاتھ میں نہیں تھا۔

”کہیے۔ فراغت ہوتی ہے؟“

”بس کیا ہوئی۔ گدھ کا بچہ وہاں پہلے ہی کوئی دیا بہاگیا ہے۔“

”پھر تو اب سمندر پہنچ رہا ہوگا۔“

”لعنت ہے تم پر۔ چڑا بگھڑا۔“

”مگر گلاس کہاں ہے؟“

”غارت ہو گیا۔ یا رجلدی میں وہیں گر گیا۔ اب

اٹھا کر تم لاو۔“

لگا رکھی ہے۔ بیٹھ جائیے۔“

”معاف کیجئے کا۔“ مولانا بدبخت سے معتذر کرتے ہوئے آسے بڑھتے۔ میرا بازو داب بھی ان کے ہاتھ میں تھا۔ کُر سیوں کی لائیوں کے ورمیان ایک تو فاصلہ ہی کم ہوتا ہے۔ پھر کر سیاں تھاشتا تیوں سے ڈھن ہوں تیر میان سے گز زنا لتنا سخت مرحلہ ہے اسکا اندازہ قماں پر کر لجئے۔ شائقین کی طالبوں سے ابھتے، انکی تیلوں کو مسلتہ، چھنچا، شیں برداشت کرتے ہیم دروازے کی سمت بڑھتے گئے تو اچانک یہ مادڑ بھی پیش آیا کہ گلاس انداز ہیرے میں کسی کے بازو سے ٹکر کر زمین پر گرا اور ایسا ٹھٹھنا کا ہوا کہ آس ماس داسی چمک اٹھ۔ مولانا اسے اٹھانے کے لئے جھک تو سر تکمی کی تاک سے ٹکر گیا۔ اس نے دھکا دیا تو مولانا جھوک گئے اور میں بھی جھولا کیوں کہ انھوں نے بازو داب تک نہیں چھوڑا تھا۔

خدا اخدا اکر کے باہر نکلنے غصیب ہوا تو مولانا گلاس مجھے پکڑا کر سبیت الحلال کی طرف جھپٹے۔ میں نل کی سمت دوڑا۔ یا نی لیسکر ٹھا ہوں تو مولانا بجائے اندر کے بند دروازے ہی پر کھڑے عاو کر رہے تھے پیٹ دلوں ہاتھوں سے دبارھا تھا۔

”حد ہو گئی۔ اندر کوئی ہے۔ اف جو۔۔۔“

”ذرا کہیے جلدی نکلے۔“

”ابھی کہا تھا۔ خبیث گھوڑے کی طرح ہنہناتا ہے۔ عو۔۔۔ عونکلو۔ جلدی نکلو۔“

انھوں نے بڑی بیتابی سے بند دروازہ چھپتھا یا۔

”کون ہے بے۔ تھل سے کام لیجئے۔“ اندر سے آواز آئی۔

مولانا نے میری طرف بے سی سے دیکھا میں نہ والی آواز پہچان چکا تھا۔ سو فیصدی سیمیں!

”اجی ڈاٹ کر کہیے تھل کی ایسی تیکی۔“

مولانا نے بڑے نزد کی سسکی بھری۔ اس کے ساتھ

گئے تھے۔ چہرہ شست گیا تھا۔
لکھر تو بیچ کر دو ایس بیانی لگیں۔ لکھنے پر سر میں
حالت کچھ درست ہوئی۔ نقاہت کے ماتے آنکھے بھی
لگ گئی۔ اب میں نے بھابی سے کہا:-
”کچھ دیر کے لئے اجازت چاہوں گا۔ ہو سکتا
ہے نہ بھی تو ڈول۔“

”چیزیاں خدا کے نئے۔“ صرفیہ گلگیسا تی۔
”آپ سے تو تچھڑ دھارس ہے۔ زیماں کی طبیعت ٹھیک
ہوئے تک ہرگز نہ جائیے۔“

”لکھراؤ مرت۔ اگر اس وقت نہ بھی لوٹ سکا
تو مکی چاڑی سے پھر آجائوں گا۔“
بھابی اور صرفیہ دونوں کو بایوں سی ہوئی۔ مگر جھوپڑی برتی
تھیں کہ سختی تھیں۔ میرا دماغ اس وقت آن گھوٹوں میں
اچھا ہوا تھا جو ارکان اربعہ تانگے میں لادے لئے جاتے ہیں
تھے۔

آخرون کیسے گئے تھے۔ کہاں گئے۔ کیوں
گئے۔ ۶۹

سوچتا ہے ایشیون پہنچا۔ چاڑی اب بارہ
بعد ہی جاتی تھی اور مجھے تین ہفتا کو وہ اسی سے دیوبند
پڑیں گے۔ تھا انہوں نے تھیل دیکھنے کی غرض سے کہیں
بھی ارکاریتیے ہوں مگر واپسی پر سراہ ضرور لائیں گے۔
وقت بڑھنے تک سے کہتا۔ آخر بارہ رجھی کئے
— پھر وہ چاروں دور کشاوی پر نظر آئے۔ گھٹ بھی
ساخت تھے۔ مولوی شیم شیم کی حالت دور ہی سے پتلی
نظر ارہی تھی۔ بلیں خورد کے کانڈے پر سرداۓ شاید
کوئی کئے تھے۔

منظیر میں فرست کلاس گیٹ کے براہمیت
سے دیکھ رہا تھا۔

انہوں نے دو گھٹ تو دو قلیوں کے پر درکٹے اور
دندر ہی اٹھائے۔ پھر تھرڈ کلاس مسافر خانے کی
طرف بڑھ گئے۔

”کس خوشی میں“ میرے آگ لگ گئی۔ ”جائیے
جلدی اٹھا کر لائیے۔“

”نہیں۔ خدا کی قسم تھے ہونے کو ہو رہی ہے۔“
”پھر تو ہم فرم جیئے۔“ دست اور تھی۔

”کچھ بھی کہہ لو۔ کلاس اٹھاتے تو اب میں نہ جاؤں گا۔“
اچھا۔ پھر تو افرید تو؟“

”بھوپل نہیں آتا کیا غصب آگایا ہے۔“ کہیں
اس خدیث مودودیے کی نظر تو نہیں لگ گئی۔“

”پیٹ پر!“ ”عوہ۔۔۔ پھر مردڑ۔۔۔ جلدی اور سے اپنی بھابی
اٹھنے کو اٹارا۔۔۔“

”آپ کلاس تو لا یئے۔“ میں کوشش کرتا ہوں۔“

”یار جھوڑ دیجی۔“ ”عوہ۔۔۔ عو۔۔۔ عو۔۔۔“
وہ پھر بیت اٹھا پر حملہ اور ہوئے۔ مگر دروازہ تو

بند تھا۔

”یا۔۔۔ بہو۔۔۔ عوہ۔۔۔“
”یہ صاحب ابھی نکلنے تھے۔ پھر لوٹ گئے۔“

”میں نے معلومات بھم اپنچاہیں۔“ اخنوں نے زور زد
دروازہ چھینا۔

”بھر کچھ صاحب۔“ ”ذرالس۔۔۔“ اندر سے
منناہٹ ملہہوا جواب ملا۔

مگر مولا ناکو صبر کیا رہا تھا۔ پھر پیشاب غائب میں
خوٹ لکا گئے۔ چند نانیتے بعد شیم شیم بر آمد ہوئے مگر کہہ دہری
ہو رہی تھی۔ کراہ بھی رہے تھے۔ مردہ قدموں سے نکاٹ
پا کرنے ہوئے نظروں سے غائب ہو گئے۔

کیا بنا دل کیا کچھ سرت گئی۔ اب تفصیل سنائی
تو پیارے ناظرین لا احوال کا وظیفہ منزع گردیں گے۔
بس یوں سمجھ لیجئے کہ انڑو میں میں بھابی جنگی کو اور پر سے
امتار کر لایا اور گھر بھائی۔ مھرا بھابی پیسلے پڑ

لائن لائن چلے جا رہے ہیں۔ ہر گھنٹے کو دو آدمیوں نے
ڈینڈ ادوی بنا رکھا تھا۔ جی میں تو آئی کہ پیچھا کروں گر
تحصیل حاصل کے سوا کچھ فائدہ تھجھ میں نہ آیا۔ ظاہر ہے
وہ آگے باخون سے گزر کردار العلوم پختج جائیں گے۔
ادھر سے جانے کا مقصد سوائے اس کے لیا ہو سکتا تھا
کہ لاٹھیوں کی آمد کی شہر بھر میں کسی کو ہوا بھی نہ لگے شاید
اسی لئے دیوبن سے خریدی بھی نہیں گئیں کہ بات آؤٹ
ہو جائے گی۔

مکر کیوں؟ — آخر کیوں؟

اس کا جواب ۲۳ اکتوبر کو جامشنازورت کے جلسے
میں للا — اللہ اکبر۔ کیا سماں تھا۔ چار پانچ سو جاہدہ
لاٹھیوں سے مسلح، جوش جہاد میں سرشار، سروں پر کڑپے
پیٹے، آنکھوں میں چھکاریاں لئے جلسہ گاہ پر ٹوٹ پڑے
تھے۔ ان کے ہونٹوں پر بڑے شاندار نعلے تھے۔ محبر
مشادرت مردہ باد — خون کا بدھ خون سے لیں گے۔
متفق مردہ باد — نعمانی مردہ باد — مولانا اسعد زندہ با
— جمعیۃ علماء زندہ باد۔
جلسہ گاہ سے تقریباً نصف فرلانگ اُرسے ہولوی
شیشم اور جناب بلبل خور دلاٹھیاں علم کے دائیریکشن
کی خدمات انجام دے رہے تھے۔ مولانا منظر شاہ رالعمر
کے گرد پڑتھے۔ مگر ولید الزماں نظر نہیں آئے۔ وہ
شان تحدیر سے میں پڑے دھانگ رہی ہوں گے۔
(ملازنڈہ صحبت باتی)

اٹھار تحقیقت

جماعت اسلامی پر کئے گئے اعتراضات کے مدلل د
شافی جوابات۔ قیمت — ڈیرہ روپیہ۔

مولانا مودودی اور جماعت اسلامی

۸۰ علماء کی نظر میں (تمثیلی) دیوبند (پیشی)
قیمت — ایک روپیہ۔

کارٹری آئی تو اک دم بالیب تھی۔ میں نے یہ کی آڑ
میں کھڑے ہو کر دیکھا کہ وہ بڑی دھینگا مشتی کے بعد
وہ مختلف دلوں میں ٹھیسے میں کامیاب ہوتے۔ ان میں
ایک ڈبہ قطعاً تاریک تھا۔ دیسے پوری کارٹری میں شاید
پانچ چھوٹے ڈبے روشنی سے خودم ہوں۔

کارٹری چلی تو میں بھی اسی تاریک ڈبے میں چھڑھ
گیا۔ دو گھنٹے دروازے کے قریب ہی چوبی دیوار سے
لگے کھڑے تھے۔ اب جو مٹول کردیکھنا ہوں تو پتہ چلا کہ
لاٹھیاں پیک کی گئی ہیں۔

جی ہاں لاٹھیاں — عجیب سی بات تھی کہ لاٹھیوں
جیسی چیز دیوبند چھوٹ کے سہارہ نیور سے لی گئی۔ اور
اتھی تعداد میں! — ایک گھنٹہ پیس لاٹھیوں سے توکم کیا
رہا ہو گا۔ عین حکم ہے زیادہ کا ہو۔

کارٹری فرائٹ بھرتی جا رہی تھی۔ دیوبند دور
ہی کتنا تھا۔ نقطہ گھنٹہ بھر کا راستہ۔ جب کارٹری دیوبند
پر رکنے کے لئے بلکی ہوتی تو میں دروازے سہیٹ کر
اٹک طرف ہو گیا۔ ولید الزماں اور منظر شاہ اسی ڈبے
میں تھے۔

اب ماجرہ ایسا دیکھا ہوں کہ ان دلوں کھوں کو
سمتِ خلاف کے دروازے کی طرف دھیلیا۔ پھر بھیڑ
کو چیڑ چاہ کر اسی دروازے سے انھیں نیچے اٹا را۔ کویا
پیٹ فارم کی طرف سے نہیں جانا چاہتے تھے۔ میں نے
ایک کھڑکی سے جھانکا۔ پاس والے ڈبے سے بھی
دو لوں گھنٹے اسی سمت اُترے۔ اور اب کم و بیش
آٹھ سامنے سامنے والی پانی کی ٹنکی کے عقبے پھدا کر
اسی طرف آتے دھکائی دیئے۔ باہر روشنی میں یونہی اسی
تحقیق۔ جب سائے ریل کے قریب آئے تو معلوم ہوا کہ
طالب علم تھے۔

اتھی میں کارٹری چھوٹ گئی۔ میں جھیٹ کر گھنٹ
والے پیٹ فارم پر اُتر گیا اور جب تک کارٹری دیوبند
سے غائب ہو پہنچ آٹے لی۔ اب نظر آیا کہ وہ سب

تذکرہ شاہ ولی اللہ اپنے دور کے امام حضرت شاہ
و تعارف۔ تازہ ایڈیشن قصوح و تزئین کے ساتھ۔

قیمت — سارٹھ چار روپے

اسلام مشرق میں اشاعت کس طرح ہوئی اور اس کے
وسائل و ذرائع کیا تھے۔ ایک تحقیقی کتاب جملہ سارے چاہروں
میں کیے جائیں ہو گا؟ اپنے موضوع کی ایک معلمات افراد
کتاب — دور و پیچھتہ پیسے۔

الزمات کا جائزہ ان الزمات کا منصفانہ جائزہ ہو
جماعت اسلامی اور مولانا مودودی
پڑھی فتوؤں کی شکل میں اور کبھی کتابوں اور اشتہاروں کی صورت
میں لکھے جاتے رہے ہیں۔ قیمت — ڈھانی روپے۔

عوت دیکھا اسلامی حق پر ہے دنیا بھر کے علماء و فضلاء
کتاب جو مختلف و موافق ہر ایک کے لئے مفید اور چھپے۔

قیمت — تین روپے۔

مولانا مودودی سے مولانا مودودی کی شخصیت اس علم و
فضل ان کی دعوت، ان سخن،
ان کی پوری زندگی کے احوال و کوائف پر آسید گیلانی کی
ایک بسیرو ط کتاب۔ دنیا بھر کے علماء، اہل فکر اور ارباب قلم کی
آراء۔ قیمت — سارٹھ چھار روپے۔

انوار قدسیہ امام عبد الوہاب شرعی کی مشہور تالیف۔
النوار قدسیہ فی آداب العبودیہ کا اردو

ترجمہ۔ قیمت — چھروپے۔

زاد سفر اسیاض الصالحین کا اردو ترجمہ دو جلدیں میں
کامل۔ یہ کتاب حدیث بنوی کا ایسا جامعہ ہے
جو ہماری روزمرہ کی خبر و رتوں پر حادی ہونے کی وجہ سے
بہت مقبول ہوا ہے۔ ہر دو حصہ کامل۔ جملہ سارے ستارے پی

تذکرہ نفس مولانا امین احسن کی معکرة الاراء تالیف۔

تذکرہ نفس کی حقیقت اور وہ کس طرح حصل
کیا جاسکتا ہے۔ اعلیٰ جدید اڈیشن۔ قیمت — چھروپے۔

بادعت کیا ہے؟ دنیا خاصہ شدہ جدید اڈیشن، بادعت و
معصیت کے درمیں ایک عظیم کتاب۔

قیمت — جملہ تین روپے۔

آسان تفسیر تیسیوں پا سے یعنی پارہ علم کی نہایت آسانگر

ستذ تصریح بوجوں، عورتوں اور معمولی
لیاقت کے مردوں کے لئے تخفہ نادرستہ جملہ پاچ روپے میں پیسے

اہل بیت اور اہل سنت اس فکر افریں تائب میں اہل

سنت کی ان غلطیوں کی شاندیہ
کی گئی ہے جو ان سے اہل بیت رسول کے باب میں ہوئی ہیں۔

قیمت — ایک روپیہ۔

مولانا عبد الحقی کی مشہور تالیف جو ایمان کو

تازہ اور ذہن کو منور کرتی ہے۔

قیمت — ایک روپیہ ۵ پیسے۔

تحفہ کر ملا کوٹھوں پر ایک فکر انگیز کتاب۔

تقلیدی اسلوب کے جگہ تقدیری اور تحقیقی

انداز نظر، منطقی فکر اور متنیں متوازن طرزِ نگارش۔ اسے

پڑھ کر آپ کچھ سوچنے پر مجبور ہوں گے۔ سارٹھ ہیں روپے۔

مولانا منصفی محمد شفیع کی مفید تالیف

اسلام کا نظم اراضی زینوں کے اقسام۔ ان کے احکام

کی تحقیق۔ عشر و خراج کے تفصیلی احکام مہدوپاک کی زینوں

کی حیثیت۔ قیمت — سارٹھ سات روپے۔

لطائف علیہ چھٹی صدی ہجری کے جلیل القدر فقیر و

تکفیری محدث علامہ ابن الجوزی کی عجیب کتاب

تکفیر الاذکیار کا اردو ترجمہ۔ سات سو ایسے لطائف و

قصص جن میں زمانت و ذکاوت، حاضر جوابی، نکتہ سنجی، طنز و
مزاح اور صنعت لفظی کے رنگارنگ جملے ملتے ہیں۔

قیمت — پانچ روپے۔ مکتبہ سچلی۔ دیوبند (دیوبنی)

جیلہ جمی

اچ کل اور

بین ۶۹، اپریشن میرودی نے استعفی داخل کر دیئے، اجلاس ہوا تو باقی لوگ بھی واک آؤٹ کر گئے۔ بیکال، اڑیسہ، راجہ پرلوشیں، کیرالہ اور مدراس بارود کے ذہبی پکھڑے ہیں، بہار اور ستریقی بوپی بین تھنٹ کا ہوناک چک جل ڈالے ہے فاقہ کشی سے اموات ہو رہی ہیں ان سب کا تجھ یہ ہے کہ لوگوں کا جہوڑتا اور جھوڑتی نظاہر پر یا تو اعتقاد کمزور ہو رہا ہے اور یا بالکل ہی اٹھنا چاہا ہے۔ ہندوستان کے شامی مغربی حصہ کی سیاسی بیانی کو دور کرنے کے لئے جو قدم اٹھائے گئے تھے انہوں نے مزید بیچینیوں کو جنم دیتے کام کالاں پیدا کر دیا ہے۔ سکھوں کو مرطہن کرنے کے لئے پنجاب کو تین حصوں میں بانٹ کر جو تباخ پیدا کرنے کی کوشش کی گئی تھی وہ مزید افزایشی اور سہنکاموں کی تذہبیتی معلوم ہونے لگی ہے۔ پنجابی صوبہ میں از سرفوں کا انگریزی دی وزارت گورنمنٹ مسافر کی زیر قیادت قائم ہوئی لیکن سکھ مرطابیہ کو رہے ہیں کہ پنجابی صوبہ کا نام محض پنجاب رکھنا ان کی قومی امنتوں اور خواہشوں کی ترجلی نہیں کرتا۔ وہ اس پر بھی مفترض ہیں کہ چندی گڑھ کو دارالسلطنت کی حیثیت سے ہریانہ اور پنجاب میں مشترک رکھا گیا ہے پنجاب اور ہریانہ کے عوام اتنی بڑی بڑی وزارتی کے ہی مخالف ہیں۔ حکومت دیال شرما جو ہریانہ کے وزیر اعلیٰ بنے ہیں، تجزیہ قوتوں کو سلسیل دھکیاں دیتے رہتے کے باوجود ان سے خوف زدہ بھی نظر آ رہے ہیں، سنت فتح سنگھ نے چندی گڑھ اور دوسرے چند علاقوں کو پنجاب میں شامل کرنے کی کوششوں کی خاطر چندی گڑھ کی طرف مارچ شروع کر دیا ہے۔ یونی میں اپریشن پارٹیاں الیکشن کے لئے تکمیل کوئی نہیں رہی ہیں۔ لیکن یہاں

۶۶ شمع کے دستاتک انتشار سہنکاموں اور افراد فری کا گہوارہ رہتے کے بعد بہنڈوستان مسلسل ہنکاموں اور زندگوں کا شکار بنتے جا رہا ہے۔ وہ سارے دیے دیائے مسائل جو ایک طاقتور مرکز اور مضبوط مستحکم جماعتی تنظیم کے باعث ہاتھ پاؤں لکانے سے مجبور تھے۔ اب بہنڈوستان میں یہی مہار اور غصب ناک نظر آ رہے ہیں۔ طاقتیوں کا سلسلہ سادھوں کا سلسلہ گائے کا سلسلہ پھر صوبوں کے نفاق، پھر وہ اور تصادم کے مسائل خواہ قحط اور فراق کشی کے مسائل۔ تاگالینڈ اور سرحدی تحفظ کے مسائل خطرناک، تازک اور صبر آزمانوں عیت اختیار کرتے جا رہے ہیں، انتشار، غیرہ غصب بے صیری اور جنگیات کے غلبہ کا یہ عالم ہے کہ صوبائی اسٹبلیوں، پارٹیوں کے ایوانوں اور شہروں کی گلیوں میں کوئی فرق نہیں رہا پارٹیوں کے اسپیکر اور جنگتاکے نمائندے لوک سمجھا اور راجہیہ سمجھا میں شور و غسل مجاہتے ہیں، لڑتے ہیں، باہم دوست و گیری کی تک نوبت آتی ہے، مارشل بلائے جاتے ہیں۔ کچھ لوگ لوگوں کی طاقت سے باہر نکال دیتے جاتے ہیں، کچھ پر ایوانوں کے دروازے، دو دن، پانچ دن، دس دن تک کے لئے بند کر دیتے جاتے ہیں۔ پارٹیوں کے عزت مآب اسپیکر اور راجہیہ سمجھا کے معزز صدر چند لوگوں کے لئے اٹھیاناں کا ساتھ لیتے ہیں، ٹھنڈ ہونے کی کوشش کرتے ہیں کہ اب اجلاس سکون و اٹھیاناں کے ساتھ جاری رہ سکیں گے لیکن بھی ایک دوسرا امرکر گھر اسوجا تا ہے، شور و غسل مجاہتے اور کارروائی میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کرنے لگتا ہے۔ جو ابی نوک جھونک ہوتی ہے، پا اُنٹھ اُفت آرڈر اٹھائے جاتے ہیں۔ ہنکاموں کا تباadel ہوتا ہے اور ایک نیا ہنگامہ برپا ہو جاتا ہے۔ ہندوستان کے ایک صوبہ آندھرا

اور تعداد میں اضافہ کے ساتھ ایک طاقتور پورلشی کا سامنا کرنا ہوگا۔

۷ فرمیر کو گوئکشی کے خلاف ان دونوں میں جو صورت حال پیش آئی اس نے سارے ہندوستان میں نہ صرف جن شکل کے خلاف ایک عام سیاسی فضاضیدا کی بلکہ سادھوؤں کے خلاف بھی شاید معلوم تاریخ میں پہلی بار ہندوستان میں بے زادی اور ایک حد تک نفرت کا جذبہ پیدا ہوا۔ ڈھانی ہزاروں سے ہندوستان کے لوگ سادھوؤں اوسن توں کو دیکھ کر نہستے اور سلام کے لئے ہاتھ جوڑ دیتے تھے۔ ۸ فرمیر کو پہلی بار ان پا تھوں کو جواب تک سادھوؤں کے لئے عزت اور احترام کے لئے اٹھتے تھے رائفلوں کے ٹرکوں دیانے کے لئے استعمال کیا گیا۔ تین چار لاکھ انسانوں کا عظیم الشان مجمع جن میں ہندوستان کے ہر حصے سے اکٹے ہوئے سادھو فقیر مادرزاد شکل بھکاری اور عورتوں کی کثیر تعداد شامل تھی پائیزٹ کے ساتھ مشتعل اور بے قابو اولوگوں کو پہلی بار معلوم ہوا کہ جو لوگ اب تک ہندوستانی پاشدوں کی عظیم تعداد کے لئے رومنی توت اور باطنی صفائی کے لئے آخری درجہ رکھتے ہیں وہ آتش رفتی لوٹ مار اور ترکشوؤں اور ڈنڈوں سے حملہ کرنے کا کام بھی پوری مہارت اور دیدہ دلیری کے ساتھ انجام دے سکتے ہیں ان سادھوؤں نے نہ صرف آل انڈیا ٹرین کے انکو رُڑی آپس کو تدری آتش کیا، ٹرانسپورٹ بھوپون میں ہٹھری ہوئی لا تعداد موڑوں میں آگ لگائی، ریگلی میخا اور دسری عمارتوں کو نقصان پہنچا۔ کنٹلپس کے تجارتی مرکز میں لوٹ مار کی۔ کانگریسیں کے صدر کامراج کو زندہ جلا دیتے کی جیتنا ک کوشش کی، ایک دوسرے وزیر مسٹر امگھور میرے کے مکان کو آگ لگائی بلکہ انھیں کے ایک سادھوؤں اور ہمراپائیزٹ سوامی رامیشور آشندے کھلے بندوں انھیں طاقت کے ذریعہ پائیزٹ پر بیٹھ کر لیتے اور تمام وزرا کو چھوپن کر دینے کے لیے للکارا اور مشتعل کیا۔ تیجہ یہ ہوا کہ آنسوگیں کا استعمال ہوا،

کے کانگریسیوں کو باہمی نہادی جھگڑوں اور ٹھیچاتا نی ہی سے فر صلت نہیں۔ گپتا اور ترپاٹھی نظرتے ہیں۔ گپتا اور سوچیتا کمپلائی نظرتے ہیں، نقصان عوام کا ہوتا ہے۔ ایڈنپرٹلشن ڈھیل اپناتھے ہے۔ انتظامیہ کے لوگ پریشان ہو جاتے ہیں۔ دفتروں میں کام کے انبادر لگتے چلتے ہیں اور افسروں کو فریروں کی جی حضوری سے فر صلت نہیں ملتی۔ ملک کی قیمتی میں کمی کے نتائج اور رد عمل اب آہستہ آہستہ سامنے آتے جا رہے ہیں، قیمتیں تھوڑے عرصہ تک کے لئے پیسٹ و بلند ہوئے کا ٹھیل ٹھیل کر اب تیری سے ادھی اٹھنے لگی ہیں۔ ایکشن کے صرف تین ماہ باقی رہ گئے ہیں حکومت اپنی مصلحتوں اور کانگریس کے مفاد کی خاطر زیادہ سے زیادہ نرمی برتنے اور اپنے عame کو معمول پر رکھنے کی خاطر سخت ایکشن بھی نہیں لے سکتی۔ تیجہ سے کاب مستقبل قریب تک کم از کم مارچ تک حالات میں کسی بہتر تبدیلی کی توقع تک نہیں کی جاسکتی۔ ان حالات میں جب خالی از جذبات ہو کر سوچا جائے تو یہ بھی انک حالات کا نقش مستقبل کے لئے بتتا ہے، جب لوگوں پر عقول کے بجائے جذبات کا غلبہ ہو جائے، جسموریت پر یقین رکھنے کے بجائے اسے نہیں گزون گزوہ بندی اور سعاد پرستی کی خاطر استعمال کرنے کا رجحان عام ہو جائے تشدید اور طاقت کے سامنے سر جھکانے اور جھپوری طریقے سے کئے جانے والے ہر مطالیہ کو پائے حقارت سے ٹھکرانے کی عادت معروف اور معلوم ہو جائے تو اسی سیکھی کا ہاجا سکتا ہے کہ اب اس ملک کو پیدا ہو جانے، ٹوٹ کر جھک جانے اور پارہ پارہ ہو جانے سے کوئی سمجھہ ہی پچا سکتا ہے۔ ایکشن کے بعد کا جو سیاسی نقشبندیاتی دے رہا ہے وہ اس صورت حال میں مزید خرافی کا تو سبب بن سکتا ہے اس سے کسی سدھار یا اصلاح کی ترقی و ابتداء نہیں کی جا سکتی، جب کانگریسی حکومتوں کی کمزوری کا موجودہ حالت میں جبکہ انھیں ہر صوبہ اور مرکز میں فیصلہ کرنے کا نتیجہ حاصل ہے، یہ حال ہے تو اس دقت کا تو پوچھنا ہی کیا جبکہ انھیں پہلے سے کہیں زیادہ منظم

اور عزت دولوں کی حفاظات کی غرض سے وزارت چھوڑ کر اب تک بامہ کیوں نہیں آگئے تھے، کیوں وہ اس حالت میں بھی وزارت داخلہ کی کرسی سے پلٹے رہے کہ ان کے اختیار رواحکما کے زیر اثر ان کا ذرستک نہیں تھا لیکن معاملات میں پختہ پیر ہو جاتے انہوں نے کشپر کے سینکڑے سینکڑے فونٹوں کے علاوہ تک اور فرقہ والانہ سماں سے بیکرواندوں کے سینکڑوں تک میں اپنی حس غیر مذمود اور اکائیوت پیش کیا تھا وہ مقصود فاعل کی حکومت میں چلے گئے۔ چھاٹکہ جی وزیر خارجہ ہو گئے سٹرچو ہاں وزیر داخلہ بن گئے۔ ساری دنیا میں سہند وستانی تجھہ ریاست کے خدوخال اور اس کی نکری نہیں دوں پر سماحت ہوئے اور اس کے دھماقہ کے متعلق تشویش کا اطمینان کیا گیا۔

لامبی چلی اور ۳۰۰۹ روپنڈ گولیاں چلی، سرکاری اظہار و اعلان کے مطابق تو ادمی جان سے مرے اور گو اندوں نے تحریک کے بیشمار لیدر گرفتار کر کے جیلوں میں بند کر دیے گئے ہندوستان کے ہوم منسٹر سٹرنسڈ کو نہ صرف استعفی دینا پڑا بلکہ وہ سارے سہند وستان میں بدنام ہوتے۔ خود کا نگریں کی پارٹی ٹری پارٹی نے انھیں اس تمام سینگھاٹے کا ذمہ دار تھیرا یا۔ سہند وستان کی کمیٹی میں افضل تعین ہوئی۔ سردار سورن سنگھ دفاع کے چھاٹکہ جی وزیر خارجہ ہو گئے سٹرچو ہاں وزیر داخلہ بن گئے۔ ساری دنیا میں سہند وستانی تجھہ ریاست کے خدوخال اور اس کی نکری نہیں دوں پر سماحت ہوئے اور اس کے دھماقہ کے متعلق تشویش کا اطمینان کیا گیا۔

وزیر داخلہ سٹرنسڈ نے اپنے ایک کھلے خط کے ذریعہ اس تمام سینگھاٹے کے لئے انھیں ذمہ دار تھیرا نے کی کوششوں کو نامناسب اور غلط تھیرا، اپنی صفائی میں بیہاں تک کھاکہ سہند وستان کی وزیر اعظم انھیں شروع ہیا سے ناپسند کرتی تھیں، انہوں نے سدا چار کمیٹی کو ہندوستان سے کمیشن ختم کرنے کے عظیم مقصد کو سامنے رکھ کر قائم کیا لیکن آخر ہی پیدا کرنے کی ہر محکم کو شمش کی انھیں اس سکریٹری مہبیا کیا جو وزارت داخلہ میں سٹرنسڈ کے کاموں کو آگے بڑھانے کے بجائے ان میں رخنے ڈالنے کی کوشش کرتا تھا انہوں نے یہ بھی کہا کہ جو لوگ مجھے وزارت داخلہ سے ہٹانے کی سازشی بہت دنوں سے کر رہے تھے وہ بالآخر اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔

سٹرنسڈ کا یہ خط ایک ذہین کویں کے بیان صفائی کی ساری خصوصیات اپنے اندر رکھتے ہوئے بھی وزارت خفا اسے اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرنے کا احساس پیدا ہوا۔ انہوں نے گاتے اندوں کی نہ صرف ہوم منسٹر کی حیثیت سے رعایت کی بلکہ ایسے حالات پیدا کر رہے کہ رومبر سے کہیں پہلے سارے سہند وستان میں انھیں گو اندوں نے کے سب سے بڑے حامی کی حیثیت سے جانا بیچانا جائے لگا تھا جب ان پڑھا جائیں اور سیاست کی نزاکتوں سے ناپلید ایک طبقہ کو انہوں نے سیاست میں ایک طاقت

اسلام اور محجرات:- اذ علامہ شیرا حمد عثمانی ترجمہ روپیہ
مصر کے فرزندان توحید:- تختہ مدار پر۔ بچاں پسیے
فقہ الاسلام: مصنفہ:- حسن احمد الخطیب ترجمہ:- قطب

صحراء اسلام: رشید احمد ارشد بارہ روپیہ۔

صحابیات: مصنفہ:- نیاز فتح پوری چھ روپیہ۔

طبقات الاولیاء: علامہ عبد الو باب شعراتی۔

بارہ روپے نوے پیسے

زبدۃ البخاری ارسادو: (معہ عربی متن)

بارہ روپے نوے پیسے

دعوت اسلام: مصنفہ:- ڈاکٹر از نلڈ۔

تاریخ فلسفۃ الاسلام: آٹھ روپے چھتر روپے۔

اسان کامل: مصنفہ:- سید عبد الکریم الجلیلی۔ ترجمہ:-

پنچ روپے چھتر روپے۔

سفینۃ الاولیاء: شزادداد اشکوہ۔

مصنفہ:- محمد علی طفی۔ چھ روپے۔

الادب المفرد: کتاب زندگی مولانا عبدالقدوس ہاشمی۔

مصنفہ:- نظام الملک طوسی۔ ترجمہ:-

سیاست نامہ شاہ جسن عطا۔ سات روپے۔

مصنفہ:- ڈی اولیری۔ مترجمہ:- مولی

فلسفۃ اسلام احسان احمد۔ چھ روپے چھتر پیسے۔

ماہر عالمگیری: فدا علی طالب بارہ روپے

اقبال نامہ جہانگیری مصنفہ:- مرزا العتمان خاں۔ ترجمہ

تاریخ فیروز شاہی مصنفہ:- سراج عیفیت۔ مترجمہ:-

سفر نامہ ابن بطوطہ پندرہ روپے

کی حیثیت سے استعمال کرنے غلطی کی تو اس فرم کے بھکاری کا ہونا تو قدرتی اور ناگزیر تھا جن کا منظاہرہ، فوسبر کو پاریئت کے باہر سو۔

وہ اعتقاد اور ذہن کے اعتبار سے نا ملک عالم درجہ کے ایک ہندوستانی تھے ان کی اوہاں پرستیوں اور ضعیف الاعتقادی کا یہ عالم تھا کہ اپنے ہر فعل اور عمل کے لئے وہ حرجی لی رام نام کے احکام اور رائے کے تابع رہتے تھے۔ شاید اس حیوثی ہی کے غلط فریضوں اور احکام کا نتیجہ تھا کہ ان کی قوت ارادی اور قوت فریضہ دونوں ہم ہو گئی تھیں۔ اپنے ذاتی افعال و اعمال سے قطع نظر کر کے حاضر آسمانی قوتوں اور ستاروں کے اثرات پر جھرو سے کرتے والوں کا جو انجام ہونا پاہی ہے۔ ٹھیک ٹھیک وہی ایجاد سے نہ رکا ہوا ہے۔ جس پر تھیں پیچ و تباہ کھاتے یا شکایت کرنے کا شاید حق تک نہیں پہنچتا۔

صفات المجرمین

قیمت

۲۰ پیسے

قرآن و بنوی عائیں

قیمت

۵ پیسے

جماعت اسلامی

اسلامی معاشر میں

فرد کی حیثیت

۲۵ پیسے

حقیقت کے آئینے میں

جماعت اسلامی

۳۷ پیسے

دین کی سر بلندی

قیمت

۱۹ پیسے

نصاب حدیث

تربیت گاہوں کیلئے

۲۵ پیسے

حافظ ابو محمد امام الدین رام نگری

تاریخ یا تماش

افعال عموماً ایسے ہی ہوتے ہیں کہ تاریخ کے عقیدے کی رو سے اسے گھاس پات، کپڑے کپڑے میڈو مرے پادو مرے بدترین جانوروں کا جنم لے۔ اس لئے کوئی سمجھدار آدمی پیرا نے اور نئے کپڑوں کی مشاں سے پر جنم یعنی تاریخ کے عقیدے کو صحیح نہیں بنا سکتا۔ آریہ سماج خود بھگوت کو صحیح نہیں بناتا۔ مصنف کو چاہئے تھا کہ وہ دیدستہ تاریخ کو ثابت کرتے۔

تاریخ اور تماش کی لاعی بحث

تاریخ اور تماش میں کوئی تعلق نہیں، تاریخ کے معنی ہیں مرنس کے بعد دوسرا جسم پرانے کے اور تماش کے معنی ہیں زندگی ہی میں ہیئت کے سماج ہونے اور بکھر جانے کے اس بین قدر کے باوجود یا تو کوئی احتمانوں کو ایکیار دے سکتا ہے یا ہر دھرم، یا کن مصباح الاسلام کے لائق و فائی مصنف کی جبارت کی داد دیجئے کہ انہوں نے یہ دیوں کے ایک قبیلے کے تماش کے واقعہ سے متعلق قرآن مجید کی آیتوں کے تاریخ اور تاریخ کو ایک ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ دونوں آیتوں یہ ہیں:-

وَغَضِيبٌ عَلَيْهِ وَكَجْعَلَ هُنْصُمُ الْفَتَرَدَةَ
وَالْحَنَّاثَرَ يَوْمَةَ دِمَادَه۔ آیت ۴۰

یعنی جن پر اس نے اپنا خصہ بنازل کیا اور ان میں سے کچھ کو سورہ اور بندوں بنادیا۔

فَقَلَّتِ الْهُمْرُ قِرْدَةً خَاسِئِينَ (سورۃ القمر آیت ۴۵)

”تاریخ یا تماش“ مصباح الاسلام کی بیسوں اوپر سیرے صبحاں کی دوسری فصل کا عنوان ہے۔ اس فصل کی تہذیب میں مصنف تاریخ کا مجھے ہندی میں آواگنا اور ”پرجم“ لکھتے ہیں تعارف کرائے ہوئے لکھتے ہیں:-

تاریخ کا تعارف

”بھگوت گیتا میں لکھا ہے کہ جیسے آدمی پرانے کپڑے کو اتار کر زیا پڑا اپنایا ہے اسی طرح روح موت کے وقت ایک جسم خالی کو چھوڑ کر دوسرے جسم خالی کو حاصل کرتی ہے، یعنی اس کی ولادت ہے، ولادت کے بعد وفات اور وفات کے بعد ولادت ہوتی ہے۔ جو پیدا ہوا ہے وہ ضرور مرے گا اور جو مرتا ہے وہ ضرور پیدا ہو گا۔“

جائزہ

ہم گذشتہ فصل میں دکھا چکے ہیں کہ تاریخ کے عقیدے کی حقیقت کیا ہے؟ اور پر جسم مشاں سے تاریخ کی حقیقت سمجھائی گئی ہے اس کو دیکھئے۔ انسان پرانے کپڑے کو اتار جو نیا کپڑا اپنایا ہے وہ بہر حال پرانے کپڑے سے اچھا ہوتا ہے اور انسان اسے اپنی پسند، اپنے اختیار اور اپنی خوشی سے ہوتا ہے لیکن تاریخ کے عقیدے کی رو سے انسان کو مرنس کے بعد جسم ملتا ہے اس میں اس کے اختیار اور پسند کو کوئی دخل نہیں ہوتا۔ اتنا ہی نہیں، انسان کے اعمال و

ہے۔ انہوں نے صورہ اعساف کی جو آیت نقل کی وہی تناخ
کا واقعہ ضروری تفصیل کے ساتھ منقول ہے۔ سورہ بقرہ کی
آیت میں یہودیوں کو اس کی یاد دہانی کی گئی ہے۔ پھر تفسیر و کام
کیا سوال؟ اور تفسیر و کام نہ لیا جائے تو ان آیتوں کے یہ
معنی یکسے ہو جائیں گے کہ خدا مرنے کے بعد وہ سر جنم میں
حدس سے برٹھے ہوئے گناہوں کی یاد رکش میں سو رہ بہت در
بندے گا؟ تناخ کا واقعہ کہاں چلا جائے گا؟

خدا عادل ہے، اس کا ہر قانون عین عدل ہے۔ اب
قوموں پر ایسا عذاب نہیں آتا جیسا کچھ قوموں پر آیا کرتا تھا۔
یہ بھی خدا کا عدل ہے، اس زمانے کے انکار اور نافرمانی
کی سزا تھت ہوا کرتی تھی اور ایک تسلیم کے نافرانوں کو سچ کویا
گیا تھا۔ اب شکل تو سچ نہیں ہوتی مگر عقل اب بھی سچ
ہوتی ہے۔ چنانچہ مصنف بصیراتِ صباحِ الاسلام کی عقل کا تناخ دیکھئے
وہ تناخ کو تناخ فرادے رہے ہیں، اگر دنوں ایک ہی چیز
ہوتی تو تناخ کے محل میں تناخ کیوں استعمال ہوتا؟

معلوم نہیں آریہ فاضلوں کا ایسا کون گروختا جس نے
اُن کو فریب دہی کا ہنسٹر سکھلایا کہ ہوف تو بناو قرآن کو
مگر انہیں اور علمائے اسلام اور مفسرین کا۔ پورے قرآن کو یا
کسی قسماً اتنی واقعہ کو نظر انداز کر دو۔ ایک آیت لے و
اور اس کو حسب نجواہ معنی پہنا کر قرآن کے خلاف اس سے
اپنا عقیدہ ثابت کروہ زیرِ نظر آیتیں جس واقعہ سے تعلق
رکھتی ہیں ویاں تناخ سے تعلق، بحث کا کوشاں محل تھا جو
مصنفوں نے لکھا ہے کہ ان آیتوں میں ایک لفظ ایسا نہیں ہے،
جس سے ثابت ہو کہ تناخ ہے تناخ نہیں۔ پورا اثر آنجید
قیامت، اس روذگاروں کے جی اٹھنے، حساب و کتاب
اور جزا اور مزا کے بیان سے بھرا ہوا ہے۔ اب اس سے
زیادہ تناخ کے بطلان کے لئے اور کس بات کی مدد و تھبی ہے

قرآن کی آیتوں سے غلط استلال

اس کے بعد مصنفوں نے کسی مفسر کا واضح خواہ دیکھ لیا

اور اعساف (۱۶۶) یعنی ہم نے ان سے کہہا تم ذلیل
بنت در ہو جاؤ۔

تناخ کی ایسی واضح آیتوں کے ذریعہ کوں معقول
ہنسان تناخ اور تناخ کو ایک تواریخ کا ہے لیکن جناب
مصنف کہتے ہیں:-

”ان آیتوں میں جو اصول بیان کیا گا ہے یعنی کہاں میں کہ
سزا پاننا اس میں تناخ اور تناخ کی کوئی تلفظی یا معنوی تیز
نہیں ہے۔ کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہو
کہ بعض تناخ ہے تناخ نہیں۔ لیکن چونکہ علمائے اسلام نے
یہ ہر ہو کر وہ کھا ہے کہ تناخ اسلامی اعتقادات میں سے
نہیں اور قرآن میں بدکاروں کا بندروں اور سورہ بندناصر جیسا
درج ہے۔ اس لئے اس آیت میں تناخ کے بجائے تناخ
ہے۔ قرآن شریف کے مفسروں نے اس بات کو فرض
کر کے تفسیر میں لکھی ہیں۔ اگر بلا تفسیر و کی مدد کے قرآن
شریف کی آیتوں کے معنی نکالے جائیں تو ہر دوں
وغیرہ کے عقائد کے موافق ان آیتوں کا مطلب یہ ہوگا کہ
جب انسان کے گناہ ایک حد سے بڑھ جاتے ہیں تو خدا
تعالیٰ دوسرا میں ان کو بندروں، سورہ غیر ادنی
جموں میں طال دیتا ہے۔“ (صل ۱۵)

جائزہ

ہم مصنف کے متعلق یہ تو کہہ نہیں سکتے کہ ان میں
تناخ اور تناخ کے فرق کی کچھ نہیں ہے، ہم کو یہی کہتا
پڑھے گا کہ انہوں نے دانستہ بد دیا شی اور فریب سے کام
لے گر قرآن شریف کو سچ کرنے کی کوشش کی ہے۔ تناخ
حرثے کے بعد وہ حرثے جنم میں جسم کی تبدیلی کو کہتے ہیں اور
وہ تبدیلی ہر سے جسم کی بجائے اپنے جسم سے بھی ہے۔ تناخ
تناخ کا واقعہ اسی زندگی میں موجودہ جسم کی ہیئت سے
گڑھ جانے سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ بات بھی نہیں ہے کہ مصنفوں
تناخ کے واقعہ کی تفصیل سے ناواقف ہیں، اُنکو پڑھی
معلوم ہے کہ یہ واقعہ کچھ مفسرین کا واضح کیا ہوا بھی نہیں

پہلی آیت سے غلط استدلال

اس کے بعد مصنف نے قرآن مجید کی آیتوں کو صحیحہ بنانا شروع کیا ہے۔ سب سے پہلے سورہ واقعہ کی ۲۵ تا ۳۱ آیتوں کو نقل کیا جس کا ترجیح یہ لکھا ہے۔

”ہم نے تم کو (پہلی بار) بنایا تو تم دوبارہ جی اٹھنے کو کیوں نہیں سچ گردانست۔ دیکھو تو جس نطفے کو تم (عقول کے رحم میں) ڈالتے ہو تو آیا تم انسان بناتے ہو یا تم بناتے ہیں ہم نے تھا رے دریا موت کو قرار دیا ہے اور ہم دس بات سے عاجز نہیں کہ تھاری طرح اور لوگ تھاری جگہ تے آئیں اور تم کو ایسی جگہ پر اکر دیں جس کو تم نہیں جانتے۔“

ان آیتوں پر خامہ فرمائی گرتے ہوئے لکھا ہے۔

”جو ان کے پیش میں ایک بار بنا سکتا ہے وہ دوبارہ بھی بنا سکتا گا اور موت کے بعد تم کو ایسی جگہ یعنی ایسے جگہ میں پیدا کرے گا جس کا تم کو علم نہیں ہے۔“ (ص ۵۵)

حکایہ

مصنف کی خانست اور فریب دہی دیکھئے۔ ترجمہ تو تو کیا ہے کہ تم کو ایسی جگہ پیدا کر دیں جس کو تم نہیں جانتے اور ہر ہماری تھی کے لکھ دیا کر لیے اجسام میں پیدا کر دیگا جس کا تم کو علم نہیں۔ اس کے علاوہ مصنف کی ایک فریب ہی جو عام ہے وہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں ایسی حقیقی آیتوں ہیں وہ قیامت کے روز جی اٹھنے اور زندہ کرنے کے بامیں ہیں ہیں نہ کہ تما نجح کے غلط تقدیم سے متعلق، لیکن وہ ان کو تما نجح کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔

دوسری آیت سے غلط استدلال

آئی مصنف کا لا اعتمادی دعویٰ ملاحظہ ہو لکھتے ہیں:-

”ساتھے قرآن میں ایک آیت بھی ایسی نہیں ہے جس سے ثابت ہو سکے کہ تما نجح کا مستلزم غلط یا ناقابل تسلیم ہے۔ یا اس سے دین اسلام کے پانچ اركان دسویہ بقرہ آیت

لکھا ہے کہ وہ کے مفسروں نے اختراءوں سے گھبرا کر تما نجح سے انکار کی گیا ہے اور آخر میں لکھا ہے کہ رسید احمد جنہا نے تو مختلف تفاسیر کے حوالے دے کر آخر میں تیجہ نکالا ہے کہ ان کی عادتیں بندوں اور سواری کی کردی گئی تھیں۔ (ص ۱۵)

مرسید احمد ہوں یا ان جیسے خوب پڑ، عقل پر صحت دوسرے مفسر قرآن مجید کی واضح آیتوں موجود ہیں۔ ان میں عادات کا کوئی ذکر موجود نہیں اس لئے انکی تائیدیں بالتمثیر تما نجح قرآن کے خلاف ہیں۔ فتنہ آن جی کا اعجاز دیکھئے۔ مصنف مصباح اللہ عز وجلہ مسید حبیب ععقل پر صحت مفسرین کی اس طرح تردید کرتے ہیں:-

”یہ سب تاویلیں اس لئے چیزیں جاتی ہیں کہ ایک بار یہی بات سے ایک بار انکار کر کے اسے سلیم نہ کرنا پڑے ورنہ جو خدا دلوں کو بدل دیتا ہے وہ کیا جسموں کو نہیں بدل سکتا ہے روحوں کو قالب تو خدا ہی نے دیا تھا، جو ایک بار قالب دے سکتا ہے کیا وہ دوبارہ اسے قالب دینے سے مددور ہے جو“ (ص ۱۵)

دیکھئے مصنف کے قلم سے کیا تکلیف کیا اور ان کو اس کا شعور بھی نہ ہوا۔ خدا نے جس طرح تما نجح سے متعلق یہ دلوں کو انسانی جسم عطا کیا تھا کیا ان کے جسم کو سیور اور بندوں کے جسموں میں تبدیل نہیں کر سکتا؟ اور کیا وہ ہر نے کے بعد قیامت کے بعد اساقوی کو چھرو ہی جسم عطا نہیں کر سکتا جو ان کو پہلی بار عطا کیا تھا؟ پہلی بار جسم بنانے سے دوسری بار اسی جسم کا بنتا نا تو یہ حال آسان ہے۔ چھر خدا کا کوئی باستثنہ والا قیامت کے روز کے جی اٹھنے پر اختراءوں کیسے کر سکتا ہے؟

مرا تما نجح کے عقیدے کا باری بھونا تو اسے مصنف فاضل ہی باری بھونے سکتے ہیں جو نظری اور بدیکیوں کے فرق کو نہیں بچھتے تما نجح کا عقیدہ تو جب باری ہوتا کہ ہر انسان کو معلوم ہوتا کہ موجودہ زندگی سے پہلے وہ کیا تھا اور کن اعمال کے نتیجے میں اس کو موجودہ زندگی ملی ہے حالانکہ تما نجح ایسا نہ صاحب عقیدہ ہے کہ کسی انسان کو خیر نہیں کر وہ کس جسم کی سزا بھلکت رہا ہے۔

جسم کے ساتھ روح سے تعلق سے پہلے انسان کا وجود کہاں ہوتا ہے؟ وہ فنا اور نیتی کی حالت میں ہوتا ہے۔ کسی انسان کے وجود میں آنے سے پہلے تم اسے کیا جانتے ہیں؟ وہ ہمارے لئے فنا اور نیتی کے سوا اور کیا ہوتا ہے؟ جب وہ وجود میں آ جاتا ہے تو تم اسے انسان کہتے ہیں۔ قرآن مجید نے دھارہ اور نیتی سے پہلے کی اس حالت کو موت کہا ہے، لیکن تفاسیخ و وجود اور نیتی سے پہلے کی اس حالت کو موت کہا ہے، لیکن تفاسیخ کا بھیوت صحفت کویہ بات کہاں سمجھ دیتا تھا۔ الگ قرآن مجید کی مراد تفاسیخ کی موت و حیات ہوتی تو وہ کہتا کہ تم پہلے حالت حیات میں تھے۔ پھر تم مرے اور بھر تم زندہ ہو گئے، اور پھر رو گے۔ یہ حکم حیاتار ہے گا۔ یہاں تک کہ تم اس چکر سے نجات پا جاؤ۔ مگر قرآن تو صرف اتنا کہتا ہے کہ تم نیتی کی حالت میں تھے۔ خدا نے تم کو حیات دی۔ اس کے بعد تم کو پھر موت دے گا۔ اس کے بعد زندہ کرے گا اور اس طرح تم پھر اسی کے پاس لوٹائے جاؤ گے جس نے تم کو نیمت سے ہست کیا تھا۔

تیسرا آیت سے غلط استدلال

تیسرا آیت سورہ بقرہ کی دو سوتینا لیسوں آیت ہے جس کا ترجمہ صحفت نے یہ کیا ہے:-

”اور خدا نے ان کو حکم دیا کہ رجاؤ، پھر ان کو زندہ بھی کر دیا۔ کوئی خلک نہیں کہ خدا لوگوں پر ہر بانی کرتا ہے لیکن اکثر لوگ خلک نہیں کرتے۔“

یہاں شاید لوگ کہیں کہ خاص حالت میں خاص لوگوں کو یہ حکم دیا گیا تھا، لیکن یہ غلط تفاسیخ کے خلاف نہیں جاتا۔۔۔ الگ یہ بات مان لی جائے کہ ایک بار بھی مار کر جلا یا تو تفاسیخ ثابت ہے۔ (ص ۱۵۶)

اسی طرح لا یعنی اور لغو خامہ فرسائی کرتے ہوئے لکھا ہے:-

”ہزاروں میان ہیں جو اس چھوٹی سی زندگی میں دین اسلام کے پورے قواعد کی پیروی نہ کر سکے۔ ان کو سمجھنا چاہئے تھا کہ خدا ایسا ناہب مان یا سخت نہیں ہے کہ ان کو

۱۲۲) میں سے کسی کو ضعف پہچاہے۔ برخلاف اس کے کمی آیتوں میں پیدا شد اور موت کے تو اتر کا ذکر ہے۔ مثلاً:-
 کیفَ تَكُفُّرُونَ بِاللَّهِ وَكُفْرُكُمْ أَمْوَالًا فَاحْيَا
 كُمْ شَهَدَمْ يُمْيِتُكُمْ شَهَدَمْ يُحْيِيْكُمْ شَهَدَمْ إِلَيْكُمْ تَرْجِعُونَ
 (بقرہ آیت ۲۸) (ترجمہ صحفت) خدا سے کیوں نکر پہنچتے ہو کم مرکے تھے تو اس نے تم کو جلایا۔ پھر وہی تم کو مارتا ہے دہی تم کو زندہ کرے گا۔ پھر تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔
 یہاں موت اور حیات کا اتو اتر صاف ہے۔ مترجموں اور مفسروں نے غالباً سے مغض تفاسیخ سے بچنے کے لئے ”امواتا“ کے معنی لئے ہیں تم بے جان تھے۔ کوئی روح بے جان نہیں ہوتی کیونکہ روح اور جان مترادف ہیں۔۔۔ قرآن شریف صاف کہتا ہے کہ یہ موت اور حیات کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک بخات نہ ہو جاوے۔ ویدک دھرم کا یہی اعتقاد ہے۔ (ص ۱۵۵)

جائزوہ

جانب صحفت پر تفاسیخ کا بھوت سوار ہے۔ دہی ایل رہا ہے۔ وہ قرآنی علم سے تو کوئے ہیں ہی ان کی عقل بھی ملت نہیں ہے۔ وہ دیدک دھرم کے لباس کو قرآن جیب پر فٹ کھونے کے لئے بیتاب ہو رہے ہیں۔ مترجمین اور مفسروں نے دکشتم امواتا کا ترجمہ قرآن مجید کو سامنے رکھ کر کیا ہے جو قیامت کے روز دہ بارہ زندہ ہونے کے دوالہ کوافت اور اس کے دلائل سے بھرا ہو رہا ہے اور یہ آیت بھی قیامت ہی کے روز جی بڑھنے سے متعلق ہے۔ لیکن صحفت نے مغض جہالت اور بہت دھرمی سے ویدکے عقیدے کے مطابق ترجمہ کیا ہے جو کسی طرح صحیح ہوئی نہیں سکتا۔ الگ یہ آیت تفاسیخ کے متعلق ہے تو صحفت کے پاس پورے قرآن کا کیا جواب ہے؟ جو تیامت کے روز دہ بارہ زندہ ہونے اور اس روز کی جزا و سزا جنت اور دندرخ تفصیلی میانات سے بھرا ہوا ہے؟
 موت و حیات کیا ہے؟ نیتی اور نیتی عدم اور وجود۔ روح مرتی نہیں لیکن اس کا لہو تو جسم ہی کے ساتھ ہوتا ہے۔

دوبارہ موقع نہ دے لیکن وہ تو مانگے ہیں کہ تنازع کے
مئے کے منکر ہو کر خدا کے رحم کو تسلیم نہیں کرتے۔“

چھٹی آیت سے غلط استدلال

چھٹی آیت یہ ہے:-

شَرَّ بَعْثَتْكُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لِعْلَكُمْ
شَكَرُونَ إِذْ لَفَرْهُ - آیت ۵۲) (ترجمہ) پھر موت
آجائے کے بعد ہم نے تم کو از مری فرزندہ کر دیا تاکہ احسان
مالو۔

یہاں تنازع صاف ہے اور خدا کا خکر ہے (۱۵۶)

جائزہ

تنازع نہیں صفت کا مرہ ہے۔ یہ آیت بھی بنی اسرائیل
بھی کے ایک واقعہ سے متعلق ہے۔

پانچوں تاسی توں آئیوں
سے غلط استدلال

یہ سورہ پیس کی ۷۷ تا ۹۷ آیتیں ہیں جو صراحت
آخرت کی زندگی کے دلائل سے متعلق ہیں۔ اول صدر
بید الہ انسان سے وَ هُوَ يُكِنُ سخْلَتَ عَلِيِّمَ تَك
صفت کا ترجیح یہ ہے:-

”کیا انسان نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو ظفر سے
پیدا کیا۔ پھر وہ نظر اپنے اپنے چھپڑے نکلا اور ہمارے باہر
میں مٹا لیں بیان کرنے لگا اور اپنی پیدائش کو بھجوں گیا۔
اور کہنے لگا جب ہے یاں پیدا ہو جاتیں گی تو انکو کون
زندہ کرے گا، اس سے کہہ دو اس کو وہی زندہ کرے گا
جس نے پہلی بار بنا یا تھا کیونکہ وہ خلقت کو جانتا ہے۔“

جائزہ

ان آئیوں کے تحت تنازع زدہ صفت نے ص ۱۵۸
سے ص ۱۶۱ تک لایکنی بکو اس کی ہے۔ سماجی دیانت دیجی
چہار ارجوں قرآن مجید سے یکہ جاہل تھے ہی وہ اپنے یہی
چیزوں کو بھی جہالت کی راہ پر ڈال گئے جو قرآن مجید کا

جائزہ

میرے اندر بار بار سوچ میں ابھوتی ہے کہ اریہ اصلی
کو کس گمراہ رہنا نے اتنا گمراہ کر دیا۔ اگر ان کو سیدھی راہ
چھپڑ کر گراہی کی وادیوں میں ٹھوکریں کھاتا رہتے ہی میں
لطفت آتا ہے۔ زیرِ نظر آیت بنی اسرائیل کے ایک ثابت
متعلق ہے۔ انسان کو ایک بار ما کر اسی حیثیت کے ساتھ
زندہ کر دیتے کا تنازع کے عقیدے سے کیا تعلق ہے جس
کی رو سے مرنسے کے بعد دوسرا جنم کی طرف مکوڑے اور
ھماں پات کا بھی ملتا ہے۔ مگر سیٹ دھرم اور داشراختہ
صفت کو اس آیت میں بھی تنازع کا اٹل شیوت مل گیا۔
تنازع کا عقیدہ خدا کی ہبہ باتی کیوں نکرے ہے؟

ہبہ باتی تو جب پہوتی کہ انسان کو مرنسے کے بعد دوسرا
زندگی پہلی زندگی سے بھی بہتر ہی ملتا۔ مگر تنازع کی رو سے
تو انسان کو مرنسے کے بعد سور، مکتے، گدھے، چیل کوئے،
کیطے مکوڑے، ساگ بات تک کی زندگی ملتی ہے۔ پھر
کوئی انسان اپنی زندگی کیا بناتے چاہا وہ تپڑا روں لاٹھوں
برس اس چکر میں پڑا رہتے ہے کا۔ اگر آریہ سماجی دوستوں
کی بخشات کی ذرا بھی فکر پہوتی تو وہ دیدک دھرم کو چھپڑ کر
اسلام قبول کر لیتے۔ آریہ سماجی عقیدے کے طبق الشور
بمرے خیالات تک کو معاف نہیں کرتا۔ بہرے خیالات
کی مزامیں بھی بمرے بہرے جنم دیتا ہے اور جس مادر سے سے
انسان بنتا ہے اس کے تین خواص میں سے دو خواص انسان کو
کہنے کا بلتے واسی ہیں اس لئے آریہ سماجی عقیدے
کے مطابق کوئی انسان نہ معموم ہو سکتا ہے اور نہ بخشات
پاسکتا ہے۔ خدا کو ایسا بے رحم بنتا نہیں تو آریہ سماجی
دوستوں کو خدا کی ہبہ باتی نادہنیں آتی۔ ہبہ باتی یاد آتی ہے
انسان کو سور کتا اور کیطرا کوڑا بنتا نہیں۔

دادرھی یا موچھ آجائی ہے، یہ تما سخن کی مثال ہے۔“ ص ۱۶۲
کیا ہنا ہے جنابِ صفت کی عالی دماغی کا۔ تما سخن کی
کسی لا جواب مثال ڈھونڈ نکالی ہے۔ لیکن وہ مثال کی صحیح
میں قرآن کے واقعہ کو بھول گئے۔ مثال مکمل جب ہوتی کہ
وہ بھی فرمادیتے کہ بڑا ہونے پر بچے کے منظر پر بھی دادرھی یا موچھ
ہی نہیں تھل آتی بلکہ وہ سورا اور بندرا بھی ہو جاتا ہے اور پرستہ
احمد وغیرہ کی تکذیب آشیانی کے مقابل اسی سورا اور بندرا کی
عاظمیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

خاتمِ فصل

بچے کو سورا اور بندرا ثابت کرتے ہوئے صفت نے سورۃ
النعام کی آیت ۹۶ نقل کی ہے جن کا انہیں کا ترجمہ یہ ہے۔
”بے شک خدا ہی دانتے اور بھلی وغیرہ کو پھاڑ کر آئے
درخت وغیرہ اٹھاتا ہے۔ وہی حیات کو موت سے نکالتا ہے
اور موت کو حیات سے۔ پھر تم کہاں بچکے پھرتے ہو۔“
اس آیت پر گفتگو فرماتے ہوئے شیخ فرید الدین کے
نام سے یہ شعر نقل کیا ہے:-

ہفت صد ہفتاد قلب دیدہ ۱۳

مشن سبزہ پارہار و تیڈہ ۱۴

پھروس کے تحت لکھا ہے۔

”پیلان سبزہ اور انسان میں شبہ اور مشبہ بہ کا تعلق ہے
اور تما سخن کو ثابت کرتا ہے۔ جو مسلمان عطا رضا حکی اس شعر
پر ایمان نہیں رکھتے وہ قرآن کے الفاظ میں بچکے بچکے پھرتے
ہیں۔ آئیسَ ذِلِّیکَ بَقَادِیْرَ عَلَیْ آنِ مُخْشِیَ الْمُؤْمِنِ۔
”قامۃۃ آیت ۳۰) یعنی کیا خدا میں طاقت نہیں کہ جو رکھتا ہے
اس کو زندہ کر دے ۔۔۔“ (ص ۱۶۱)

جائزہ

”ہم تو سو ایجی دیانہ جی ہی کو عقل کل سمجھتے تھے مگر دیکھا تو
بچے کچھ سب آفتاب نسلکے۔ کہاں قرآن کی بحث اور کہاں
فارسی کا یہ شعر جو شیخ عطا رضا کے نام سے نہیں مولانا روحی کے نام سے

اُردو ترجمہ پڑھ لیتے ہیں اور چھپر بھی جاہل انہوں کو اس کرتے
ہوئے جھوکتے ہیں۔
منکر کرن کا اعتراض تما سخن سے متعلق نہ تھا۔ قیامت کے
بعد کے موجودہ جسم کے ساتھ دوبارہ زندہ ہونے سے متعلق تھا۔
دیکھنے ان کا اعتراض کیا تھا:-

”جب بڑیاں پر سیدہ ہو جائیں گی تو ان کو کون زندہ
کرے گا۔“ یعنی جب اس جسم کی بڑیاں تک خاک ہو کر مٹی میں
بلکہ ان تو پھر اسی جسم کے ساتھ ہم قیامت کے روپ کیسے اٹھاتے
جا سکتے ہیں؟ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ اس ان اسی کو دیکھے
کہ وہ نطفہ سے کس طرح انسانی صورت میں آگیا؟ تو خدا اسی ایک
طرح پیدا کرنا نہیں جانتا وہ بڑیوں کے پر سیدہ ہو کر زمین میں
مل جائے کے بعد بھی انسان کو از سر نو بنا دیا بھی جانتا ہے۔
انہیں آیتوں کے سلسلے میں مزید فرمایا گیا ہے کہ کیا جس اسماں
زمین کو بنادیا وہ اس پر قادر نہیں کہ مرے ہوئے کو زندہ
کرے؟ کیوں نہیں، وہ ہر شے پر قادر ہے۔

معلوم نہیں صفت کی جہالت کی کوئی انتہا بھی ہے
جن کو تما سخن اور عقیدہ آخرت تک کی فہم نہیں۔ تما سخن کی رو
سے دوسرا زندگی بھلی زندگی کا جسم اسی شخصیت کے ساتھ کہا
ملتا ہے۔ اگر نیک ہوا تو کسی اچھے انسان کا جسم ملادیہ ہو اور
انسانی جسم ہی ملادیہ والوں اور غیرہ انسان کا وہ سر کے او
کیڑے کوڑے کوڑے وغیرہ کا۔ اور اور پر کی آیتوں کا سوال اور جزا
ایک بھی جسم کے مرکبیتی میں مل جانے کے بعد از سر نو زندہ ہوئے
کے متعلق ہے، اس کو تما سخن سے کیا واسطہ؟

تما سخن کا الطیفہ

صفت کی بحث کا صحیح اندازہ کرنے کے لئے بحث کا
ایک گلہٹ املا حظ فرمائیے۔ لفظ ہیں:-

”ہم یہ نہیں کہتے کہ تما سخن نہیں ہوتا اگر کسی جسم میں روح
کے پہنچتے ہوئے ہوئے جسم میں کسی قسم کی تبدیلی آجائے تو اسی کا نام
تما سخن ہے۔ بچہ جب جوان ہو جاتا ہے تو اس کی روح اسی جسم
میں رہتی ہے روح جسم کو چھوڑتی نہیں لیکن بچے کے منظر پر لمبی

مشہور ہے اور شعر میں ہر سترے کے بعد کو تبدیلی ہنسن مقامات کے سلوک و کیفیات کی تبدیلی مراد ہے۔ اور تناسخ کی بحث کا خاتمہ سورہ قیامت کی آیت پر کر کے تو فضلہ صنف نے دنیا بھر کی جہالتون، بہت دھرمیوں اور حماقتوں کا ریکارڈ توڑ دیا ہے۔ جس سورہ کا نام ہی قیامت ہے اس کا خری آیت کو عقیدہ تناسخ کی بحث کا مقطع بنا دیا۔ کیون دے سکتا ہے اس شاعری کی داد!

مصنفہ:- اکبر شاہ خان نجیب آبادی
ایئمہ حقیقت نما بارہ روپے

حضرت شاہزادہ حضرت علی مترجمہ:- ڈاکٹر طاہر حسین
حضرت عثمان و حضرت علی مترجمہ:- علی الجیونی علی

حضرت ابو یکبر صدیق و فاروق امام ظہر حسین مترجمہ:- شاہ
حسین عطاء چھڑ روپے پچھتر پیسے۔

حضرت امام ابن اسحیم مترجمہ:- محمد فرج مصری
حضرت عمر بن العاص مترجمہ:- محمد احمد پانی پی

بارہ روپے
ایئمہ حقیقت مصنفہ:- عبد العظیم عبد السلام

حضرت امام ابن اسحیم مترجمہ:- حافظ زید احمد ارشد
حضرت علی مترجمہ:- علی الجیونی علی

ایات بیانات اھصارہ روپے
مکشیں بے خام تذکرہ شعرائے ارد و نو اب مصطفیٰ شیفۃ

صہنم خانہ و عشق تھاڑ روپے پچھتر پیسے۔
تجدد دین کامل مولانا عبدالباری ندوی۔ نو روپے پچھتر پیسے۔

تجدد دین کامل مولانا عبدالباری ندوی۔ نو روپے پچھتر پیسے۔
شیعۃ النبوة حضرت مجدد الف ثانی کا ایک نادر پرستہ

اصل عربی متن کے مباحثہ سلیں اور دو ترجمہ ڈیڑھ روپیہ
شایعہ کے ایام امیری اور عہد اور نگزیب مصنفہ

متجمہ:- خلیفہ محمد حسین۔ ۱۲/۱

مکتبہ تجلی۔ دیوبند (یونی)

بیش قیمت لطیج پیر

خلافت بنو امیہ مصنفہ ابن اثیر مکمل ہر دو حصہ ۲/۱۵۵
تاریخ اسلام (مکمل تین حصے) مصنفہ مولانا شاہ اکبر
زاد المعاو مصنفہ:- ابن قیم (اور دو ترجمہ) مکمل درچیار
حصہ ۳۶/۲۵

تاریخ الخلفاء ترجمہ:- جلال الدین سیوطی
مصنفہ:- اقبال الدین احمد ۱۲/۱

فتح البلدان مودودی مکمل ۱۵/۱
مغلیہ دور حکومت کی شاندار تاریخ کا ترجمہ۔

حصہ اول۔ باہر سے جہانگیر تک۔ حصہ دو۔ دور شاہ بھانی

حصہ سوم دور حالمگیری۔ حصہ چہارم شاہ عالم سے
ناصر الدین محمد شاہ تک۔ مکمل درچیار حصہ ۳۹/۵۰

تاریخ غزنیاط ترجمہ:- سان الدین ابن الخطیب
مکمل ہر دو حصہ ۲۱/۲۵

ہزار سال پہلے مولانا ناظر حسن گلابی۔ ۱۲/۲۵
تاریخ خوف طیبین مکمل ۱۲/۵۰

كتاب الامر

کامل

کامل

تألیف

الامام ابی عبد الله محمد بن ادريس الشافعی رحمه الله
فی

فرود الفقهہ برداية الوبیع بن سلیمان المرادی عزہ
تغتذیہا للله بالرحمة والرضوان واسکنہما فیہ الجنان، امین
دیہ امشہ

مخصر الامام ابی ابراهیم اسماعیل بن یحیی المزني
دیلیہ ثلاثة کتب الامام الشافعی

١) مستند الامام الشافعی (٣) اختلاف الحدیث (٣) رسالت فی اصول الفقه
قرطاس عال ابیض لا اجزاء کے مل

ثمن النسخة الجلد بیدة (قرطاس عال ابیض) مبلغ ۵ روپیہ فقط
ارسلوا مبلغ ۲ روپیہ مقداماً بالمسنی ارڈرنقیض ثمن الباقی ۵ روپیہ ومصادیف الیہید
با یوی پی (یعنی روپیہ ثمن الكتاب الکامل والمساصیف البوسطة علی الحالات)
الراسلات والمخابرات باہماء و عنوانات:-

ابناء مولوی محمد بن غلام رسول السوری۔ تجارت کتب ۱۳۲-۱۳۲
جاںلی محلہ بمبئی نمبر (۳)

MOLVI MOHAMMED BIN GULAM RASUL SURTIS SONG, BOOKSELLERS & PUBLISHERS,

132-134 JAMLI MOHLLA BAMBAY, 3

اصلی مذاہج کمپنی (لاہور) کے تخفیف

(پہلے سے بھی بڑھ کر نفیس لکھائی چھپائی)

مناجات مقبول مترجم ۱۳۵ [کارڈ سائز۔ ہر جاٹ سے
معیاری۔ مجلد پلاشک

حدایہ۔ سارٹھے پائیں روپے۔

حزب الاعظم مترجم ۱۰۵ [سائز ۲۲x۲۲ - کتابی سائز]
ہر جاٹ سے معیاری۔
مجلد پارچہ۔ تین روپے۔

حزب الاعظم مترجم ۱۱۱ [کارڈ سائز۔ ہر جاٹ سے
معیاری۔ مجلد پارچہ۔ تین روپے۔

ہدیہ ڈھائی روپے۔

اصلی مذاہج بینی کے عکس (مطبوعہ ہند)

قرآن پاک مترجم ۱۴۰ [ترجمہ۔ حضرت شیخ الہند]
تفسیر۔ حافظہ۔ مکتبہ شیراحد ختمی۔
مجلد ریگزین۔ زمین رنگیں۔ طباعت عکسی۔ کاغذ عدہ۔
ہدیہ بیس روپے۔

قرآن پاک مترجم ۱۴۱ [ترجمہ۔ مولانا تھانوی]
حاشیہ پر تفسیر سائز ۲۰x۲۰ -
ہر جاٹ سے عدہ۔ مجلد ریگزین۔ پندرہ روپے۔

قرآن پاک مترجم ۱۴۲ [بدو ترجمہ اول ترجمہ۔
دوسرہ ترجمہ۔ شاہزادی شیع الدین
مولانا تھانوی۔ مجلد ریگزین۔

قرآن پاک مترجم ۱۴۳ [ہر صفحہ کے بعد لائن، کشاد۔
پندرہ روپے۔

قرآن پاک مترجم ۱۴۴ [ترجمہ۔ مولانا تھانوی]
حاشیہ پر تفسیر۔ بیس روپے۔

سائز ۲۲x۲۲ - یہی قرآن مطبوعہ کلکتہ مجلد ریگزین
باڑہ روپے۔ مجلد پلاشک تیرہ روپے۔ چرفی چودہ روپے۔

حائل مترجم ۱۴۵ [ترجمہ۔ مولانا تھانوی۔ زمین نمبر۔
سائز ۲۰x۲۰ - مجلد پارچہ دش روپے۔

مجلد پلاشک باڑہ روپے۔ یہی حائل عکس لیکر دہلي
کی مطبوعہ۔ مجلد ریگزین روپے۔

حائل مترجم ۱۴۶ [ترجمہ۔ شاہ عبدالقادر جیلانی]
حاشیہ پر تفسیر۔ مجلد پارچہ گیارہ روپے۔

یہی حائل مطبوعہ کلکتہ۔ مجلد ریگزین۔ وو روپے۔
مجلد چرمی۔ گیارہ روپے۔

حائل مترجم ۱۴۷ [ترجمہ۔ مولانا فتح محمد صاحب جی
حاشیہ پر تفسیر۔ مجلد پارچہ اٹھ روپے۔
یہی حائل مطبوعہ کلکتہ۔ مجلد ریگزین۔ نو روپے۔ مجلد چرمی گیارہ روپے۔

حائل مترجم ۱۴۸ [کارڈ سائز۔ ترجمہ۔ مولانا تھانوی]
حاشیہ پر تفسیر۔ مجلد پارچہ اٹھ روپے۔

حائل مترجم ۱۴۹ [کارڈ سائز۔ یا سیل پیپر پر۔ مجلد پلاشک
سائز ۲۰x۲۰ - چار روپے۔ دیہی حائل مطبوعہ
دہلي۔ سارٹھے تین روپے)

حائل مترجم ۱۵۰ [پاکستان۔ ہر سطر کے بعد لائن۔
مجلد پلاشک۔ سارٹھے چار روپے۔

دلائل الخیرات مترجم ۱۵۱ [کارڈ سائز۔ ہر جاٹ سے معیاری
مجلد پارچہ۔ چھڑ روپے۔

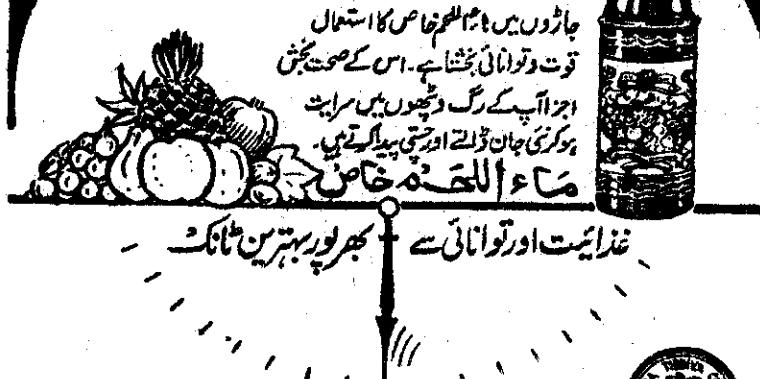
لان۔ مجلد ریگزین۔ پاچ روپے۔ مجلد حرمی۔ آٹھ روپے
سائز ۲۷x۳۰ ہر صفحہ سے عمدہ
حوالہ معری علما
ہے۔ مجلد پلاٹک سارے چوار روپے
بہت ہی تھقہ سائز (جیسی سائز)
باہمیل پیر پیر۔ مجلد پلاٹک
ہر یہ۔ سو اور روپیہ۔
یازده سورہ ترجمہ علما ۱۹
طبعہ کلکتہ۔ مجلد پلاٹک ۴۔ سارے چار روپے۔
ہر یہ۔ تین روپے۔
مکتبہ تجلی۔ (دیوبند (دیوبندی))

حروف، عکسی، کاغذ، کتابت، طباعت سب عمدہ۔
مجلد ریگزین۔ آٹھ روپے۔ مجلد حرمی۔ بارہ روپے
ہر صفحہ کے بعد لائن۔
قرآن پاک معری علما ۲۵
۲۶x۲۰ سائز۔ عکسی۔
مبتداً حضرات اور پیغمبر کے لئے بہت عمدہ ہے۔
مجلد ریگزین۔ سوا پانچ روپے۔
حوالہ معری علما ۲۶
کارڈ سائز۔ مثل نظامی۔ صفحہ
طبعہ کلکتہ۔ آیت پر ختم۔ باہمیل پیر پیر۔
۳۰x۲۶ سائز پیر۔ عکسی۔
حوالہ اچھا، ہر صفحہ کے بعد

صلیق الکریم	عرب اور اسلام	امام غزالی کا فلسفہ
آٹھ روپے	انگریزی سے ترجمہ۔ آٹھ روپے	مذہب و اخلاق
مسلمانوں کا عجز و ال مکتبہ تجلی	سارے ہے پانچ روپے	نور روپے
دیوبند (دیوبندی)	اسلام کا اقتصادی نظام پانچ روپے	ترجمان انسٹی ڈریوری (عہد)

تین جلدیوں میں مجلد چالیس روپے۔

صحت کا توازن ...



دواخانہ طبیہ کا لیکھاں یونیورسٹی میں گذشتہ



شمس نوید عثمانی

بیری کانیسا دین

سے احساس ہوتا ہے کہ ان کے دل و دماغ میں علم کی روشنی کے ساتھ ساتھ اشتہارت کی اصلاح کا سفر اور درد بھی ہے کتاب کا مقصد کوئی تحریک نہیں۔ کوئی ذاتی پرخاش نہیں۔ بلکہ اللہ اور ارس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے باع کو سر بزرو شاداً دیکھنے کی نظر ہے۔ خدا اس نظر میں اضافہ کرے۔ خدا اس درد کو ہر سینے میں پیدا فرمادے۔

اس کتاب کی دوسری خصوصیت یہ علوم ہوئی کہ کتاب بگار نے بریوی مسلک کا بہت گہرا مطالعہ کیا ہے۔ اور اس مطالعہ کے نتائج کو ایک ایسے انداز سے پیش کیا ہے جو جتنا حق ہے اتنا ہی جدید بھی ہے۔ اکثر لوگوں کے ذہن میں یہیں خنثیں موجود ہیں کہ بریوی مسلک کے باقی اور حامی اور دین کے سلسلے میں غلط کاشکار ہوئے کتاب بگار نے یہ ثابت کرنے کی کوشش ہے کہ کتاب ایسی نہیں ہے بلکہ انہیں اُنہوں اور اولیاء اللہ کے عشق کے پردے میں تحریک و حقیقت نفس اہل شیطانی کی ایک بہت بڑی سازش ہے جو تمام ابیاض اور اولیائی کے مشن کو تباہ کرنے کے لئے وجود میں آتی ہے۔ صرف نے خود اسی مسلک کی کتابوں کے حوالے سے اقتباسات دے دے کر بتایا ہے کہ غلام احمد قادریانی نے جس طرح حکم کر اپنی بہوت کا اعلان کیا تھا مولوی رضا احمد خاں نے چھپ کر اپنی رسالت کا اعلان کیا ہے اور اس کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے مقابل ایک مستقل نیا دین لاکھڑا کیا ہے اسی دین "کے اپنے مستقل عقائد میں" دینی ارکان ہیں۔ عبادات میں اور شخصیات میں جن کی براہ راست ضرب آنحضرتؐ کے دین اور اس کے عقائد و اعمال اور آپؐ کے اصحاب و اخلاق پر پڑتی ہے اور سلسیل پڑ رہی ہے۔ اس حقیقی زادی سے اس کتاب

یہ کسی کا مضمون نہیں بلکہ ایک کتاب کا عنوان ہے جو حال ہی میں بیری نظر سے گزی۔ اس کے مطالعہ کے بعد جاہاں کہ چند سطور اس کے تعلق سپر قلم کی جائیں اور اس طرح اس کتاب کے مطالعہ سے جو فائدہ بھی پہنچا جائے وہ بھی کے صفحات کے ذریعہ دوسرے سماں میں بکھرا جائے تھی کو شنش کی جائے۔ یہ کتاب کسی شبہوں اہل علم کی نہیں ہے۔ اس لکھنے والے کوئی صاحب مولانا رحیم الدین قاسمی ہیں۔ گو فاصل دیوبند ہیں۔ چنانچہ اس کتاب کے مطالعہ سے پہلی خوشی ہی بھی سچکتا ہے صاحب نے واقعی تاریخی ہونے کا ثبوت دے کر فضلاً دلائل دیوبند کویہ یات یاد لادی ہے کہ تم لوگوں کے اسلام کی عمریں کتاب و سنت کی تعلیمات کو پھیلانے اور شرک و بدعت کو شانے میں لگی تھیں حالانکہ ان کے درمیں شرک و بدعت کے قتنے اتنے بڑے اور اس قدر سچے ہوئے نہیں تھے۔ لیکن اب جبکہ شہر شہرستی ملتی اور گاؤں گاؤں میں ان فتویٰ کی آندھیاں جل رہی اور طغاییاں آرہی ہیں۔ علمائے دیوبند نے اسلام کی اس راہ کو تقریباً ویران چھوڑ کر اپنے رفادات کے دائروں میں فرد کو بننکر لے لے کر کسی نے سیاست اور لیڈر شپ کو اپنے لئے مفید کھا لا دہ اور پورا کا پورا الگ گی۔ کسی نے مدرسہ کے لئے مابیات کی فراہمی میں اپنی بہتری دیکھی تو اس کے لئے خود کو وقف کر دیا کسی نے مسجد کی امامت نکل رہا فحصال حاصل کر کے اپنے مخادرات کو اسی کے اندر محدود کر لیا اور امامت کی بقارے کے لئے دین کے بڑے سے بڑے مخادر کو بھی فنا پہ جانے دیا۔ اس ماحول میں مولانا رحیم الدین قاسمی کی زندگی میں سے کتاب و سنت کی درد بھری آواز کا نکلن اور بدید عزت و شرک کے خلاف قلبی کڑھن کا اظہار ہونا ایک بڑی قسمی یات اور بہت اچھی شال ہے۔ کتاب کے مطالعہ

عطر و حجمن | دنواز اور پر کیف خوشبو۔

دینک را ہنے والی

ایک تولہ بارہ روپے ۔ چھ ماشہ ۔ ساڑھے چھ روپے
تین ماشہ ۔ ساڑھے شین روپے ۔ ڈیڑھ ماشہ ۔ تو روپے
گلزار سیدنٹ ط **نسبتاً ہلکی خوشبو۔ فرحت جھنیں**

اور دو حب دور

ایک تولہ ۔ دش روپے ۔ چھ ماشہ ۔ ساڑھے پانچ روپے
تین ماشہ ۔ تین روپے ۔ ڈیڑھ ماشہ ۔ ڈیڑھ روپے

تریاق معدہ

معدہ اور جگر کے لئے ایک نعمت

ربا جی مکالیف کے لئے خاص تحفہ
خوارک صرف ایک رتی ۔ مفصل ترکیب سبھی جملتی ہے
۲۱ دن کا کوس س تین روپے ۔

عطر یا تریاق معدہ، سرمہ ڈیر بمحفظ
کے ساتھ طلب کیا جائے تو علیحدہ ڈاک خرچ
نہیں لگتا

دار الفیض حانی دیوبند

کوئی شخص کو اس لئے منع نہ پہنچا جائے کہ جس دل میں عشق رسول اللہ کی ایک بھی زندہ چکاری موجود ہو گی وہ اس سقطی کتاب نہ لاسکے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی مقابل کو اپنی عقیدت کا سختی تھی را۔ بریلوی مسلمانے اپنی نام تحریک کا سب سے بڑا پردہ عشق رسول کے زبانی دعوے کو بنایا ہے اور رسولنا ریحان الدین قاسمی نے اسی پر دے کوچاک کر دیا ہے۔

یہ کتاب اپنی مقصدیت کے لحاظ سے قیمتی اور غیر کتاب ہے۔ لیکن بہ طالب یہ کوئی آسمانی صحیدہ ہیں کہ اس میں کوئی حقیقت ہے جو جذبات میں خلوص ہونے کے باوجود صفت کے لئے دلچسپی میں ایسا اتارچڑھا دیا ہوتا رہا ہے جس کو بہت سے لوگ اچھا بھیں گے تو بہت سے لوگ اس کو دیکھ کر کھٹک جسوس کریں گے کہ کاش یا افراط و تفریط بھی نہ ہوئی قیامت زیادہ کوثر ہو سکتی۔ لیکن ایسے لوگوں کو کہی بات میش نظر کھٹی جائے کہ ایک عرصہ سے دارالعلوم کے چھوٹوں بڑوں نے اسلام کے جنیں شیش کو تقریباً آخر یاد کہ رکھ لے۔ بولا نام ریحان الدین نے اس کے اس طریل جود کو سیلی بار توڑنے کی کوشش کی ہے۔ ہمیں تو قرخنا چاہیے کہ اس سلسلے کی دوسری تیسرا اور اس کے بعد کی کوششیں ان خاسیوں سے زیادہ پاک صاف ہو کر سلسلے ائمہ گی۔

اس کتاب کے مطالعہ کے شا متعین اور اس سلسلے کی بہت افزائی لئتے والے لوگ یہ کتاب دفتر علی سے بھی حاصل کر سکتے ہیں اور کتب خانہ صدقیہ۔ محلہ سمجھنے۔ سلطان پور یونی سے بھی براہ راست ملکہ کا سکتے ہیں۔

دہنائی معالج

ہم سب کے لئے سعوماً اور دیہات و قیہات میں یہیں والوں کیلئے خصوصاً یہ کتاب نہایت کار آمد ہے۔ آئے دن کی بیماریوں اور حادثوں کا فوری، مکمل خرچ اور آسان ملاج نہیں اگرنے والی۔

افیوس حصہ اول ختم ہو گیا۔ حصہ ثانی موجود ہے۔ لیکن یہ نہ سمجھیے کہ حصہ اول نہ ہونے کی وجہ سے حصہ ثانی کی افادت کم ہو گئی۔ نہیں یہ حصہ ثانی اپنی جگہ مکمل اور مستقل ہے جسکے صفات ۲۳۲ بیماریوں، حادثوں اور فوری علاجوں کے قیمتی مواد سے ملائیں ہیں۔ آفسیٹ کی عمدہ لکھائی چھائی۔ قیمت ڈھائی روپے۔ مکتبہ تجھی دیوبند (دیوبند)

تاج الدین اشعر

رُباعیت

پا خلوں میں بے خودی کا پیمانہ نہیں
صد شکر کہ میں ہوش سے بیگانہ نہیں
عاشق ہوں فرقی خلق و خالق مخلوق
رکھتا ہوں رفقاً کا یہ دیوانہ نہیں

فریادِ نبیؐ پسہ کٹا سکتا ہوں
کھنچی ہیں مگر حضورؐ نے جتنی حدیں
اس نام پر جان و تن لٹا سکتا ہوں
ان کو نہ سٹایا، نہ سٹا سکتا ہوں

مخلوق کو حنائق سے جدا رہنے دو
”احمد وَاحِد“ میں ہے اگر پردہ میمؐ
کچھ فرقِ خدا و مصطفیٰ رہنے دو
اس پر دے کو للہ پڑا رہنے دو

باجسہ دستار سنور نے والو
اس زیشِ حناہی کی تو کچھ رکھتے لاج
سرحد سے متاثرت کی گذرنے والو
تو الی کی دھن پر رقص کرنے والو

دنیا میں امین ستر وحدت ہو کر
پیغمبر توحیدؐ کی امت ہو کر
یکتائی یزدان کی شبادت ہو کر
پیغمبر مشرکوں کی قم نے

عرسوں میں یہ بد عات کا طوفان تو یہ
کشتہ اوہامِ مسلمان تو یہ
قبروں پر چرانا ہے ساجد ناریک
جو کچھ نہ کرائے ہم سے شیطان قوبہ

سیفی الاعظمی

گنبد کی صدا

اے خو طہ زن حی شمہ الوار میرا بیات
 اے واقفِ اقوال نبی حافظِ آیات
 دانشورِ افکار و کنایات
 عرصے سے محض تکتی ہے مرے ذہن میں اکتا
 یا قبضہ قدرت میں ترے وقت کے حالات
 وہ درست نکوتیرا ک تو سندھ جذبات
 تو کیسے سیاست کا ہوا واقفِ لذات
 تیرے لئے جائز ہیں روحِ علم میں صدقات
 لیکن یہ بتا مددِ عی مسندِ سادات
 کیا عظمت و عزت بھی ملا کرتی ہے خیرات؟

جہلِ اسرت و فربی اسست ذہل اسرتِ ضلال

فی الارض خلیفہ کی ذرا بخچ تو تفسیر
 قوا و قریس جزو قشیدہ کا عنان گئیہ
 کیسے تجھے راسِ آگئی "جو جہل" کی تقدیر
 فانی ہے بہرہ حال یہ ایسیع کی توقیہ
 اب تک ترے دستور میں تھی قابل تعزیر
 اب خود ترے احساس کے ہاتھوں میں وہ رنجیر
 تیرے لئے جذبات بھی ناقابلِ تسخیر
 ہو جائے تھے پا تھے سے تنظیم کی تحقیر
 "خوش" ہو گئی لے ارواحِ حسین احمد و فتحیر
 اس طرح وہ ہو سکتا ہے شپرمندہ تعبیر
 ہو مجھ تما شہ کوئی "بازیجگ تپہیہ"

از کارِ شما یعنی کنفل بو الجمی نیست

صدحیف اک در جامعہ، شیخ مندنی نیست

اے ساکنِ ارضِ طعن قاسم "محمود"
 اے عالمِ ضیرِ جبالین و جناری
 اے فلسفہ و متنطق وہیئت کے علمدار
 اے عارفِ اسرارِ معانی و کلام آ
 سنتی تمیی رفتارِ زمانہ کے لئے ہے؟
 میں نفس کی تخلیق کا مقصد نہیں سمجھا
 "مہمانِ رسولِ عصرِ نبی" یہ تو بتا دے
 ما انکہ ترے ساختھے ہے اُنس دور کا منقتو
 فتوے سے ہر اک شے تجھے مل سکتی ہے لاریب
 سرکارِ دو عالم کی نیابت کی ہوں میں
 ایں دہم خون اسست خیال اسرت و مجالِ اسرت

صیدہ ہوں خواہش اربابِ سیاست!
 جیراں ہوں اے علم کی سُنzel کے معدی خواں
 تو بودر و سلمان کے افکار کا سدا حج
 پعنامیر خاک تشنیں صیہنہ پاک
 تعلیمِ نصاری ہو کہ افرنگ کی تہذیب
 صدحیف، مگر دیکھ رہا ہوں کہ پڑی ہے
 "کاغوت" کی پرواٹو "لاہوت" سے آٹھے
 برہم ہو تو میری ذات سے شیرازہ ملت
 اسلاف کا نام اور تری گستاخ زبان بند
 "ملکت کے چاہوئے نے جو دیکھا تھا" حسین خواب
 تو اپنے بزرگوں کی اہانت پر کرے رقصن

قرآن مجید کے سورہ انفال کے اس آیت کو باکل فرموں کو رکھا تھا جو اسکی میتھی کو قرآن مجید کو دلو اور کی زینت اور سجاوٹ بنا رکھا تھا اور کلمہ اسلام سے کوئی دور برہن تھا۔ قال اللہ تعالیٰ وَالْعُقُوبَةُ لَا تُنْهَىٰ لَا تُصْبَحَیَّ الاتیہ دویم سورہ آل عمران کے اس آیت کے معنی کو باکل حافظتے پاپر کر رکھا تھا جس کا شیطان نے ناجائز فائزوں پر اور مجھیں جیز کر دا لاقان شر تعالیٰ اِنَّ مُشَّیْعَیْ عَدَدَ اَنْتَ لَکُنْ اَدَمْ اَخْ اَسْ پُرَادَه يَكَ اللَّهُ تَعَالَیٰ کے اس کلام پاک کو جو کو سورة الرعد میں درج ہے آئی گئی بات سمجھ کر رکھا تھا تو ہر شخص دین فطرت اسلام پر پیدا ہوتے۔ قال اللہ تعالیٰ فَإِنَّمَا وَجَهَكُمُ الْعَذَابُ مُهْتَاجِفُ الْأَخْرَجِ وَجَهْرُهُ اُوْدُكَ نَام سے تعارف کرایا ہوا ایک صدر جنات سمعقہ شیطان کے دوسرا میں اگر میں نے غیر فطری باقاعدہ کو نصہاد صندھل دیا گیا دہڑا کا فقط درکل تشریع انسان اگر شیطان نے اس طبق مجھے کہا یا کہ پڑا وہ کی آئی زار کے ساتھ ساتھ تم تینی ہے اور مجھے کافی کنجی صلاحیت پیدا رہتے ہے دامغہ باشد من ذلک ہجۃ قرآن مجید کے سورہ بنی اسرائیل کی اس آیت کے مطابع سے یہ زائد شیطان کا معتقد جاتا ہے کہ میرسا تھے شیطانی کا خداوشی سے نیز آواند کو حکم شیطان سفر تھا اور اللہ تعالیٰ کے طرف سے کوئی رکاوٹ نہیں ہرگز قریب سوچتا تھا خاتم نے پیدا کیا ہے لوگوں کو اپنی روحی سے وہ مخت فرمائی کا گوئی بعید میں قرآن مجید اور حدیث سید گوہان بلکہ دنیا میں تھا گھر ہے اور جنات اور حرمہ میں رکھنے کا اختبا پہنچا پھر سڑج اللہ تعالیٰ اپنے امر و ہنی کی خلافت ہیں جل کرنے والے کو صاف فرمائتے ہے اس لئے کہ جنت ہے جنہیں جل کی تجویز میں پسرو ہو گا۔ قال اللہ تعالیٰ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجِلَّ اللَّهِ أَنْتَ^۱ واحدہ (سورہ الہود) قال اللہ تعالیٰ وَلَوْ أَنْ قَرَأْتَ... آن کو لیشا مر انشہ اللہ ہدی انسان سمجھا۔ اب جس سڑج کا جھل کے مرد لوگ اپنے منکر حاصل ہو توں کیسا تھے نیز اپنے ان مٹکوں ہو توں کیسا تھے جو کہ اب پتھر بننے کے لائق نہیں ہیں اقصاں جاری رکھ کر مادہ تو لید کے عمر میں اللہ تعالیٰ کے معصوم ترین بندوں کا خون پر خون پر نیکو روکنے کیلئے دین فطرت اسلام نے چاپا عورتوں کیسا تھے نکاح کرنیک اجازت دے رکھی ہے دشادی بدروج اتصال میں کی ترقی کیسے ہے کہ حاصل ہو توں کیسا تھے نیز ان عورتوں کیہیں جو کہ پچھلے جن سکھی ہیں بمحاذی لذت اٹھا کر نسل پر با کرنے کی ہے اگر پھر عورت پتھر بننے کے لائق نہ ہی تو دوسری بھیں تیسری اور چوتھی حرثت کیسا تھے شادیاں رچائیکی اجانت اسلامی شریعت تھیے رکھنے سے کہنے سے کہنے تاکا کہ تو لید کے عمر میں اللہ تعالیٰ کے معصوم ترین بندوں کے قتل کا سر باب بول جائے

تجھے بھی پتھر بننے

قرآن مجید کو حکم پتھر بننے کے تجویز میں پرے پرے اسلام میں داخل نہیں رہتے نیز غیر فطری بالذل کو فطری مان لینے کے واقعات ہیسے ساختہ نہیں ہیں جس کا آخری نتیجہ ہے ساختہ اسی قدر و قوع پڑھنے کا کلاطیہ سے کل خوبیت نے جگد لے دیا اور جو کوئی احسان نہیں ہے پایا تھا کہ اب مجھے حکم اللہ تعالیٰ سمجھیے تھے جلے رہا پڑا گا اور جو ہبھی میری کلبی مدد جسم جل حبیبی خوار دوسری تیسری چیزوں سے سبل عذر حمل کر جائیں جائیں قائل ہے تعالیٰ اِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَكُمْ فِي الْفَرْدَوْسِ مَا لَيْسَ بِمُؤْمِنِينَ فَنَازَكُوكُمْ بِالْحَمْدِ بَلْ كُلُّ حمدٍ انتہا حکومت ہتھی تھی رہا تاکہ کہ میرم سرمایں ہمیں نکلے کی ضرورت پڑ جائی تھی اور کر کے اور کہ دعیدی و لذت ہو گئی تھی تو ہم نے سمجھا کہ گواہ ہو ہے ہر ہوں، استغفار اللہ و اخراج ہو کہ سانپ جناتوں میں سے ہیں جو غیر فطری زندگی گزار رہے ہیں اور وہ جلد گم جب ہل جاتا ہے تو کچھی سفید لگنگ کا سیاہ سانپ کو جیسا ارتقا رہتا ہے۔ واضح ہو کہ شیطان بذات خود جنات کے سوتہ الکفہر نے سورہ الصاد اسکے لئے گرامہ شیطان کے قند و فساد اور ظلم کرنے کا چال لے غیر فطری بالذل کو فطری کر لائیکے ذرائع اسقدار دیتے ہیں پرانے پرانے چہارہ میں پھیلے ہوئے ہیں کہ ہم لوگوں کو حمایت کا احسان جل جنی نہیں ہوتے پارا ہے تو قدریں تو صونی ہو توں کے دریاں قائم کر سکا احسان ہم لوگوں میں یا قدر ہا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا غیر فطری بالذل کا حکم کرنے والا شیطان ہے۔ چنانچہ جنات جنون نے اپنی اسی صورت و لگ جوڑ کر کسی دوسرے (شتر جانور وغیرہ) کی صورت و لگن احتیا کر کے اپنی زندگی گزاراتے وہ بھی غیر فطری باتیں ہمیں چند ایک بیانات میں کی زندگی گزارنیکی مثالیں قلم بند کر باؤں تاکہ لوگ اپنے اپنے کہ دردیوں کے لیئے میں جھاٹکیں احمد عزر کوں کہ قرآن مجید کو حکم پتھر بننے کے باعث اور حدیث صحیح دوچھوڑان مجید کو تھیں تاکہ سچتا ہے، کوئی اہمیت نہیں دیتے کہ دوسرے کے شیطان کے جانل میں پھنس جانے سے کہنے کرنا غیر فطری بالذل کی تجزیہ کر لین اور ہو جاتا ہے میری مثال زندگہ موجود ہے دو کمزوریاں میرے ساختہ نہیاں تھیں اہمیت رکھنے والی تھیں اطل

اللہ تعالیٰ نے پیدا کی جنات کو اگے بے جکے باعث ہیں بالمقابل انسان طفیل ہوا کرتے اور نظر سے بوجل رہ کر پیک مارتے ہی بزرگوں میں دود کی چیزوں شلاخت کے رائی کا تاج و تخت حضرت عیاذ گے دیبا میں لا کر رکھ دیا دیکھتے تاج و تخت حضرت عیاذ کے حکم کا حفظ تمہیں پڑے پا تھا اور جو برا کسی نہیں لکھتا اور پڑے پڑے بڑے دیگوں اصلہ اپنے بنتوں کو پیک مارتے ہی تیار کر دلستہ تو درجہ کی تھی پیک مارتے ہی بنداشتھے حصہ صورتیں کیروں کے ذریعہ پیک مارتے ہی بچکار جاؤ اسی طریقے سے انگوٹھے کے انخ پر بولتی ہیں تصویر یا خاموش تصویر کا نظر آتا تھا جناتی خلیل ہے حضرت عیاذ کو تاج و تخت کے جنات کو پا میں سیر کر لئے پھر تھے عیاذ میں تک کو دیکھنے والے انسان کو تاج و تخت کے سامنے عیاذ کو اٹھانی لے جنات نظر نہیں آتے تھے لہر حضرت عیاذ میں تاج و تخت کیسا تھا اڑتے ہوئے نظر آتے تھے اور اپنی بکورت کا معائنہ کرتے ہوئے نظر آتے تھے جس طرح کہ اچھا کا ہو اپنی جہاں فقط نظر آتا تھا مگر لوگ سواریں نہیں آتا اور نہ تو دیکھنے نہیں آتا کسکی پرستی ہو اپنی جہاں اڑتا جا رہا ہے۔ لہذا جس قدر تینیں زندگی کرنے والوں کی حصی بے جان ہیز و لکھاں پاری ہیں اور انسان کی ظریفی کمال والی باتیں دکھلائی پڑتی ہیں وہ سوکھ سو ایک طرف سجن اوقی کی ادنی ترقی طاقت فقار اللہ تعالیٰ و اللہ تعالیٰ من یکشاف جو حرب حساب جناتوں کی طرف ہی اشارہ ہے جناب پخت طلاق کی خوفناک ہوتیں اپنے کہنا ہمیں رفت میں سے ایسا بے حد اپنے نتن انسانوں کی نہیں ہے، کاظمہ تھا جو کہ جناتوں کیلئے ہبڑا بھگ بگ انسانوں کیلئے تقریباً طبع امنہ نہیں لگا اور کاسان پر اکتا تھا۔ دفعہ پر اچک کفتاری صاحب کی قرأت کی ہے کہ تعلیمیں GEOMETRY ثابت کرنا ہے۔ قاری صاحب کا کہنے والے کہ کوئہ افلامی تینیں سے پڑھو تو اللہ اللہ اللہ پڑھو اور اسی کو تجوید القراء کی کہتے قرآن بڑی راگین ہیں جو اچھا پڑھنا پڑتے پسند کے کیا جاتے۔ اللہ تعالیٰ کا کلایا پاک بذات خود پر اکرہ ہے اور کہہ اپنے میں سبلح الشوقیان نے اپنے قرآن مجید پڑھنے کیلئے کام فرمایا ہے اس طبق پڑھنا تجدید القراء سے اور کہہ اپنے میں سبلح الشوقیان نے اور سنن دلالاچھے سے حقیقی سکھ رکھا اپنے مادری بیان میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید صاف صاف اور قرآن مجید کو قرآن مجید کو زبانی پڑھنے کی برکت سے حاصل ہے دفتر کا دل، قسموں پارہ قرآن مجید کو زبانی پڑھنے کی برکت سے حاصل ہے دفتر کا دل، صاف اور قرآن مجید کو حکومت کو حکومت اپنے بہادر موسیٰ پر ایسے غلطان، پریماں ایمان والے پر کار عرب کی طائف کو تکریب کر کھدا اور عرب کو خوبی کر دیا ہے اسی سکھ ایمان والوں پر اور پویا بخت نکر کر قرآن اعراف کے سعد کے کہلانا ہے تو عرب کو خوبی کر دیجئے کیا جاسکتا ہے۔ دفعہ پوکہ کو کاشتھ تعالیٰ اسی قسم کی حالت میں خیر نہیں کرنا جائز ہے لوگ خود اپنی حالت کو نہیں بنتے۔ قال اللہ تعالیٰ ان اللہ لا یُنَبِّئُ بِآتِیٰ فِي دِيْنِهِ وَمَنْ يَنْهَا فَإِنَّهُ مُنَاهَدٌ

کیا آجھلی لوگیں جوانان عمل مستعمل چیپاں کے ہوئے نہ جیت میں دری جائی ہیں ان لوگوں کے جنم کی ذمہ داری سے والدین قیامت کے روز جنم کی آگے نیچے جائیں گے۔ شیطان دشکی تشریع انسان عالم بخوبی غیر نظری با توں کی تعلیم دیتے کیتے آیا کیا حضرت عیاذ کے بارے میں جھوٹ تعلیم دیا گیا کہ حضرت عیاذ بہت بڑے حکم علاج و معالجہ کرنے والے تھے اور ان کے زمانہ میں بڑی بیان فلان ہر ہم کو شفا دینے کے لئے آواز دیا کرتے تھے عین قبیو (اعزز بالشہر من ذلك) سورة اللطف سلاحداد پر قال اللہ تعالیٰ ولقد أَيَّتَ اللَّهَ الْفُلْقَ أَحَدًا... یا بنی اسرائیل بالله الخ غور کیمی کو حضرت عیاذ نے اپنے صاحبزادے کو سیمی بحث بتلاسا تھا اسی کو امشتہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہیں ہمہ رہا۔ قال اللہ تعالیٰ وَمَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٖ إِلَّا هُوَ
باللَّهِ إِلَّا هُمْ مُشْرِكُونَ (سورة یوسف)، لہذا عرس۔ نذر دو نیاز چڑھانا تفریز سہل بجانا۔ میتین مانا وغیرہ پر تین شرک ہے اور اللہ تعالیٰ نے شرکوں کو معاف نہ کیا بلکہ اولادوں پر ہے ایمان والوں کو امشتہ شرک اور بدعت سے بچائے۔ آئین۔

اسی پر سس نہیں بلکہ حضرت عیاذ کے بارے میں شیطان اپنی شکل و صورت میں اکریوں تعلیم دیا کرتا تھا کہ حضرت عیاذ کی جسمی تکمیل کیا تھی فطری بیماری کی سمجھتے اور جیکہ بھکر پڑھتے یہ دفعہ ہو گی کہ شیطان کا انسانی قلب کا امام علام است ہے سورة الصاد سلاحداد پر قال اللہ تعالیٰ وَلَدُكُ
عَبْدُكَ الْوَلَبُ از نادی رہے ای وَسَنِي الشیطان ہے صوب المخروف میں کثرت شیطا کے جسمانی جمل سے بچائے دھماں ہے جو دوزہ کی تھرست کیا ہے مجھے Palmist نیز A MESMERIST ہے کیا فخر تھا جو کہ شیطان کے دوسرا راجا اپنا تھا مگر اس کے نام سے کیا تھا بھکر پڑھا کے اس جناتی قصی کو خود کو عالم مقاصد اور قاری لپھنے والے سرین فراہم کیا تھیں کی شریب دیا کرتے کہ لوگوں کے انگوٹھے کے انخ پر اس شخص کی تصویر و کھلانی جا سکتی ہے جسکی لوگوں کو تلاش ہے اور اس پڑھو یہ ہے کہ دعویٰ ہے کہ عزل فرج جناتی فعل، قسموں پارہ قرآن مجید کو زبانی پڑھنے کی برکت سے حاصل ہے دفتر کا مجید گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عکفر بیا یا کہ کلایا پاک صاف صاف اور قرآن مجید کو قرآن مجید کی بھکر پڑھنے سے کوئی ایسے علم خواہ مل کا لفظ بیا ذکر پڑھنے میں نہیں آتا۔ جیکہ قرآن مجید کی بھکر پڑھنے والے تسلی بات گردان یعنی اس قدر ہے چھٹھنے دو اور یوگہ کاہ رمضان میں قرآن مجید پڑھنے کی تیری اس قدر ہے چھٹھنے خواہ آٹھ حصہ میں تیسروں پارہ مسند ایجادا جاتا ہاں اس قدر دو اس حصہ میں

بیو زم کے خدوخال نکال کرنے والی کتابیں

ادب میں ارتقی پیشہ

ترنی پسند تحریر کی کتاب بے لائگ تاریخی اور نظریاتی
جاڑہ، گوپاں مل کے کلمے۔ اپنے موضع پر پڑھ جائیں
کتاب جس کا ترجمہ کرنی پڑی تو زبانوں میں ہوا۔ صفات
قیمت ایک روپیہ۔ الگوریتم ایڈیشن دو روپیہ۔

سورنا کی بار

تیک اور بیدی کی اذی شکش کی خیال نور و رضا
مودودہ صدروں کا لکھنام اداں۔ روپی ادب کا شاہکار
ترجمہ گوپاں مل۔ قیمت تین روپیے۔

لین

اقلاب روپ کے بانی نگولی لین کی منہ
ترین نوع عمری، لین کے ترقی بیرونی کی خلائق
ذیوں دشوب کے کلمے۔ ترجمہ گوپاں مل۔ ۲۰۰ صفات
قیمت ایک روپیہ۔

علمی سیاست میں چہرویت

این الاقوایی سیاست میں چہرویت کے کوادر احمد
بھروسی اصولوں کی کار فرانی کے احکامات کا پیر ہمال
چھوڑ پڑنے پر موجودہ علمی سیاست کے پرچھ رحمات کو
جگہ کئے یہ اس کتاب کا مطالعہ بہادر ورثی۔ ترجمہ
گوپاں مل۔ ۱۰۰ صفات۔ قیمت ۵ روپیے۔

انس سوچو رہی

مارچ آولی کا فہم ناوں جس میں بتا گیا ہے
کہ اگرچہ جو کوئی نہ ملتا کی تو کسی جل کر کی کتنا ہم گیر جائے
کہ اس کی وجہ میں دھی کا بوئش پورستا ہے۔ اس کی
وہ ناقلوں کی فتح تحریر، ترجمہ گوپاں مل۔ قیمت تین روپیے۔

کیونز پر ایمان لائیں کے حکم بخ۔ اس کے بعد اس
نے اس روپاں کو کب کا ذکر کیا ہے جو بنے ان کے ایمان
میں رخے ڈال دیے۔ ترجمہ گوپاں مل۔ ۲۰۰ صفات
قیمت ایک روپیہ۔

آزادی کی طرف

ایک ممتاز روزی افسوس پر کوئی کر ان شکوہ کی اکٹھ
اچھا کہ بیتی، غیباں بھنی اکٹھاں اچھے ہے اتنی ہی
دل چسب ہی ہے۔ ایک بار شروع کر کے اسے تخت کی
بیو آپ ما تھے نہیں رکھیں گے ترجمہ سید ندیش اگر
۲۰۰ صفات۔ قیمت تین روپیے۔

عثمان بطور

بیجن کے چاہی عثمان بطور اور ان کے ساتھیوں کی
دو ایکروں مرگزشت جن کے سیادا کارناوں نے
مسلم کے دور اول کے چاہیوں کی بادشاہی کر دی، ان
کے دو ایکروں مرگزشت ہوئے نے اپنے ذہبی درعاشرے
کیلے بیادی۔ ترجمہ شاہد احمد بلوی۔ ۲۵۲ صفات۔
قیمت ایک روپیہ ۱۵ پیسے۔

آج کا چین

شوہینہ دستاویز عالم فاکر ایں ہندو ٹکڑیاں سو نہ
ہندو ٹکڑیں کی زندگی کے برپا ہے کا ہر صلی بھری۔ ترجمہ
عثمان فارقطی۔ ۲۰۰ صفات۔ قیمت ایک روپیہ۔

سرگزشت امام

بیجن کے شہر امام کا دہلوی جان کی آپ میتی۔
اس سہ کی خدمت کرنے کا سرسرے پھر گئی اور خدمت
کیلے داشتیں کی رکوف خالی کی دو روز نہیں۔ ترجمہ
دری صاحب دری روز نہیں دو روز نہیں۔ قیمت ایک روپیہ
پیسے۔

چین کے مسلمان

صلوات افراد ایک ہندو ٹکڑیاں کے تاریخ
اور ان کی موجودہ بحث پر کھلی دانائی
ہندو ٹکڑیاں عثمان فارقطی۔ ۲۰۰ صفات۔ قیمت

آزادی کا ادب

ہندوستان اور پاکستان کے تیرپوش احوال فہارکا

وہ ناقلوں کی فتح تحریر، ترجمہ گوپاں مل۔ قیمت تین روپیے۔

پتھر کے دوتا

پاکستانی شہزادیوں کی آپسی تباہی۔ ان
کا ایک ایسا بہرہ دشمنی کا کھلی دانائی ہے۔